مَن بَکیٰ او اَبکیٰ او تَباکیٰ عَلی الحسین وَجَبَت لَہُ الجنۃ

ذخیرہ شیون و شین جامع مصائب ابی عبد اللہ الحسین المسمیٰ بہ

سانحۂ کبریٰ

فی ذکر

سید الشہداء

از تالیف لطیف مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولانا محمد وارث علی صاحب

طبع فی المطبع المعروف [illegible]

یا مغیث

سانحہ کربلا

فی ذکر

سید الشہدا

جامع مصائب امام مظلوم سید معصوم لخت دل فاطمہ زہرا رضہ

جگر بند علی مرتضی رضہ امام المومنین خلیفۃ المسلمین

شاہزادۂ کونین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالے عنہ

در مطبع لامع النور محلہ گلاب خانہ آگرہ باہتمام نصیر الدین احمد طبع شد

سنہ ۱۳۲۱ ہجری نبوی

طبع ثانی

قیمت عہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا اے نور جان عاشقان ہے عیان تجھپر جو ہے دل مین نہان

ہے دلون کے بھید سے آگاہ تو ہے دکھاتا سبکو سیدھی راہ تو

تو ہے وہ قادر کہ جو چاہے کرے تیری ہی قدرت مین ہے ہر ایک شے

آدم خاکی بنا کر خاک سے پھر شرف بخشا اوسے ادراک سے

یہ خرد یہ ہوش یہ فہم و ذکا ایک پتلہ خاک کو کیا کیا دیا

پاک ہے تو تجھکو ہے پرواہ کیا جو کہ چاہا ایک کن مین کر دیا

ایک پل مین چاہے تو کر دے غنی تام کو چھوڑے نہ دنیا مین دنی

جو بنایا تو نے ہے او سیر یقین تیرے پیمبر کے ہین فرمان گزین

وہ پیمبر پاک ختم المرسلین پیشواے اولین و آخرین

وہ پیمبر شافع روز جزا شان مین لولاک ہے جنکی کھا

وہ نبی جنکا سفر معراج ہے نام ہے پیارا محمدؐ آپ کا	جن سے ملک کفر سب تاراج ہے ہر مرض ہر درد کی ہے وہ شفا

رباعی

شاہ است حسینؓ و بادشاہ است حسینؓ سر داد و نہ داد دست در دست یزید	دین است حسینؓ و دین پناہ است حسینؓ واللہ کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

مورخان صدق مقال فرماتے ہین کہ ۵۶ھ مین جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے دشمنون کی طرف سے اطمینان کلی ہو گیا اور عمر کے زیادہ ہو جانے سے زندگی سے مایوس ہونے لگے تو ارادہ کیا کہ روم و عجم کی طرح سلطنت میرے خاندان کیواسطے موروثی ہو جاے اور میرا بیٹا یزید میرا جانشین ہو۔

یزید اچھا شاعر تھا اور سمجھ قوی رکھتا تھا۔ سرو قد۔ چھریرہ بدن۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور وحشت برستی تھی۔ کالی آنکھین۔ بال گھونگروالے اور ڈاڑھی سیدھی تھی۔ چونکہ اہل شام مین پرورش پائی تھی اس لئے ریشمی پوشاک اور گانے بجانے کا شوقین تھا۔ کہتے ہین کہ وہ شراب خوار۔ پست حوصلہ کینہ خواور بدمزاج بھی تھا اس لئے اسلامی حیثیت سے کسی طرح قابل سلطنت نہ تھا اسپر بھی حضرت معاویہؓ بیٹے کو اپنا ولیعہد کرنے پر اڑے ہوئے تھے اکثر مورخین نے اس جگہہ بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے حین حیات جانشین مابعد کی جو فکر کی اسمین کوئی عیب نہ تھا کیونکہ بادشاہ کے سامنے یا کم سے کم اوسکے مرنے سے پہلے جانشین مابعد کا مقرر ہو جانا اچھا ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو جو نامزد کردیا اوسکے نتیجے کیسے اچھے ہوئے۔ فاروق اعظمؓ نے گو کسی کو نامزد نہین کیا تھا مگر اتنا ضرور فرمایا تھا کہ فلان فلان چھ شخصون مین سے جسکو چاہنا میرا جانشین کرلینا یہی اونھون نے

تھا۔ بالکل نا فرد نہ کرنے سے تو بدرجہا بہتر تھا حضرت عثمان بن عفان اور جناب امر تضوی
ضوری کے باعث یہ بات نہ ہوسکی اوسکی خرابیاں ملاحظہ ہون کہ کیا کیا فتور برپا ہوئے مین
ہی جھگڑون سے سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے حضرت معاویہ یہ کام کرنا چاہتے
ہماری راے مین اس کاوش سے بھی ہمارے معظم و مکرم پر اعتراض قائم رہتا۔
ا شخص مقرر کرنا مناسب تھا جو مسلمانون پر حاکم ہونے کے لایق ہوتا نہ کہ درشت خو
رج اور آوارہ۔ اسی لئے لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کے بھی لکھے چلے جاتے ہین کہ اولاد علی اور
ئمہ کا حق بیٹنے کے لئے اور سلطنت اپنی اولاد کو ترکہ مین دینے کیواسطے نا قابل بیٹا ہی
نا جاتا تھا اور آنکھون کے سامنے کی نا فرد گی سے مسلمانون کے سر سے بلا ٹالنی منظور
ر جب اسکا نتیجہ بھی بڑا مضرت رسان اور رنج خیز ہوا تو ہم کسی طرح اونھین بری نہین کر سکتے۔
غرضکہ حضرت معاویہؓ نے بیرونجات کو فرمان جاری کردئے کہ ہر صوبہ سے نائب اور سر آوردہ
ئین اور یزید سے بیعت کرین۔ مگر سب لوگ یزید سے نفرت رکھتے تھے اور نہین چاہتے
لہ ایسا شخص ہمارا حاکم ہو تو بھی خدا بخشے جناب معاویہ نے لوگون کو مجبور کیا اور یزید سے
کرائی۔ چنانچہ حضرت سعید بن عثمان بن عفان نے جب یزید سے بیعت کرلی اور اوسکے
نا کہ جناب امام حسین ابن علی مرتضی۔ عبد اللہ ابن عباس۔ محمد بن ابو بکر صدیق اور عبد اللہ
ابن زبیر رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین نے بیعت یزید سے قطعی انکار کردیا ہے تو حضرت سعید
ت پشیمان ہوئے۔ مگر حضرت معاویہؓ نے حکومت خراسان دیکر راضی کرلیا اور یہ محض حکمت
ہی تھی کیونکہ چند روز اونھین سبز باغ دکھا کے پھر خراسان عبد اللہ کو دیدیا۔
بنی امیہ کی سلطنت سو برس تک رہی اور اونکے چودہ بادشاہ ہوئے اس خاندان
سلطنت کی بنیاد حضرت معاویہ نے ہی ڈالی تھی۔ آپ کے زمانہ مین خلافت کی سادگی

اور تقدس سے ہاتھ دہو کے حکومت نے بادشاہت کا رنگ پکڑ لیا تھا انتخاب کا ط
اوٹھا دیا گیا اور شخصی سلطنت قائم ہوگئی جسکا بانی مبانی ہم نہایت افسوس کے ساتھ
کی ذات والاصفات کو سمجھتے ہین - نمایش ظاہری کا رواج ہوگیا - دمشق کی زرخیزی
اثر نے عرب کی ساری سادگی کو خاک مین ملادیا - شام کی آسایشون نے آنحضرت
صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی طرح دنیا کے لات ماردینے کو ہوا بتادی اور سب سے ز
یہ غضب ڈہایا گیا کہ حضرت معاویہؓ نے دمشق کو وہ بزرگی اور فضیلت دینا چاہی جو اسوقت تک
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو حاصل ہو چکی تھی - اسلئے حضور نبوی کا عصا اور مدینہ کی مسجد نبوی
منبر دمشق مین لانا چاہا حیلہ یہ بنایا گیا کہ ایسی متبرک چیزین قاتلان عثمانؓ بن عفان کے
نہ رہنا چاہئین - عصا بڑی تلاش و جستجو کے بعد ملگیا مگر جب منبر مسجد نبوی کو اوسکی جگہ
سرکانے لگے تو نہایت سخت گہن سورج پر پڑا - دن دہاڑے ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا
تارے بخوبی نظر آنے لگے لہذا منبر کا لیجانا مرضی الٰہی کے خلاف سمجھا گیا اور مجبوراً او
جہان کا تہان چہوڑ دیا -

حضرت معاویہؓ جب اسّی برس کے سن مین رجب ۶۰ھ ہجری مطابق ۶۷۹ء عیسوی
انتقال فرمانے لگے تو اپنے بیٹے یزید کو طلب کیا اور اوسکو عقلمندانہ اور تجربہ کارون کی سی
نصیحتین کین کہ اے بیٹا ! اہل عرب پر بہروسا رکہنا وہی تمہاری قوت کی جڑ ہین - شامی اگرچہ
اپنے ملک سے باہر جاکے اپنے تئین ذلیل و خوار کردیتے ہین مگر نمک حلال ہین اونکی عزت
کرتے رہنا - عراقی بیچین اور تکلیف دینے والے ہین جسکو چاہین اوسکو کردیتا کیونکہ ذرا سی اشتعال
مین وہ لاکہون شمشیر زن مجتمع کرلیتے ہین - اے بیٹا مین نے ۲۰ بیس برس سلطنت کی ہے
بعد تیرے چار زبردست مخالف باقی ہین -

۱- حسینؓ ابن علیؓ جنکو اہل عراق بہت مانتے ہین وہ راستباز اور حق شناس اور
ا رسے چچازاد بھائی ہین اگر وہ تمہارے قبضہ مین آجائین تو اونکے ساتھہ سلوک کرنا۔
۲- عبد اللہ بن عمر عابد اور عالم ہین امید ہے کہ وہ تم سے موافقت کرینگے۔
۳- عبد الرحمٰن بن ابی بکر جو دماغی قوت نہین رکھتے دوسرون کے سکھاسے پڑھا
ربند ہوجاتے ہین۔ اون سے تمکو کچھہ خوف نہین۔
۴- عبد اللہ ابن زبیر مین لومڑی کی سی چالین اور شیر کی سی شجاعت ہے وہ تم سے
ن تو بہادری کے ساتھہ اون سے لڑنا اور ہمسایون کے خون سے بچے رہنا اور اگر
سے صلح کر لینا چاہین تو غنیمت جاننا اور پیام صلح قبول کر لینا اور جب موقع ملے تو اونکو مار ڈالنا۔
ے راوی نے عبد اللہ بن عمر کی جگھہ عبد اللہ بن عباس اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی جگھہ
ن ابی بکر لکھا ہے۔ ان چارون صاحبون کا یزید سے بیعت نکرنا فرط اتفاق کی وجہ سے تھا۔
ہُن چاہتے تھے کہ ہم ایسے فاسق و فاجر اور گمراہ سے بیعت کرین اور سمجھتے تھے کہ اوسکی
ت ہمارے لئے باعث ننگ ہے مگر ابی اسحاق اسفرائنی نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ
زید کو اپنے انتقال کیوقت یہ وصیت کی کہ رعیت کے حق مین عدل کرنا کیونکہ قیامت کے
ے پل جنت اور دوزخ کے درمیان قائم کیا جائیگا اور سب بادشاہون کو اوسپر سے
نے کا حکم ہوگا۔ رعیت پرور اور عادل بادشاہ بلا خوف و خطر اوس پل پر سے گذر کے بہشت
یا داخل ہونگے اور ظالم حاکم کٹ کٹ کے جہنم مین گر پڑینگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حسینؓ
نکی اولاد اور بھائی بہنون اور بیبیون کی عزت حد سے زیادہ کرنا اور کوئی کام بغیر اونکے مشورہ
نہ کرنا ہم اونکے غلام ہین۔ اہل بیت رسول اللہ سے زیادہ اپنے رشتہ کنبہ والون پر
نہ کرنا۔ بیٹا تم اونکے غصہ سے ڈرتے رہنا حسینؓ کی ناراضی سے خدا و رسول خفا

ہوجاتے ہین اور جس سے حسین راضی ہین اوس سے خدا و رسول بھی خوش رہتے ہیں
پس اے بیٹا حسین اور اونکی اولاد اور اونکے رشتہ دارون اور بنی ہاشم کی ہمیشہ رعایت
کرنا اور اونہین راضی رکھنا ورنہ جہنم کی دہکتی آگ مین ڈالے جاؤگے - یزید نے باپ کی
باتین سن کے کہا سمعنا و طاعة لك یعنی مین نے آپکی نصیحتین سنلین اونکی تعمیل کرونگا -
غرضکہ رجب سنہ ۶۰ ہجری مطابق ۷ - اپریل سنہ ۶۸۰ ؁ کو چونتیس برس کی عمر مین یزید تخت
نشین ہوگیا جسوقت ماتمی کپڑے اوتار کے شاہانہ لباس اوس نے پہنا ہے اوسی وقت
شراب کی صراحیان طلب کین - خود بھی پی اور اہل دربار کو بھی پلائی - تمام لشکر مین شراب
تقسیم کی گئی اور خود دریاے فسق و فجور مین غوطہ زن ہوگیا -

باوجود ان باتون کے سواے مکہ و مدینہ اور بعض شہر بلستان کے اکثر ممالک
نے اوسے بے چون و چرا خلیفہ وقت مان لیا - بادشاہ ہوتے ہی اوسکے دماغ مین -
سمایا کہ سلطنت کو بے خلش کر لینا چاہیئے اور جناب امام حسینؑ اور عبد اللہ بن زبیر رضی
کو ٹھکانے لگا دینا ضرور ہے تاکہ سب کھٹکے مٹجائین - یہ دونون صاحب اوس زمانہ مین
افزاے مدینہ تھے - اسلیئے ولید بن عتبہ یا عقبہ حاکم مدینہ کو حکم بھیجا کہ اون سے ہمارے
بیعت طلب کرو - مروان بن الحکم سے ولید نے مشورہ لیا - مروان نہایت چالاک اور قابل
سمجھا جاتا تھا - اوسی نے وہ جعلی خط حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا
جو اونکی شہادت کا باعث ہوا - مروان نے ولید کو یہ صلاح دی - قبل اسکے کہ دونون بزرگ
موصوفہ بالا کو حضرت معاویہؓ کے انتقال کی خبر ہو اونہین اپنے پاس بلا لو اور یزید کی بیعت
طلب کرو اگر کرین تو فبہا ورنہ فوراً قتل کر ڈالو - ادہر اس مشورہ کی خبر اودہر یہی اور جناب ا
اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کو پہونچی دونون صاحب اپنے عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر مدینہ

، حلقہ بگوش ہو چکے - خلافت آپکی موروثی ہے اوسکے لئے یزید سا خائن - فاسق
دمی ہرگز مناسب نہین - اسکے جواب مین جناب امام حسینؓ نے ارشاد فرمایا کہ اے جان
اللہ بن زبیر واللہ وباللہ مین طالب دولت وجاہ وثروت دنیا نہین نہ یہ چاہتا ہون کہ باہمی
پیدا ہو صرف میری غرض یہ ہے کہ مین اور میرے متعلقین امن کے ساتھہ مکہ مین رہکے
مین مشغول رہین اور کسی قسم کی مزاحمت ہم سے نہ کی جائے جسطرح میرے نانا جان یہان
رہتے تھے اوسی طرح مین بھی تین وقت بھوکا رہکے اور چوتھے وقت روکھی سوکھی جو کی روٹی
پے اللہ اللہ کیا کرون اور اوسکی یاد مین جان دیدون - تمام مکہ والون نے عرض کی کہ حضور
کی پتلی کی طرح یہان رہین - زہے قسمت زہے نصیب - پس جناب امام ہمام نے مکہ مین رہنا
یا اور اہل مکہ اوس سے زیادہ عزت وتوقیر آپکی کرتے تھے جیسا کہ اونھون نے وعدہ
رفتہ رفتہ یہ خبر یزید کو پہونچی کہ تمام مکہ والے امام حسین کے شمع جمال کے پروانے ہین
آتش رشک وحسد سے کباب ہو گیا اور ہاتھا ٹھنکا کہ کہین اونکی طرف اجتماع کثیر ہوتے
دیکر ہاتھہ سے سلطنت نہ جاتی رہے -
ہر خدا کی قدرت نے اپنا ظہور یون فرمایا کہ کوفہ والے یزید کے ظلم وستم اور فسق وفجور اور ناجائز
سے تنگ آگئے - جناب امام حسین سے خط وکتابت شروع کی اور انواع واقسام کے حیلون
سے اپنے ہان بلایا - مگر اونکا دلی ارادہ یہ تھا کہ اگر حضور کوفہ آجائینگے تو ہم آپکو اپنا خلیفہ
لینگے اور بیعت یزید سے بالکل پھر جائینگے ہم اوس ظالم کی حکومت پسند نہین کرتے نہ وہ
ل ہے کہ مسلمانون کا خلیفہ کہلائے - بہت سے خطوط اہل کوفہ کے حضور مین آئے
نے کسی کی طرف التفات نہ کی - آپ ہرگز ہرگز کوفہ جانا پسند نہین کرتے تھے نہ کسی تحریر کا
یتے تھے - جب کوفی لکھتے لکھتے ہار گئے اور کچھہ بھی جواب نملا تو اخیر مین ایک عرضی بارگاہ

عالی مین اس مضمون کی ارسال کی - اُے ابن رسول اللہ آپ بیٹھے ہوے دیکھ رہے کہ یزید ہم پر ناحق ظلم کر رہا ہے - ہمارا مال لوٹتا ہے - بہت بری طرح ہم سے پیش آتا ہے یہ آدمی ہمارے بے گناہ اوس نے قتل کرا دیے اور عبید اللہ بن زیاد بن مرجانہ کو ہم پر حاکم کر بھیجا ہے جو بذات خود ظالم جبار شر انجوار او فاسق و فاجر ہے - امر بالمعروف سے بعد اور نہی عن المنکر کے کرنے کی اجازت دیتا ہے اور رعایا کو طرح طرح کے عذاب مین گرفتہ کر رکھا ہے - ہم کو فیون کا ناک مین دم ہے - ہم اپنی مصیبتون کے اظہار مین ہزار عرضیان اقدس مین ارسال کر چکے مگر شومی قسمت سے کسیکا بھی جواب نہ پایا - حضور ہمارے اوپر رحم نہ فرماتے - ہمارے گلے کٹتے ہوے یون دیکھتے ہین اور عذاب سے نجات نہین دلاتے بڑے افسوس کی بات ہے - لہذا یہ ہماری پچھلی عرض ہے کہ للہ اور بحق خیر الوری حضور یہان تشریف لائیں اور ہمین اس ظالم کے پنجہ سے چھڑائیں ورنہ قیامت کے دن ہم لوگ بارگاہ خدا مین کھڑے ہوکے یون التماس کرینگے کہ بار الہا حسین نے ہمارے گلون پر چھری چلتے دیکھی اور رحم نہ کیا - ہمارا خون بہا حسین سے دلوا - نہ معلوم آپ ہمارے اس استغاثہ کی جواب دربار رب الارباب کی عدالت مین کیا کرینگے؟" جب یہ اخیر عرضی حضور نے ملاحظہ فرمائی تو زار زار رونے لگے اور رخسار مبارک سے اشکون کی جھڑی لگ گئی - رحمتہ للعالمین کے نواسہ اونہین کی گود مین پلے ہوے تھے بھلا کس طرح نانا کی امت کی فریاد پر رقت نہوتی : خوف سے لرزہ جسم اطہر پر طاری ہوا اور بندگان خدا کی تکلیف سے بیچین ہوگئے - فوراً قلم دوات لیکر کوفہ والون کی عرضی کے جواب مین یون تحریر فرمایا - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ عَبْدِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ وَالْعِرَاقِ اِعْلَمُوْا اَنَّکُمْ اَرْسَلْتُمْ اِلٰی اَلْفَ کِتَابٍ وَنَحْنُ لَمْ نَلْتَفِتْ اِلَیْھَا وَاَنَا مَامُوْرٌ اَدِی الْاَلْجَوَارِ بِکَعْبَۃِ اللّٰہِ نُقِیْمُ فِیْھَا اِ ۔

جل والآن کثر منکم الشکوی من ظلم الیزید وغیرہ وانی حاضر الیکم عنقریب
وا والواصل الیکم مسلم بن عقیل بکتابی وھو یصلی فی مسجد الکوفۃ ویقضی
النعمان یحکم بینکم الی ان احضر لکم۔

حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ے اہل کوفہ وعراق کو معلوم ہو۔ ہم خوب جانتے ہین کہ تم لوگون نے ہمارے بلانے
ایک ہزار خط ہمارے پاس بھیجے مگر ہمنے کسی کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ ہم اپنی زندگی مین
اللہ سے دور ہونا نہین چاہتے اور اسی لئے یہان مقیم ہین
برہ کے ظلم کی شکایت کرتے ہو تو ہم انشاء اللہ عنقریب تمہارے پاس پہونچنے والے
دست برادر ریحان برابر مسلم بن عقیل ہمارا دستخطی فرمان لیکر تمہارے پاس کوفہ مین آتے
ے آنے تک یہ مسجد کوفہ مین تمہین نماز پڑھائینگے اور فتوی لکھینگے اور نعمان بن بشیر
ت کریگا۔

ں جناب امام ہمام کا یہ خط کوفیون اور اہل عراق کو تحریر فرمانا غضب ہو گیا۔ اسی نے
یہ مخاصمت مستحکم کر دی اور عداوت کی ا ۔۔۔ ا بنیاد پڑ گئی۔ یزید یہ سمجھا کہ حضرت امام حسینؑ
لفت مین کہین لشکر کشی کرکے مجھہ ۔۔۔ ق محروس ۔۔۔ نہ چھین لین سب سے پہلے جناب ممدوح
بیعت کے لئے مجبور کرنا چاہتے۔ ادہر جناب امام کو یزید سے قطعی نفرت ہو گئی تھی۔
چاہتے تھے کہ فاسق و فاجر و شرابی و کبابی اور ظالم کو اپنی زبان فیض ترجمان سے
ہلکین فرمائین۔ خاندان نبوی اور جگر گوشہ مرتضوی سے ایسا ہو ہی نہین سکتا تھا۔
ایت ہے کہ جب سنہ ۶۰ھ مین یزید نے تخت پر بیٹھکے سب اقالیم وصوبجات کو بیعت
ے احکام روانہ کئے اسی مضمون کا حکم ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس بھی آیا مگر جناب امام

نے یزید سے بیعت کرنا خلاف حکم خدا تصور فرمایا اور جب ولید کی مرضی مدینہ مین نہ رہنے کی
دیکھی تو حضور چوتھی شعبان کو مدینہ سے مکہ روانہ ہوگئے۔ وہان ڈیڑہ سو کے قریب خطوط اہل
کوفہ کے آپکے پاس آئے جنمین آپ کے بلانیکے لئے بہت کچھ مبالغہ کیا گیا تھا۔

۱۷۔ رمضان سنہ ۴۰ھ روز جمعہ کو علی الصباح ابن ملجم خارجی نے جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اونکے بعد چھ مہینہ تک سیدنا حضرت امام حسنؓ بھی خلافت کی مسند پر
جلوہ افروز رہے اسکے بعد حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے سپاہ کثیر کے ساتھ
مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا حالانکہ ہمارے امام صادق و مصدق کے جلو مین بہی اوس سے
نہ تھی لیکن نانا کی امت کی تباہی پر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور آہ سرد دل پر
سے کھینچکر فرمایا کہ افسوس۔ دونون لشکرون کے مسلمانون کی تعداد لاکھ ڈیڑہ لاکھ سے
زیادہ ہوجائیگی اور دونون طرف سے مسلمان ہی مارے جائینگے جو سب ناکردہ گناہ ہی ہونگے
پس مجھے ایسی خونریزی سے خلافت چھوڑ دینا بہتر معلوم ہوتا ہے لہذا آپنے خود اپنی
طرف سے صلح کا پیام ہمارے معظم و مکرم کے پاس بھیجا اوسکے جواب مین حضرت معاویہؓ نے
لکھا کہ سلطنت و حکومت مجھے سپرد کردو ناممکن ہے جناب امام پاک نے اونکا کہنا منظور
فرمالیا مگر حکم دیا کہ مدینہ اور حجاز اور عراق والون سے جبہ بھی بطور خراج یا عشر کے نہ لیا جائے
اور میرا قرض برابر ادا کرتے رہنا۔ جناب معاویہؓ نے یہ شرائط مانلین تو حضرت امام حسنؓ نے
۱۵۔ جمادی الاول سنہ ۴۱ھ کو خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کردی اور اسکا
اونکے نام جاری کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج حسن ابن علی اور معاویہ بن ابی سفیان مین صلح ہوئی
حکومت معاویہ کے سپرد کرتا ہون۔ اونہین چاہئے کہ مسلمانون پر اس طرح حکومت کرین

امر خلاف حکم خدا و رسول و خلفاے راشدین اون سے سرزد نہو۔ وہ میرے بعد اپنی
سے جسے چاہے خلیفہ نہین کر سکتے بلکہ خلیفہ کا تقرر مسلمانون کی راے پر منحصر ہے
مین جسے چاہین اپنا خلیفہ بنا لینگے۔ اولاد علی کو اپنے جان و مال اور بال بچون کیلئے
کر لینے کا اختیار رہے معاویہؓ کو اس معاہدہ سے پھر جانے کا حق حاصل نہین رہے
ور میرے بھائی حسین اور دیگر اہل بیت اور عامہ مسلمین کو ظاہراً یا باطناً ہرگز ہرگز کوئی
ل نکرنا چاہیے جس سے مسلمانون مین جھگڑا و فساد پیدا ہو۔ وَکَفیٰ بِاللّٰہِ شَہِیْدًا
س تحریر پر کئی لوگون کی گواہیان بھی کرا دی گئین لیکن جناب امام حسینؓ اس صلح سے راضی نہ تھے
جب یہ تحریر حضرت معاویہ کے پاس پہونچی تو اونہون نے بھی اسے منظور کیا اور کہلا بھیجا
اسکا اعلان اپنی زبان مبارک سے کر دین لہذا جناب امام حسنؓ نے منبر پر رونق افروز ہوکے
سلمانون کا خون ناحق بہانے سے صلح بہتر تھی اسلئے مین نے حکومت معاویہ کے سپرد کر دی
فیصلہ کے بعد حضرت معاویہؓ اہل بیت اور بنی ہاشم خصوصاً جناب امام حسینؓ سے بہت
یم کے ساتھہ پیش آتے تھے یہانتک کہ پہلے اپنی طرف سے حضرت امام ممدوح کو مدینہ کا
بنایا پھر چند روز کے بعد اپنا مشیر کر کے اونہین معہ اہل بیت اپنے ساتھہ نہایت تزک
سے دمشق لے گئے وہان سے دمشق محروسہ مین پہونچا دیا تھا۔ کوئی فیصلہ امام حسین
کے خلاف نہین کرتے تھے۔ سب سے پہلے آپکے مصارف ادا کر دیتے تھے اور داد لین
رسی بجھواتے تھے۔ اس روایت کے بموجب یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جناب امام حسینؓ
ے نشینی کیوقت معہ اہل بیت دمشق ہی مین تھے۔ یزید کی بے اعتنائی سے مدینہ
ے بعض روایتون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اوس زمانہ مین رونق افزاے مدینہ
لے بیٹا۔ پھر اس جگہہ تک دوسرا اختلاف راویون مین یہ ہے کہ عبد اللہ بن زبیر

آپ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ گئے اور کوئی کہتا ہے کہ مکہ پہونچکے حضرت عبداللہ بن زبیر امام حسینؓ کو ملے مین یا
روایت ہے کہ مکہ پہونچکے حضرت عبداللہ بن زبیر نے حارث کو شہر بدر کر دیا جو یزید کیطرف سے
حاکم مکہ تھا اور خود حاکم بن بیٹھے حضرت امام حسینؓ وہان خانہ نشین رہے - یزید کیطرف سے عمر برادر
عبداللہ بن زبیر بھائی کی سرکوبی کو آئے مگر عبداللہ بن زبیر نے بھائی کو شکست فاش دی -
عمر بن زبیر اپنے تیسرے بھائی عبیدہ کے گھر مین جا چھپے - عبیدہ بن زبیر ملکی معاملات سے
بالکل دست کش تھے - اسوقت عبداللہ بن زبیر کا پورا پورا تسلط مکہ مین ہو گیا اور سبھون نے
اون سے بیعت کر لی لیکن خود اونکے عزیز و اقربا اور جناب امام حسینؓ اس بیعت سے الگ رہے
حضرت عبداللہ نے اون سے اصرار بھی نہین کیا - یہ معاملہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے -

ادہر عبیداللہ ابن زیاد سے کوفہ والون کا دم ناک مین تھا - بذات خود بھی وہ پرلے درجہ
کے شہرہ پشت اور سرکش و بیوفا تھے - پس جب کوفیون کو یہ اطلاع ہوئی کہ مکہ مین سب لوگون
نے سوائے امام حسینؓ کے عبداللہ بن زبیر سے بیعت کر لی ہے تو وہانچ پراگندہ ہو گئے
اور حضرت امام ہمام کو لکھنا شروع کیا کہ آپ یہان تشریف لائین ہم آپ سے بیعت کر کے آپ کو
اپنا امیر بنا لینگے -

حضرت معاویہؓ کی حکومت بہت زبردست اور قوی تھی اگر وہ زندہ ہوتے تو کوئی سر نہو
اوٹھا سکتا تھا - یزید کو نالائق اور بیہودہ دیکھکے جا بجا لوگون کے [illegible]

جناب مسلم بن عقیل کوفہ تشریف لیجاتے ہین

جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے نامہ مذکورہ بالا تحریر فرما کے اپنے چچازاد بھائی
مسلم بن عقیل کو طلب فرمایا اور حالات واقعی سے مطلع کر کے ارشاد کیا کہ اکو [illegible]

کوفہ چلے جاؤ۔ حضرت مسلم نے نامہ کو سر اور آنکھوں پر رکھکے عرض کی سَمعاً وَطَاعَۃً۔
پھر سامان سفر درست کرکے اوسی قاصد کے ساتھ روانہ ہوگئے جو کوفیون کا آخری عریضہ جناب امام ہمام کے حضور مین لایا تھا۔ کوفہ والے قاصد کے انتظار مین بستی سے باہر آے ہوے تھے کہ جناب مسلم داخل کوفہ ہوے لوگ اونہین دیکھتے ہی باغ باغ ہوگئے ور دریافت کیا۔ حضور کب تک ہمین معزز فرمائینگے۔ قاصد نے بڑھکے جوابدیا۔ عنقریب رونق افروز ہونے والے ہین۔ فی الحال میرے ساتھ اپنے چچازاد بھائی کو مع نامہ فیض ہ کے روانہ کیا ہے۔ اہل کوفہ نہایت ممنون ومشکور ہوے جناب مسلم کی نہایت خاطر رات کی اور عمدہ ونفیس مکان مین اوتارا۔ دوسرے دن علی الصباح آپ نعمان بن بشیر حاکم ہ سے ملاقات کرنے دارالخلافہ مین تشریف لیگئے اور جناب امام کا نامۂ نامی اور صحیفہ می اونہین دیا۔ حضرت نعمان سروقد کھڑے ہوگئے اور نوازشنامہ کو سر اور آنکھون پر رکھکے عرض کی کہ تسلیم خم ہے۔ امام کے ارشاد کی تعمیل ہمارا فخر ہے۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر فاطمۃ الزہرا رضی کے فرزند ارجمند اور ہمارے آقا وسردار ہین۔ زہے قسمت کہ ہم اونکی رعیت کہلائین۔ قسم ہے خدا کی کہ اون سے بہتر کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا۔ پھر اہل کوفہ نے امام حسین رض کے نام سے حضرت مسلم رض کے ہاتھ پر بیعت کی اور اونہین کے پیچھے نماز پڑھنے لگے۔

حضرت مسلم کوفہ مین مختار بن عبید کے مکان پر فروکش ہوے تھے۔ بارہ۱۲ یا اٹھارہ۱۸ یا تیس۳۰ یا چالیس ہزار آدمیون نے آپ سے بیعت کی۔ حضرت مسلم نے جب یہ حال دیکھا تو جناب امام حسین رض کو لکھ بھیجا۔ اونکی تحریر دیکھتے ہی آپنے روانگی کوفہ کی تیاری کردی۔

نعمان بن بشیر اندر کے دل سے تو امام حسین کے خیرخواہ تھے مگر ظاہر مین یزید سے لگاؤ رکھتا

نہین چاہتے تھے اس لیے جب اونہون نے سنا کہ ایک جم غفیر نے حضرت مسلم سے بیعت کر
لی تو اونکے چھکے چھوٹ گئے اور دنیا سازی کے طور پر لوگون کو منع کرنا شروع کیا کہ خبردار
ایسا نکرنا ورنہ یزید کے عتاب مین گرفتار ہوگے لیکن صرف زبانی ہی تن فن سے کام لیا کچھہ
زیادہ تعرض نہین کیا۔ مسلم ابن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے خفیہ طور سے دمشق
مین یزید کو لکھہ بھیجا کہ سارے اہل کوفہ نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھہ پر امام حسینؓ کے
نام سے بیعت کرلی ہے اور عنقریب جناب امام ہمام داخل کوفہ ہونے والے ہین۔ نعمان
بن بشیر بھی کوفہ والون سے کچھہ نہین کہتے سنتے۔

یہ خبر پاتے ہی یزید نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ مصاحبون نے صلاح
دی کہ نعمان بن بشیر معزول کیے جائین اور عبید اللہ بن زیاد انکی جگہہ مقرر ہو اور اوسکو
دیا جائے کہ حضرت مسلم مع اپنے تابعین کے فوراً قتل کیے جائین۔ حضرت امام حسینؓ
اگر بیعت نہ قبول کرین تو شہید ہون۔ عبید اللہ نے یہ حکم پاکے بصرہ مین اپنے بھائی کو
قائمقام کیا اور خود فوج ساتھہ لیکے کوفہ روانہ ہوا۔ فوج کو قادسیہ مین چھوڑکر خود حجازیون کے
لباس مین مابین مغرب وعشا کوفہ پہونچا اور یزید کو لکھا کہ آپ مطمئن رہین تعمیل حکم مین سرمو
فرق نہوگا۔ وہان جو لوگ جناب امام کی آمد کے منتظر تھے اوسے امام حسین سمجھکے استقبال
کو دوڑے اور اندھیری رات مین دھوکھا کھاکے بولے۔ مرحبا بک یا ابن رسول اللہ قدمت
خیر مقدم۔ اور سلام کرکے خوش خوش جلو مین ہولئے مگر عبید اللہ خاموش تھا کسی کو سلام کا
جواب نہ دیتا تھا اسی طرح بستی مین داخل ہوگیا۔

کوفہ مین سب سے پہلے عمرو باہلی نے عبید اللہ بن زیاد کو پہچانا اور جو لوگ اوسے امام
سمجھکے اوسکے ساتھہ خوشی خوشی بھاگے چلے آتے تھے اونسے کہا دیکھو ھذا عبید اللہ

عبید اللہ بن زیاد ہے ۔
پنے خچر سے اوتر کے نعمان بن بشیر کے پاس گیا اور مزاج پرسی کے بعد کہا
تم امام حسین کے طرفدار ہوگئے اور حضرت مسلم بن عقیل کے آنے کی اطلاع
نہ مجھے لکھا اب یہ فرمان یزید کا پڑھو۔ اس جرم میں تم معزول کئے گئے ہو نعمان
حکم پڑھکے جواب دیا کہ میں یزید کی رعیت ہوں اور اوس سے بیعت کرتا ہوں ۔ مگر
نے سازش کے خیال سے اونہیں اپنے ہی پاس نظر بند رکھا ۔
ہوتے ہی ابن زیاد نے کوفیوں کو جامع مسجد میں جمع کیا ۔ اتنا ہجوم تھا کہ پاؤں رکھنے
نہ تھی اوسوقت ابن زیاد نے منبر پر جا کے لوگوں کو بہت دھمکایا اور کہا میں دیکھتا
تم لوگ حسین ابن علی کی آمد کی خوشی سے جامہ میں پھولے نہیں سماتے اور یزید
میں تمنے مسلم بن عقیل سے بیعت کر لی ہے ۔ امام حسین سے خط وکتابت
لکھتے ہو ۔ یزید تمہاری ان سب حرکات سے واقف ہے کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ یزید
عہدہ برآ ہو سکو گے ۔ یاد رکھو کہ آج ہی کل شام سے لشکر آنیوالا ہے وہ تمہیں کاٹ
کاٹ کے ڈالدیگا ۔ تمہارے گھروں پر گدہوں کے ہل پھیر دئے جائینگے اور جورو بچے
غلام بنا لئے جائینگے ۔ خبردار ہوشیار ہو جاؤ اور تھوڑے کہے کو بہت سمجھو ۔ ابن زیاد
سنکر اہل کوفہ کانپ گئے ۔ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور باہم کہتے تھے کہ دو
شاہوں کی لڑائی ہے ہمیں اس سے کیا کام ۔ ہم اسمیں ہرگز دخل ندینگے ۔ یزید جبتک
ہے ہم اوسکی رعیت ہیں اگر امام حسین خلیفہ ہو جائینگے تو ہم اونکے تابعدار ہو جائینگے
سکے بعد عبید اللہ نے ندا کی کہ تم میں سے جو اسوقت غیر حاضر ہوا اوسے بھی اس امر کی اطلاع کر دینا
عصر کے وقت حضرت مسلم بن عقیل مسجد میں تشریف لائے ۔ اونکے ساتھ کسی نے نہ

نماز نہ پڑھی بعد ادائے نماز جب آپ مسجد سے باہر نکلے تو ایک لڑکا مسجد میں
نظر آیا۔ آپ نے لڑکے سے دریافت فرمایا کہ بیٹا آج کوفہ کا کیا حال ہے لوگ نماز میں
شامل ہوئے۔ لڑکے نے عرض کی کہ حضور کوفیون نے امام حسینؑ سے بیعت توڑ
یزید کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے یہان آکر سبکو اپنی طرف
کر دیا ہے۔ جناب مسلم یہ سنکر دنگ رہگئے اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی
افسوس۔ مین نے امام حسینؓ کو کیون لکھہ بھیجا کہ آپ فوراً یہان رونق افروز ہون۔
اپنی جان کا ہراس نہین ہے خدا اونکا بال بیکا نکرے اب مجھے ایسی جائے پناہ
کرنی چاہیئے کہ جہان محفوظ رہکر مین اونہین اطلاع دون کہ آپ ادہر کی طرف ایک قدم
نہ بڑہائین یا خود بچکر اونکی خدمت مین پہونچون۔ چنانچہ اکابر کوفہ مین سے ہانی بن عروہ کے
پہونچے۔ یہ صاحب الفت اہل بیت اطہار مین چور تھے اور غلامی شاہ کربلا رضی اللہ عنہ کو اپنا فخر
ادہر تو جناب مسلم حضرت ہانی بن عروہ رئیس کوفہ کے مکان پر پناہ گزین ہوئے ادہر
مخبرون نے یہ خبر عبید اللہ کو پہونچادی۔ اوس نے محمد بن اشعث کو چند سوارون سے
حضرت ہانی کے مکان پر بھیجا۔ ان لوگون نے آتے ہی مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت ہانی
اور جملہ رؤسائے کوفہ گرفتار ہوکے قید کیے گئے۔ جب اس حال سے جناب مسلم مطلع ہوئے
تو آپ نے باآواز بلند کوفیون کو پکارا اور فرمایا کہ لوگو۔ تم نے یہ کیا بے ایمانی کی۔ خود ہی یہ
کر کے امام حسینؓ کو بلایا اور سینکڑون قاصد روانہ کیے جب اونھون مجھے یہان بھیجا تو
ہزارون نے ایک ساتھہ امام سے بیعت کرلی چنانچہ مین نے امام ہمام کو لکھہ بھیجا۔ یہ
لوگ ہم سے دغا کرتے ہو۔ یہ سنکر کوفیون کو شرم دامنگیر ہوئی اور چالیس ہزار آدمی حضرت
مسلم بن عقیل کی حمایت کے لئے اوس مکان کے گرد جمع ہوگئے عبید اللہ نے رؤسا

کوفہ کو قید تو کر ہی لیا تھا اب سب کو بلا کے کہا کہ تم میرے بس میں ہو جو چاہوں تمہارا کر سکتا ہوں اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو اس بلوۂ عام کو جا کے فرو کرو اور اپنے شہر کے آدمیوں کو مسلم بن عقیل کی طرفداری سے باز رکھو ورنہ تم پہلو تہی کرنیکا مزہ چکھو گے۔ تمہارا نام و نشان صفحۂ دنیا سے مٹا دونگا۔ رؤسا ے کوفہ یہ سنکر تھرا گئے اور لوگوں کو جا کے سمجھایا بجھایا۔ سب کائی کی طرح پھٹ پھٹ کے اپنے اپنے گھر چلدیئے شام کیوقت صرف پانچسو آدمی حضرت مسلم کے پاس باقی تھے مگر جب زیادہ رات ہو گئی اور اندھیرا بڑھا تو یہ بھی کافور ہو گئے۔ واویلاہ و وامصیبتاہ۔

منقول ہے کہ جب حضرت مسلم نے دیکھا کہ کوفی ابن زیاد کے ڈر سے منہ پھیر بیٹھے تو آپ نے گھبرا کے حضرت ہانی بن عروہ کے دروازہ کی زنجیر جا کھٹکھٹائی۔ اندر سے لونڈی نے نکلکے پوچھا کہ کون ہو کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے سردار سے جا کے کہدو کہ مسلم بن عقیل ہاشمی تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں۔ اگر اجازت ہو تو اندر آئیں۔ لونڈی نے جا کے کہا حضرت ہانی نے اندر بلا لیا اور حضرت مسلم کی بڑی عزت و توقیر کی۔ آپ نے اپنے میزبان سے کُل کچا حال کہہ سنایا اور فرمایا کہ ابن زیاد میری جان کے درپے ہے۔ حضرت ہانی نے عرض کی خیر۔ خدا مالک ہے۔ آپ کچھہ فکر نہ کریں مجھہ سے جہانتک ہو سکیگا آپکو بال بال بچاؤنگا۔ علاوہ بریں عبید اللہ بن زیاد بیمار ہے میری مزاج پرسی کے لئے جب آئیگا تو میں بڑی کوشش سے آپکی سفارش کرونگا۔ آپ بے خوف و خطر میرے غریب خانہ پر رونق افروز رہیں۔ جسوقت وہ بدنہاد میرے پاس آکے بیٹھے اور میں اپنا عمامہ سر سے اوتار کے نیچے رکھدوں تو سنبھل بیٹھنا مجھہ سے جہانتک ہو سکیگا اوس سے منت و سماجت کرونگا اور سمجھاؤنگا اگر وہ مان لیگا تو بہتر

ورنہ اپنا عمامہ زمین سے اوٹھا کے سر پر رکھلونگا اس سے تم سمجھ جانا کہ کام بگڑ گیا۔ شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے ہوے باہر نکل آنا اور اوسے قتل کر ڈالنا پھر جو کچھ خدا کریگا دیکھ لیا جائیگا جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت ہانی کی اس تدبیر کو پسند فرمایا۔ حضرت ہانی اوس زمانہ میں بیمار تھے پس عبید اللہ جب اونکی عیادت کو آیا اونہون نے جناب مسلم کو اچھی طرح مسلح کر کے ایسی جگہہ چھپا رکھا جہان سے وہ سبکو دیکھہ سکتے تھے اور اونکو کوئی نہین دیکھہ سکتا تھا اتنے مین عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا اور حضرت ہانی بن عروہ کے پاس بیٹھکے مزاج پرسی کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت ہانی نے عمامہ سر سے اوتار کے زمین پر رکھا اور عبید اللہ سے باتین کرتے رہے پھر اوٹھا کے سر پر رکھلیا اور اسی طرح کئی بار کیا مگر حضرت مسلم اندر سے نہ نکلنا تھے نہ نکلے۔ حضرت ہانی حیران تھے کہ آلہی یہ کیا معاملہ ہے انہون نے تو میری رائے کو پسند کر لیا تھا اب کیون تساہل کرتے ہین۔ شکار ہاتھہ سے جاتا ہے اگر اسکا قلع و قمع ہو گیا تو سب جھگڑے بکھیڑے تمام ہین۔ آخرش جب حضرت مسلم برآمد نہین ہوئے تو وہ لاچار ہو کے اشعار ذیل پکار پکار کر پڑھنے لگے

حَیّیْ سَلْمٰی وَحَیّیْ مَنْ یُّحِبُّهَا	مَا الْاِنْتِظَارُ بِسَلْمٰی اِنْ تُحِبُّهَا
فَاخْرُجْ اِلَیْهَا وَلَا تَاْخُرْ قَضِیَّتَهَا	اِنْ کَانَ فِی الْکَاْسِ مَاءُ الْعَذَابِ فَاسْقِیْهَا

یعنی معشوقہ سلمیٰ آن پہونچی ہے اوسکے عاشق کو اب نکل آنا چاہئے اگر تو اوسے محبوب رکھتا ہے اور نہین نکلتا تو معلوم ہوا کہ تجھے اوسکا انتظار نہین ہے۔ پس نکل کے اوسکے پاس آجا اور اوس سے فیصلہ کر لینے مین تاخیر نہ کر۔ اور اگر تیرے پیالہ مین میٹھا پانی ہی تو اوسے آگے پلادے حضرت مسلم کو اوکسانے کے لئے جناب ہانی نے بار بار یہ شعر پڑھے لیکن وہان خبر ہی نہین ہوئی۔ عبید اللہ بن زیاد نے پوچھا کہ نصیب دشمنان۔ اسوقت مزاج کی کیا کیفیت ہے

ہانی نے تو کچھ جواب نہیں دیا البتہ اونکے اہالی و موالی نے یہ کہکے بات کو ٹالدیا کہ ہر روز سہ پہر کو
انکی یہی حالت ہو جاتی ہے خود بخود مدہوشی طاری ہو کے بے اختیار اسی طرح کے اشعار
پڑہنے لگتے ہیں اب بڑی دیر میں خبردار ہونگے۔ عبیداللہ بن زیاد کف افسوس ملتا ہوا
اوٹھ بیٹھا اور سوار ہو کر اپنی فرودگاہ کو چلدیا۔

اوسکا باہر نکلنا تھا کہ حضرت مسلم بن عقیل بھی جناب ہانی کے پاس آبیٹھے۔ حضرت ہانی
نے کمال تعجب سے کہا کہ یہ آپنے کیا کیا۔ تمام بلائیں اپنے اور آل نبی کے اوپر سے لیں
ورنہ اسی وقت بالکل فیصلہ تھا یزید کو بھی حقیقت معلوم ہوجاتی اور یہاں سے مکہ اور مدینہ تک
بندوبست کرلیا جاتا۔ بڑے خطرہ کی بات یہ ہے کہ آپ امام حسینؑ کو لکھ چکے ہیں وہ بیخبرانہ
اگر یہاں آگئے تو غضب ہی آجائیگا اور پھر ادہر سے بھی اونکے یہاں بلانے کے لئے ہر طرح
کی سازشیں ہونگی۔ آج [illegible] بلا سے یہ دربان کا کام تمام ہوجاتا تو سب خیریت تھی حضرت مسلم
[illegible] باتیں سنتے تھے اور سہارے خاموش تھے۔ جب اون سے بہت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ جب میں پہلی دفعہ جناب ہانی نے [اپنا] عمامہ نیچے سے اوٹھا کے سر پر رکھا ہے تو میں بڑے
جوش و خروش سے [اوٹھا] اور باہر [نکلنا چاہتا] تھا کہ کسی نے بڑے زور سے میری کمر تھام لی
اور کہا خبردار۔ اپنی جگہہ سے نہ ہلیو میں بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ چلنے لگا۔ دوسری بار بھی
یہی بات ہوئی۔ تیسری دفعہ بھی یہی پیش آیا۔ آخر جب میں نہ مانا اور چوتھی دفعہ نکلنے کیلئے
تڑپ کھڑا ہوا تو ہاتف غیبی کی صدا کان میں آئی کہ اے شخص۔ تو نہیں مانتا اور حکم خدا کے خلاف
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی بنانا چاہتا ہے۔ نادان۔ ابھی اسکی زندگی کے دن پورے
نہیں ہوے اور پیمانہ اعمال سیاہ لبریز نہوا تو اسے کیسے مار سکتا ہے خاموش
ہوکے بیٹھ رہ۔ یہ سنکر تمام رونگٹے بدن کے کھڑے ہو گئے۔ تاب و توان جاتی رہی۔

جسم تھرّانے لگا۔ ہیبت طاری ہو گئی اور ہوش و حواس نے جواب دیدیا۔

یہ سنکر حضرت ہانی نے ایک دوہتڑ اپنے سینہ پر مارا اور آسمان کی طرف دیکھکے کہا۔ ع

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ وہی ہوگا جو تیری مرضی ہے۔ پہر حضرت مسلم کی طرف مخاطب ہوکے

عرض کی کہ خیر۔ آپ میرے غریب خانہ کو اپنا گھر تصور فرمائین۔ ہم آپکی خدمت مین موجود ہین

جو ہو سکیگا کرینگے۔

جب ابن زیاد کو جستجو ہوئی کہ حضرت مسلم کا پتا لگانا چاہئے تو اوس نے چارون طرف

بہت سے آدمی دوڑا دئے اور کوفہ کے ہر ناکے پر پہرے بٹھا دئے تاکہ نہ اندر سے کوئی

باہر جانے پائے نہ باہر سے کوئی اندر آنے پائے۔ سوارون کے دستون نے شہر کو گھیر لیا

کوئی پرندہ بہی پر نہین مار سکتا تھا۔ اوسکے آدمیون نے کوفہ کے ہر گلی کوچہ کی خاک چھان ڈالی

ہر گھر سے پتا چلایا مگر ابن عقیل کا سُراغ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ چار [illegible] طرف دور دور تک سوار

دوڑائے کہ راستہ ڈھونڈھو لیکن حضرت مسلم ہرگز ہرگز [illegible] جب حضرت مسلم [illegible]

ہو کے معقل نامی ایک آدمی کو تین ہزار دینار دیکے کہا [illegible]

ہون اور حضرت امام حسینؓ کا بہیجا ہوا جہان مسلم کا [illegible] بہت سا روپیہ

بہی دیا گیا ہے جسے ابن زیاد کے معتمدون کو رشوت سے مالا مال کرکے مسلم کو صحیح و سالم

نکال لیجاؤنگا۔ وہ جہان ہون مجھ سے نہ چہپین اور مجھے اپنا خالص خیر خواہ تصور فرمائین۔

جب اس ذریعے سے اونکا پتا لگ جائے تو اون سے گہرا دوستانہ گانٹھکے دینار دکھائے

جائین کہ یہ مال آپ پر تصدق کرنے کو ہے آپکے دشمنون کے قتل اور ہلاک کرنے مین

صرف کیا جائیگا۔ ایسی دلفریب باتون سے جب اونکا دل ہاتھ مین آجائے اور وہ بہی اپنے

دل کی باتین کہنے لگین تو دہوکا دیکے مجھے اطلاع دینا مین اونہین گرفتار کرا لونگا۔ معقل

خود بھی بڑا عیار اور متفنّی تھا گرفتاری حضرت مسلم کا بیڑا اوٹھا چل نکلا اور اونکی جستجو مین کوفہ کی سب مسجدین چھان ڈالین کہین وہ سونے کی چڑیا ہاتھہ نہ آئی - دن بھر در بدر خاک بسر پھرتا ہر در و دیوار سے کان لگا کے سنتا - ہر ایک کا منہ حسرت سے تکتا - لوگون کے دلون کو لطائف الحیل سے ہر چند پرچا پرچا کے ٹٹولتا مگر کچھہ نشان نہ ملتا تھا غرضکہ جاسوسی اور سراغرسانی کا کوئی دانو پیچ باقی نرکھا - دل مین کہتا تھا کہ جسوقت سے طوعہ کے گھر وہ نظر آے ہین اوسی وقت سے ناکہ بندی اور تلاش شروع ہو گئی ہے - وہ اگر گئے تو کدہر گئے کچھہ سمجھہ مین نہین آتا مگر جہانتک غور کرتا تھا دل بھی گواہی دیتا تھا کہ کوفہ سے باہر نہین ہین یہ بات آس نہین ٹوٹنے دیتی تھی اور پھر پہلے سے زیادہ ہاتھہ پانون مارتا تھا آخرش پھرتے پھرتے ایک دن اوس مسجد مین گذر ہوا جو حضرت ہانی کے مکان کے پاس تھی - دیکھا کہ حضرت مسلم بن عوسجہ الاسدی نماز مین مشغول ہین معقل ٹھیر گیا یہانتک کہ ابن عوسجہ نماز پڑہ چکے - اوس نے سلام کے بعد اون سے کہا - یا شیخ - مین ملک شام سے آیا ہون محب اہل بیت اطہار ہون - مجھے یزید کے دربار سے صحیح خبر ملی ہے کہ خاندان مرتضوی کے برباد کرنے کی پوری تدبیرین کرلی گئی ہین - یہ بھی سنا ہے کہ کوئی صاحب حضرت امام حسین کے بھیجے ہوے یہان بھی بیعت لینے تشریف لاے ہین - مین اونکی تلاش مین حیران و سرگردان ہون اگر آپکو اونکا کچھہ پتا معلوم ہو تو للہ مجھہ سے ملاقات کرا دیجیے - تین ہزار دینار تو اسوقت میرے پاس ہین انکے علاوہ اور بھی بہت کچھہ مقدرت رکھتا ہون - اپنا سارا مال بلکہ جان بھی اونکے اوپر قربان کر دونگا اور سبط رسول اور اونکے متعلقین پر سے یہ بلاے ناگہانی ٹالونگا - حضرت براے خدا و رسول اس پر آشوب مقام مین میری دستگیری فرمائیے خدا اسکا اجر نیک آپکو دیگا - غرضکہ اس شیرین کلامی اور چرب زبانی سے اوسنے گفتگو کی کہ

حضرت مسلم بن عوسجۃ الاسدی کے دل پر اوسکی تقریر کا اثر ہوگیا۔ حضرت مسلم نے اسپر بہی چونک کر فرمایا کہ تو مجھے جاسوس اور دغاباز معلوم ہوتا ہے۔ دور ہو۔ مین ان جھگڑون کو کیا جانون۔ وہ لسّان یہ سنتے ہی ابن عوسجہ کے قدمون پر گر پڑا اور رو رو کے اونکے پیرون کو تر بتر کردیا۔ آخر اونہین اوسکے ہمدرد ہونے کا یقین آگیا مگر پہر بہی اوس سے آپنے حلف لیا جب معقل نے سخت قسم اللہ تعالے کی کھائی تو ابن عوسجہ کو پورا پورا اعتبار ہوگیا چونکہ آپ حضرت ہانی کے رازدار اور گہرے دوست تہے معقل کو ہمراہ لئے ہوے جناب ہانی کے مکان پر آئے اور حضرت مسلم بن عقیل سے ملاقات کرادی۔ اونہون نے بہی خدا و رسول کو درمیان دیکے اوسے اپنا مرید کرلیا اور وہ مال اوس سے لیکے سامان حرب و ضرب خریدنے لگے۔ معقل ایک ایک بات کی خبر عبید اللہ بن زیاد کو دیتا تہا جب اوسے یقین واثق ہوگیا کہ معقل سچا ہے تو محمد بن اشعث کندی۔ اسماء بن خارجۃ الفرازی اور عمرو بن حجاج دیناری کو بلا کے حکم دیا کہ اسی وقت جاکے ہانی بن عروہ کو میرے پاس لے آؤ۔ ان تینون نے حضرت ہانی کو اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا پایا اور کہا کہ ابن زیاد نے تمہین بلایا ہے۔ حضرت ہانی کا ماتہا ٹہنکا اور سمجہہ گئے کہ دال مین کالا ہے یہ کمبخت مجھے قتل کریگا انا للہ وانا الیہ راجعون کہکے اندر چلے گئے اور حضرت مسلم بن عقیل کو اسکی اطلاع دی کہ مجھے اب خیر نہین معلوم ہوتی۔ مرضی مولی از ہمہ اولی۔ یہ کہکے نہائے دہوے اور کپڑے بدلے۔ تلوار زیب کمر فرما کے عبید اللہ بن زیاد کو جاکر سلام کیا اوس نے تہوڑی دیر تک کچہہ جواب نہ دیا۔ آخر کار دربان نے پکار کے کہا۔ یا امیر۔ ہانی بن عروہ مکہ اور کوفہ کے رئیس اعظم بڑی دیر سے کھڑے ہین انکے لئے کیا حکم ہے۔ یہ سنکر عبید اللہ بن زیاد مسکرایا اور کہنے لگا۔ ہانی۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمنے یزید کے دشمن مسلم بن عقیل کو اپنے

گھر چھپایا اور بیسیوں دلی دوست ہو کے مجھے خبر بھی نہ کی۔ اوس پر طرّہ یہ کہ سامان جنگ خرید خرید کے اوسے تقویت پہونچاتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ مین بے خبر ہون" ۵

اسس تغافل کو ہم سمجھتے ہین		ڈھب ہین یہ خاک مین ملانے کے

حضرت ہانی نے جواب دیا۔ سب جھوٹ ہے آپکو مجھ سے ایسی باتین کرنا زیبا نہین"
ابن زیاد نے معقل کو بلوا کے سامنے کھڑا کر دیا۔ جناب ہانی اوسے دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور فرمایا کہ اے کافر فاجر۔ بے ایمان۔ دغا باز۔ بس معلوم ہو گیا کہ یہ سارا لبس تیرا ہی گھولا ہوا ہے۔ پھر ابن زیاد حضرت ہانی کی طرف مخاطب ہو کے بولا کہ اگر تمہین اپنی جان اور اپنے بال بچون کی خیر منانی ہے تو فوراً مسلم بن عقیل کو لا کے میرے سامنے حاضر کرو ورنہ ہمیشہ کے لئے مین تم سے دوستی ترک کر دونگا۔ اس کلام سے حضرت ہانی غصہ مین بھر گئے اور فرمایا۔ اگر تو ایسا کریگا تو سمجھے رہیو کہ مدینہ اور مکہ سے لگا کے کوفہ اور دمشق تک خون کے دریا رواں ہو جائینگے۔ یہ سنکر ابن زیاد جامہ سے باہر ہو گیا اور اپنا عصا جناب ہانی کے سر پر اس زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا۔ خون بہنے لگا۔ تمام چہرہ اور ڈاڑھی لہولہان ہو گئی۔
حضرت ہانی نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا عبید اللہ ابن زیاد کے ایسا مارا کہ وہ سخت مجروح ہوا ریشمی جُبّہ جو وہ پہنے تھا صاف کٹ گیا۔ معقل نے دوڑ کے اوسکی حمایت کی حضرت ہانی نے ایک ہی ضرب مین اوسکا سر تن سے جدا کر دیا اور وہ مردہ بیجان ہو کے گر پڑا۔ ابن زیاد نے جناب ہانی کی یہ شجاعت اور دلیری دیکھکے حاضرین دربار پر بہت نفرین کی اور بولا کہ اسے نامردو۔ تمپر کیا پتھر پڑ گئے ہین جو بت سے کھڑے دیکھتے ہو۔ تلوار کے خوف سے کچھ نہین ہو سکتا خدا تمہین غارت کرے۔ یہ سنکر بہت سے آدمی برسر مقابلہ ہوئے۔ جناب ہانی بھی زخمی شیر کی طرح بپھر پڑے اور بائیس ۲۲ آدمیون کو لگاتار قتل کیا۔ اب تمام کوفہ مین قیامت بپا ہو گئی

اور ابن زیاد نے چلاّ چلاّ کے سارا شہر سر پر اوٹھالیا - آخر کو فوج اکٹھا ہوئی اور حضرت ہانی
کو چاروں طرف سے گھیر کے نہایت مشکل سے گرفتار کیا اور ابن زیاد کے سامنے لائے
اوس نے کہا - ہانی - اب بھی مسلم بن عقیل کو ہمارے سپرد کردو - آپنے جواب دیا - ای مردود
دشمنِ اہل بیت - مجھہ سے یہ نہین ہوسکتا کہ قتل ہونے کے لئے جگر گوشہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نامعقول کو دیدون پس ابن زیاد نے اوسی وقت حضرت ہانی کو
شہید کرادیا - افسوس صد ہزار افسوس -

عمرو بن الحجاج دیناری نے جب حضرت ہانی کی شہادت کی خبر پائی آٹھہ چار ہزار سوار
و پیادہ ساتھہ لیکر اوس مکان کو گھیر لیا جسمین ابن زیاد فروکش تھا - اوسوقت اوس نے
قاضی شہر کو بلا کے کہا - تم باہر نکلکے ان لوگون کی تسکین کردو کہ ہانی زندہ ہین کسی نے
اونکے مارے جانیکی خبر غلط مشہور کردی ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہمنے ایک ضروری
کام کے لئے ہانی کو اپنے پاس رکھہ چھوڑا ہے - قاضی شریح نے باہر آکے بھی کہدیا -
عمرو بن حجاج نے قاضی کو معتبر سمجھہ کے جوابدیا کہ الحمد للہ اونکی صحت وسلامتی ہی سے
ہمین غرض تھی جب یہ بات ہے تو ہمین کچھہ اعتراض نہین اور معہ اپنے ساتھیون کے
اپنے گھر چلے گئے -

حضرت ہانی کے گھر والون نے اونکی شہادت کی خبر پاکے گریہ و بکا شروع کیا جب
اونکے رونے پیٹنے کی آواز جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالے عنہ کے کان مین پہونچی تو
اندر سے باہر آئے اور کوفہ کے ہر گلی کوچہ مین پھر کے آواز دردناک سے اپنے ساتھہ دینے
والے تلاش کئے مگر کسی نے آپکی نہ سنی - ایک عورت طوعہ نامی اپنے دروازہ پر بیٹھی
ہوئی تھی - اوس سے آپنے فرمایا کہ مین مسلم بن عقیل ہاشمی ہون اہل کوفہ نے بڑے اصرار سے

مجھے یہان بلایا تھا اب میرے خون کے پیاسے ہوگئے ہین نیکبخت - آج ایک دن کے لئے مجھے اپنے گھر مین چھپا لے رات کی اندہیری مین جدہر خدا مجھے لیجائیگا چلا جاؤنگا وہ عورت بولی - مین بھی بنی ہاشم ہون تمہاری مدد کرنا میرا فرض ہے آپ میرے کلبۂ احزان کو مزین فرمائین - دل وجان سے آپکی خدمت کرونگی جناب مسلم نے اوسکے گھر مین پہونچکے پانی تو پیا - کھانے کے لئے اوس نے بہت کچھہ کہا لیکن آپنے نہ کھایا - جب رات کی تاریکی نے تمام روئے زمین کو سیاہ کردیا حضرت مسلم بسم اللہ مجریہا و مرسہا فرما کے باہر چلے یہ گھر سے نکلتے تھے اور اوس عورت کا بیٹا گھر مین آتا تھا دروازہ پر دونون کی مڈبھیڑ ہوگئی - اوسکا باپ ابن زیاد کے مصاحبون مین تھا حضرت مسلم اندہیرے مین اوسے سوجھے نہین صرف پاؤن کی آہٹ سنکے اولٹے واپس آئے - مان اوسکی سٹ پٹا گئی بار بار حجرہ مین جاتی تھی اور واپس آتی تھی - لڑکے نے جو خلاف معمول مان کی بدحواسی اور اندر آنا جانا دیکھا تو متحیر ہوکے پوچھا کہ امّان جان آج آپکو مین مضطرب پاتا ہون یہ کیا بات ہے عورت نے جواب دیا کہ بیٹا - تجھے کیا - تو خاموش رہ - لڑکا نہ مانا ضد کرنے اور کہنے لگا بیشک ہمارے گھر مین مسلم بن عقیل پناہ گزین ہین جنکی تلاش چارون طرف ہو رہی ہے مان بولی ہان بیٹا وہی ہین - لڑکا بڑا مکار اور فریبی تھا سناوٹے سے کہنے لگا کہ تمنے بہت اچھا کیا جو آل مصطفےٰ کو پناہ دی مین آج رات بھر انکے حجرہ کے دروازہ پر پہرہ دونگا پس وہ ظالم رات بھر نہ سویا پچھلی رات کو چپکے سے دروازہ کھولکے ابن زیاد کے مکان پر اپنے باپ کو مطلع کردیا کہ حضرت مسلم ہمارے گھر ہین - اوسنے فوراً عبید اللہ سے کہدیا - وہ نہایت خوش ہوا و راس کارگذاری کے صلہ مین لڑکے کو ایک طلائی چندن ہار دیا - پھر اوسی وقت محمد بن اشعث کندی کو پانچسو سوارون کے ہمراہ حضرت مسلم کی گرفتاری کو بھیجا

جب یہ لوگ اوس مکان کے پاس پہونچے تو حضرت مسلم نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکے عورت سے پوچھا کہ نیکبخت - یہ دستہ سوارون کا کدہر جاتا ہے - عورت بولی - آپ ہی کی گرفتاری کو لوگ ہر طرف دوڑتے پھرتے ہین یہ سنکر حضرت مسلم بن عقیل کو شبہ ہوا اور اوس سے فرمایا کہ وضو کیلئے مجھے پانی دے اوسنے پانی حاضر کیا۔ آپنے جلدی سے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کرکے مستعد ہو بیٹھے تمام سامان حرب و ضرب بھی زیب تن فرمالیا عورت نے عرض کی کیا لڑنیکا ارادہ ہے - ارشاد ہوا - پھر اور کیا ہو سکتا ہے - یہ اشقیا سمجھانے سے تو کسی طرح روبراہ ہوتے نہین - وہ عورت آپکی بیکسی اور بے بسی پر بہت روئی - آخر جناب مسلم اوس سے رخصت ہوکے باہر نکل آے اور سوارون کو للکار کے تلوار چلانا شروع کی - ڈیڑہ سو آدمی مارے - اور رہے سہے بھاگتے نظر آے - محمد بن اشعث کندی نے تیغ ہاشمی کے جوہر دیکھکے ابن زیاد کو لکھا کہ مسلم ایک آدمی نہین ہے بلکہ لیث ہمام یعنی شیر جری اور اسد ضرغام یعنی پھاڑ کھانیوالا شیر اور سیف ملک العلام یعنی خدا کی تلوار ہے جسوقت اوسنے قہر کے فرشتہ کی طرح للکار کے ضیغم نر کی مانند حملہ کیا ڈیڑہ سو آدمی ہمارے مارے اور باقیون کو بھگا دیا - اور آدمی میری کمک کو بھجوائیے جب کام چلے - اس تحریر کے بموجب پانچسو آدمی اور آے جناب مسلم بن عقیل نے اونہین سے بھی بہتون کو عدم کا راستہ بتادیا جب لوگون نے دیکھا کہ اس بیت حقہ اور خدا کی تلوار کے منہ لگنا کچھہ کھیل تماشا نہین ہے چلو آگ پتھر اور تیر سے کام نکلے تو نکالین مگر آپکو ان گیدڑ بھپکیون کی بھی کچھہ پرواہ نہین ہوئی اور برابر حملہ کرتے رہے - اونمین پچاس سے بھی کم آدمی رہگئے - غرضکہ محمد بن اشعث کندی کو پھر حمایتی طلب کرنے پڑے - اب اٹھہ سو سوار آے - اونمین سے بھی پانچسو حضرت مسلم نے نذار کردئیے جب جماعت مخالفین نے دیکھا کہ یہ تو بہتیرون کو تیسر بسر کرکے آگے

چھوڑ دیا ہے اس سے نتیجہ کچھہ نہین نکلیگا تو چال چلے یعنی سر راہ ایک لمبا اور گہرا گڈھا کھود کے اوپر سے پتلی پتلی لکڑیان رکھکے مٹی سے ہموار زمین کردی اور بھاگ گے۔ حضرت مسلم نے اونکا پیچھا کیا اور اوس غار مین گر پڑے۔ اب سبھون نے اوس ہزبر میدان وغا کو چارون طرف سے کتون کی طرح آگھیرا اور بہونکنے لگے۔ محمد بن اشعث نے آپکو گرفتار کرلیا چہرۂ انور پر تلوار کا قبضہ اس زور سے مارا کہ تمام ڈاڑہین ہل گئین۔ اور قید کرکے ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ اوسکے مکان کے دروازہ پر دربان کے پاس دو کوزے ٹھنڈے پانی کے رکھے تھے آپنے اوس سے فرمایا کہ اے شخص مجھے پانی پلادے اسکے بدلے مین خدا تجھے قیامت کے دن حوض کوثر کا پانی دیگا۔ اوس نے رحم کھاکے پلادیا۔ سردپانی کے اثر سے تمام خون منہ مین جم گیا اور دانت بیکار ہوگئے۔ آپنے ابن زیاد کے سامنے کھڑے ہوکے فرمایا السلام علی من اتبع الھدی یعنی اوسکو سلام ہے جو خدا و رسول کے حکم کی تابعداری کرے۔ عبید اللہ بولا تمنے مجھے امیر المومنین کیون نہین کہا اور سلام علیک کیون نہین کیا۔ اس سوال کے جواب مین جناب مسلم نے فرمایا کہ امیر المومنین میرا سردار میرے سردار کا فرزند دلبند میرا چچازاد بھائی حسین ابن علی ہے تجھے کیون امیر المومنین کہون۔ مین اللہ کے سوا کسی سے نہین ڈرتا۔ موت سے بُزدل خوف کھاتے ہین یہ سنکر ابن زیاد جل بھنکے کباب ہوگیا اور اوٹھہ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اچھا جو وصیت کرنی ہو کرلو تمہاری موت کا وقت قریب ہے۔ جناب ابن عقیل نے یون ارشاد کیا۔

۱۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ۔

۲۔ میری لاش کو مٹی کے نیچے پوشیدہ کردینا۔

۳۔ فلان شخص کا مین مقروض ہون میری زرہ فروخت کرکے اوسکا قرض ادا کردینا۔

۴۴۔ حضرت امام حسین رضی کو میری سرگذشت سے مطلع کر دیا جاے اور لکھہ دیا جاے کہ یہان تشریف نہ لائین۔

یہ وصیتین سنکے ابن زیاد بولا کہ زرہ کے تو مالک ہم ہین جو چاہینگے کرینگے اور حسین ابن علی کا یہان آنا اور مقتول ہونا تو ہمارا عین مطلب ہی ہے۔

پھر عبید اللہ ابن سعد کی طرف مخاطب ہو کے بولا کہ مسلم بن عقیل نے پندرہ سو آدمی ہمارے مارے ہین انہین جلاد کے پاسے ڈالو۔ جو کوٹھے پر لیجا کے انکو نیچے پھینکدے۔ پس جلاد آپکو دُھر اوپر لے پہونچا۔ آپنے فرمایا اے شخص۔ ذرا توقف کر۔ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دے اوسنے جوابدیا کہ مین حاکم کے خلاف تمہین مہلت نہین دے سکتا۔ یہ سنکے آپنے واحسیناہ کہا اور زار و قطار رونے لگے اوس گھڑی نہ کوئی یار تھا نہ مددگار جلاد نے سر کے بل آپکو نیچے ڈالدیا۔ سر اطہر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور روح پاک سیدھی جنت کو سدھاری۔

بعد ازان ابن زیاد نے حضرت مسلم اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کے سر لاشون سے جدا کرا کے ہانی بن حیلۃ الرداعی اور زبیر بن اروح کو معہ ایک خط کے دیکے اور یزید کے پاس دمشق روانہ کردیا دونون لاشون کو ہر بازار اور ہر گلی کوچہ مین بڑی بے عزتی کے ساتھہ گھسٹوایا۔

روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد جناب امام حسین کا بھیس بھر کے تن تنہا اونٹ پر سوار کوفہ مین نعمان بن بشیر کے دروازہ پر رات کو آکھڑا ہوا۔ نعمان نے دروازہ کھولنے مین تامل کیا لوگ جو اوسکو امام حسین سمجھکے پیچھے پیچھے چلے آے تھے نعمان کا تامل دیکھکے غل و شور مچانے لگے کہ رسول اللہ کے نواسہ دروازہ پر کھڑے ہین اور تم کواڑ نہین کھولتے۔ یہ سنکر نعمان نے کہلا بھیجا۔ امام حسین رضی کو چاہیئے کہ اسی وقت مدینہ واپس چلے جائین وہ یزید پر غالب نہ آسکینگے اور مین نہین چاہتا کہ میرے عہد حکومت مین اونکا خون یہان ہو۔ یہ سنکے

ابن زیاد ہنسا اور کہا۔ کہدو کہ حسین ابن علی نہیں ہیں بلکہ عبید اللہ بن زیاد دروازہ پر کھڑا ہے نعمان نے فوراً دروازہ کہولدیا کوفیوں کے ہاتھوں کے طوطے اوڑ گئے اور ابن زیاد کے آجانے پر کسی مین یہ ہمت نہ رہی کہ اپنے کو حسینی کہے۔

ابن زیاد کا خط یزید کے نام بدین مضمون تھا۔ الحمد للہ الذی اخذ لامیر المؤمنین بحقہ و کفاہ شر عدوہ واعلم ایہا الامیر ان مسلم بن عقیل ورد الی دار ھانی بن عروۃ وقعت علیہ العیون فاستخرجتہما والواصل الیک رؤسہما مع ھانی بن حیلۃ الرداعی والزبیر بن الاروح الیمنی من اھل السمع والطاعۃ فاسلہما عما اشئت وامیہما بما اشئت فانہما عندہما علما صادقا۔

ترجمہ۔ شکر ہے اوس خدا کا جس نے امیر المومنین کا حق دلادیا اور اوسکو اعدا کے شر سے محفوظ رکھا۔ اے امیر مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گہر مین چہپے تھے مین نے دونون کو گرفتار کرا کے قتل کیا اور سر اونکے ہانی بن حیلۃ الرداعی اور زبیر بن اروح یمنی کے ساتھ آپکے پاس روانہ کئے ہین یہ دونون سلطنت کے خیرخواہ ہین آپ جو پوچہینگے اوسکا جواب شافی دے سکینگے اور جو کچھ زبانی آپ اون سے کہدینگے اوسکا اظہار سواے میرے یہ کسی پر نہ کرینگے۔

یزید ابن زیاد کی اس کارگذاری سے نہایت خوش ہوا اور اوسکے خط کا جواب یون دیا۔

اما بعد ایہا الامیر فانک کنت کما احب وصلت کصوت الاسد والآن قد بلغنی ان الحسین خرج من مکۃ باھلہ واولادہ وعشیرتہ وتوجہ الی نواحی العراق فانت لتسیر الیہ وتضیق علیہ المسالک ولا توسد بوسادۃ ولا تشبع بزاد حتی تقتلہ وترسل الی رأسہ ورؤس من معہ

ترجمہ۔ اے امیر تو نے میرے دل کا سا کام کیا ہے مین بھی چاہتا تھا۔ تو نے شیر کا سا کام کیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ حسین بن علی مع اپنے بال بچون کے مکہ سے عراق آتے ہین

تو جلدی سے انتظام کر لے اور راستہ بند کر دے جب تک تو اوسکا اور اوسکے ساتھیوں کے سر میرے پاس نہ بھیج لے آب و خورش اپنے اوپر حرام سمجھ۔

یہ خط لکھکے قاصدون کو دیا اور او نہیں داد و دہش سے مالا مال کرکے روانہ کر دیا۔

ابن زیاد نے جب اسے پڑھا تو جامہ مین پھولا نہ سمایا اور پہلے سے بھی زیادہ دون کی سوجھی کیونکہ اوستاد نے لکھا ہے۔

بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد	زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

یعنی عبید اللہ بن زیاد نے یہ جعلی خط جناب مسلم کی طرف سے حضرت امام حسین رضؓ کو لکھا۔

اما بعد یابن العم ان العراق طابت وانت الینا بالسمع والطاعۃ فعجل الینا ولا تتاخر وقلوب الناس معنا وھم مباشرین بقدومک فانھض واحضر الینا سریعا۔

ترجمہ۔ اے میرے چچا زاد بھائی تمام ملک عراق ہمارا مطیع ہو گیا ہے آپ بہت جلد یہان تشریف لے آئین سب کے دل ہماری طرف متوجہ ہین۔

ابن زیاد نے یہ خط ایک کوفی کے ہاتھ روانہ کیا اور کہدیا کہ جناب امام حسین رضؓ جہان تجھے ملین او نہین دینا اگر کچھ اور حال دریافت کرین تو کہنا کہ مجھے نہین معلوم۔ یہ قاصد حضرت امام ہمام کو اوس جگہہ ملا جہان سے مدینہ ایک منزل باقی رہگیا تھا حضور اس خط کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور تمام قافلہ کو حکم دیا کہ آج یہین قیام ہوگا۔ ۵۔ ذی الحجہ کو عصر کیوقت یہ خط ملا تھا۔ قاصد نے خط دیکر سیر سر پر رکھے اور شب و روز مارا مار چلکے ابن زیاد کو خبر دی کہ وہ عبید اللہ نے حصین بن نمیر کو ہزار سوارون کے ساتھ اس لئے روانہ کیا کہ تم امام حسین رضؓ کے قریب پہونچکے اس بات کا انتظام کرو کہ کوئی او نہین یہان پہونچنے تک شہادت مسلم بن عقیل کی خبر نہ دینے پائے کہین ایسا نہو کہ وہ یہ سنکر واپس چلے جائین۔ چنانچہ حصین بن نمیر کالے

ایسا ہی کیا اور امام ہمام رضؓ کو اس واقعہ جانگاہ سے مطلع نہونے دیا یھان تک کہ حضور بمقام قادسیہ تک آ گئے۔

روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے زیاد اور اوسکی اولاد کو ابوسفیان کی نسل مین داخل کر لیا تھا اسی لئے یزید ابتک زیاد اور اوسکے لڑکون سے سخت ناراض تھا اور اپنی حکومت کے شروع مین کوفہ کا حاکم نعمان بن بشیر کو کر رکھا تھا۔ عبید اللہ بن زیاد کے تحت مین صرف بصرہ تھا جب حضرت مسلم کوفہ پہونچے اور لوگون نے اون سے بیعت کرنی شروع کی تو نعمان بن بشیر سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے پہلوتھی کرنے لگے۔ جاسوسون نے اسکی خبر یزید کو دی۔ اوسنے لوگون کے صلاح و مشورہ سے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ اور کوفہ دونون کا حاکم کر دیا اور یہ ذات شریف حبِّ جاہ اور یزید کو راضی کرنے کی خاطر سے سب کچھ کرنے لگے کہ باپ کی طرح یزید بھی ہمارے خاندان کو اپنا ہی سمجھے اور ہم دمشق کے شاہی خاندان مین شمار ہونے لگین۔

مورخون کی رائے ہے کہ جب حضرت مسلم نے کوفہ والون سے بیعت لیلی تہی اور امام حسینؓ کو بلا بھیجا تھا تو امام ہمام کو وہان آنا اور کوفیون کو اونکے بلانے مین مبالغہ کرنا ضروری تھا کیونکہ وہ مسلم بن عقیل سے بیعت کر کے یزید کی حکومت سے نکل چکے تھے اب سردار کو اونکے پاس جلدی آجانا چاہیئے تھا۔ فوج کو بھی اپنے سردار کے لئے غل مچانا حق تھا کیونکہ بے سری فوج کیا کر سکتی تھی البتہ حضرت مسلم سے یہ غلطی ہوئی کہ وہ بیعت لینے لگے اونکو چاہیئے تھا کہ لوگون کا منشاء دریافت کر کے واپس چلے جاتے تو ایسی آن ہونی نہونے پاتین۔

ایک مورخ نے جناب مسلم کی سرگذشت کوفہ مین تہوڑے سے اختلاف کے ساتھ یون لکھی ہے کہ جب حضرت ہانی بن عروہ کی جان پر آبنی تو جناب مسلم اونکے گھر سے نکل کھڑے ہوے

اور کوفیون سے کہا کہ اب تم میرا ساتھہ دو عبید اللہ بن زیاد ہاتھہ دہو کے میرے پیچھے پڑا ہے وہ مجھے زندہ نرکھیگا اور میرا چھپنا ممکن نہین - اونہون نے جوابدیا کہ اگر امام حسینؑ ہوتے تو ہم اونکی خدمت مین حاضر تھے بغیر اونکے ہم تمہاری مدد نہین کرسکتے مگر پہر بہی چار ہزار آدمی جناب مسلم کی حمایت کو تیار ہو گئے - یہ سب آدمی بے ہتیار اور غریب ومفلس تھے اونمین سے کوئی بھی تجربہ کار اور جنگ آزمودہ نہ تھا - حضرت مسلم نے ان لوگون کے ساتھہ جا کے دارالامارت کو گھیر لیا - عبید اللہ بن زیاد یہ مجمع دیکھکے ڈر گیا اور چپ رہا - دونون طرف سے تیرون کی بوچھار ہونے لگی صبح سے شام تک محاصرہ قایم رہا - لوگون کے گھرون سے کھانا آیا اور سب نے بیٹھہ کے کھالیا - دوسرے دن یہ ہوا کہ عورتین آئین اور اپنے اپنے مردون کو کھانے کیواسطے گھر لیگئین جو گیا پھر نہ آیا یہان تک کہ شام کو صرف حضرت مسلم رہگئے اور ایک چڑیا بھی اونکے آس پاس نہ تھی - آخرش آپکو پھر کسی کے گھر مین پناہ گزین ہونا پڑا - عبید اللہ بن زیاد کے آدمیون نے اوس مکان کو بھی آگھیرا - آپ تلوار ہاتھہ مین لے کے باہر تشریف لائے اور مخالفون پر حملہ کرنا چاہا مگر لوگون نے چال چلی اور کہا کہ آپ یون ہی ابن زیاد کے پاس چلے چلین ہم مصالحت کرادینگے اس لڑنے بھڑنے سے ہرگز کام نہین چلیگا - حضرت مسلم اون لوگون کے ساتھہ چلے گئے اور جناب ہانی کے ساتھہ قید ہوے - دوسرے دن اون لوگون کو شرم دامنگیر ہوئی جنہون نے حضرت امام حسینؑ کے نام سے بیعت کرلی تہی اور دس ہزار آدمیون نے مجتمع ہو کے دارالامارت کا محاصرہ کر لیا - عبید اللہ نے یہ مجمع دیکھکے حضرت ہانی اور جناب مسلم دونون کو شہید کرادیا اور سر اونکے کوٹھے پر سے نیچے محاصرہ کرنے والون کے آگے پہنکوا دئے - محاصرین نے سرون کو دیکھکے بہت شور وغل مچایا آخر وہ ہو کے اپنے اپنے گھر چلے گئے - چلو بس چھٹی ہوئی - اب کوفہ مین کوئی امام حسینؑ کا طرفدار نرہا اور

ابن زیاد کا تسلط بخوبی ہو گیا۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مسلم نے جناب امام حسینؓ کو بلایا تھا پھر اوپر سے بھی تحریک ہوئی پس حضور نے روانگی کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے منع کیا کہ حضرت ان کوفیوں نے آپ کے والد ماجد کے ساتھ کب وفا کی تھی جو آپ کے ساتھ سلوک کرینگے۔ عبداللہ بن عباس نے بہت سمجھایا کہ آپ ہرگز نہ جائیں یہاں سے قدم باہر نکالنا آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ حضرت ابن عباس نے جب دیکھا کہ آپ نہیں مانتے تو رائے دی کہ آپ تن تنہا جائیں بال بچوں کو یہیں چھوڑ جائیے کہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سی مصیبت آپ پر بھی نہ پڑے لیکن یہ بات بھی نہ مانی گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جب سنا کہ جناب امام ہمام نے مصمم قصد کر لیا ہے اور کسی کے روکے سے نہیں رکتے تو حاضر ہو کر التماس کی کہ حضور مجھے کسی طرح یہ سفر آپکو سازگار آتا ہوا نہیں معلوم ہوتا اگر خدانخواستہ۔ آپ کے رونگٹے پر بھی آنچ آگئی تو میرا منہ کالا ہو جائیگا۔ لوگ اوٹھتے بیٹھتے مجھے طعنہ دینگے کہ ابن زبیر نے اپنی خلافت کو مضبوط کرنیکے لئے حسین کو مکہ سے نکال دیا۔ اگر آپکو حکومت کی خواہش ہے تو آپ سے میں بیعت کر کے خدمت کرونگا۔ آپ ہمارے سروں پر بیٹھے رہیں اور یہاں سے باہر نہ جائیں آپ کے بہت سے اور دوست بھی یہ گڑبڑ سنکے آگئے اونہوں نے بھی سمجھایا کہ اہل کوفہ کی بیوفائی ضرب المثل ہے وہاں جانا مناسب نہیں۔ آپ یہیں منتظر رہیں یہانتک کہ اہل کوفہ خود آپ کے جانبدار ہو کے یزید سے مخالفت کریں۔ مگر آپ نے یہی جواب دیا کہ کوفہ میں ہزاروں آدمیوں نے میری خاطر سے یزید سے دشمنی کر لی ہے اور میں اونہیں زبان دے چکا ہوں اب مجھسے نہیں ہو سکتا کہ وعدہ خلافی کا مرتکب ہوں۔ لوگ میرے منتظر ہونگے۔ مجھے یہ حال مسلمانوں کو دھوکا دیکے کہیں کا نہ رکھوں کیونکہ ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے

کوفہ کے ڈیڑھ لاکھ آدمی آپ سے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے - افسوس - آپکو یہ خبر ہی نہ تھی کہ اب وہان نہ کوئی میر منتظر ہے نہ ساتھی اور حضرت مسلم کوفہ مین شہید بھی ہو چکے

ذکر شہادت حضرت محمد و ابراہیم صاحبزادگان جناب مسلم رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کو تو کربلا کے راستہ مین رہنے دیجئے اور ابھی کوفہ مین بیٹھے ہوے ابن زیاد کی دنیا پرستی کی سیر اور کر لیجے یعنی جب عبید اللہ دو دن کی زندگی کی خاطر جناب مسلم کے خون مین ہاتھہ رنگ چکا تو کوفہ مین منادی کرادی کہ جو کوئی مسلم کے جگر بندون کو اپنے گھر مین چھپائیگا اوسے سخت سزا دیجائیگی - گھر اوسکا پھونکدیا جائیگا اور سر اوسکا کاٹ کے نیزہ پر چڑہایا جائیگا اور جو کوئی اون لڑکون کو ہمارے پاس پکڑ لائیگا بے حد و حساب انعام و اکرام پائیگا -

واضح ہو کہ جناب مسلم نے اپنی حالت ردی دیکھکے اپنے دونون لخت جگر قاضی شریح کے سپرد کر دئے تھے وہ دونون خورد سال سات آٹھہ برس کے تھے - قاضی صاحب سے یہ بھی کہدیا تھا کہ میرے قتل کے بعد ان دونون معصومون کو بحفاظت تمام مدینہ مین روضہ رسول خدا پر پہونچا دینا -

قاضی شریح نے جب حضرت مسلم کی شہادت کی خبر سنلی تو با دل داغدار و بچشم اشکبار دونون یتیمون سے باپ کی مفارقت بیان کی - دونون ڈاڑہین مار کے باہم لپٹ گئے اور روتے روتے بیہوش ہو گئے - قاضی نے گود مین لیکے پیار کیا - دونون کی ڈہارس بندہائی اور کہا کہ یہ وقت رونے کا نہین - تمہاری تلاش و جستجو ہو رہی ہے - تمہین خاموش ہو کے یہان سے نکل جانا مناسب ہے یہ جگہہ نہایت پر آشوب ہے تمہارے رہنے کے لائق نہین رہا اور نہ

غریب بچے سہم کے چپ ہو رہے۔ قاضی نے آدہی رات کے قریب دونون کو کچھہ کھلایا پلایا اور پچاس پچاس اشرفیان دونون کی کمرون مین باندہ اپنے بیٹے اسد کے سپرد کر کے کھا کہ شہر کے دروازہ کے باہر ایک قافلہ پڑا ہے وہ آج ہی چلے پھر حجاز کو روانہ ہوگا تم جا کے ان بچون کو کسی معتبر آدمی کے سپرد کر آؤ جو انہین روضۂ رسول مقبول پر پہونچا دے۔

آدہی رات ہو چکی تھی انکے پہونچتے پہونچتے قافلہ کوچ کر گیا تھا۔ دور سے کچھہ نشان نظر آرہے تھے۔ اسد نے دونون سے کھا کہ تمہارا واپس چلنا مناسب نہین دوڑ کے جس طرح ہو سکے اس قافلہ سے ملجاؤ بچے اوس طرف بھاگے اور اسد اپنے گھر لوٹ آیا۔ دونون بچے کوفہ کے جنگل سے ناواقف تھے راستہ بہول گئے اور قافلہ تک نہ پہونچ سکے قضا دامنگیر تھی کہ کوفہ کے کوتوال کے پالے پڑ گئے۔ وہ ظالم دونون کو ابن زیاد کے پاس پکڑ لایا۔ عبید اللہ نے یزید کو لکھا کہ مسلم کے فرزند میرے پاس ہین انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے۔ اور دونون بچون کو مشکور داروغہ جیل کی حراست مین رکھا یہ شخص خدا پرست اور نہایت رحم دل تھا صاحبزادون سے بہت خاطر سے کہا رات دونون مظلوم سے کہنے لگا۔ میرے اوپر جو گذرے گی بہگت لونگا آپ یہان سے دلداری اور محبت سے نے رات کو کھلا پلا کے قادسیہ کی سڑک پر چھوڑ دیا اور کھا سیدہے چلے جاؤ گے تو قادسیہ پہونچ جاؤ گے وہان فلان محلہ مین میرا بھائی رہتا ہے اوسکا یہ نام ہے اوسے یہ میری انگوٹھی نشانی دینا وہ تمہاری بہت تعظیم وتکریم کریگا اور تمہین مدینہ پہونچا دیگا۔ یہ دونون ستم رسیدہ رات بھر چلے۔ پانوءن مین چھالے پڑ گئے۔ صبح جو دیکھتے ہین تو راہ بہول کے اور پھر پھرا کے پھر کے اوسی دروازہ پر کھڑے ہین جسپر مشکور نے پہونچا دیا تھا۔ دن نکلنے کیوقت معصومون کو یہ حالت معلوم ہوئی تو پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے۔ وااپتاہ وامسلماہ کہتے تھے

اور جان دئیے دیتے تھے۔

تھوڑی دیر مین کچھ سُدہ بُدہ جو آئی تو بڑے صاحبزادہ نے چھوٹے سے کہا کہ برادر۔ آسمان تو ہمپر ٹوٹ ہی پڑا ہے۔ ایسا نہو کہ اسی گریہ و بکا مین ہم کسی اور ظالم کے پھندے مین گرفتار ہو جائین۔ غرضکہ چار و ناچار وہ دونون بیکس و بے یار ایک چشمہ کے کنارہ ایک کھوکھلے درخت کے جوف مین جا چھپے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک حبشیہ لونڈی پانی بھرنے اوس چشمہ پر آئی اور عکس اون دونون ماہ طلعتون کا پانی مین دیکھکے سخت گھبرائی کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے کنارہ پر سوائے میرے اور کوئی نہین مگر پانی مین دو اور موہنی مورتین نظر آتی ہین۔ لونڈی نے سٹ پٹا کے ادہر اودہر دیکھا کسی کو نہ پایا۔ جب اوسکی نگاہ درخت کے اوپر پڑی تو کیا دیکھتی ہے کہ دو آفتاب و ماہتاب درخت کے جوف مین بیٹھے ہین مگر خوف سے بیجان سسکیان اور ہچکیان بھرتے ہین۔ ایک دوسرے کا منھ دیکھکر رہتا ہے عجیب بیکسی اور حسرت دونون کے چہرون پر برس رہی ہے لونڈی کا دل یہ دیکھکر بے قابو ہو گیا اور پوچھنے لگی کہ اے چودہوین رات کے ماہتابو۔ تم کسکے لخت جگر ہو قتل کے بعد ان دونون نے کہ جب بیکسی مین کوئی غمخواری کرتا ہے تو مظلوم کی رقت اور زیادہ ہو جاتی ہے دونون صاحبزادے لونڈی کی یہ باتین سُنکے اسقدر بلک بلک کر روے کہ بیہوش ہو گئے۔ حبشن دونون کو گود مین لے بیٹھی اور بہزار دقت ہوش مین لاکر پوچھا کہ اے آسمان حسن کے تارو۔ اپنے باپ کا نام بتاؤ۔ لڑکون نے پھر چیخ ماری اور شور و اویلا فلک تک پہونچا کر کہا ہم دو بچے یتیم اور دو غریب الوطن بیکس اور بے یار و یاور ہین اس غیر ملک مین کوئی پرسان حال نہین۔ باپ ہمارا یہان شہید خنجر جفا ہوا۔ حبشن بولی افسوس صد افسوس۔ اب مین سمجھی کہ تم حضرت مسلم بن عقیل کے فرزند ارجمند ہو

وہ مظلوم بچے لونڈی کے پیرون پر لوٹ گئے اور کہنے لگے۔ برائے خدا پہلے ہمین یہ بتادے
کہ تو دوستدار اہل بیت رسول اللہ ہے یا اونکی دشمن۔ لونڈی نے جوابدیا کہ مین تمہارے
خاندان کی خیر خواہ ہون۔ خوبیٔ قسمت سے بی بی بھی مجھے خدا نے ایسی عطا فرمائی ہے جو اپنی
جان آل اطہار پر نثار کرتی ہے۔ چلو مین تمکو اوسکے پاس لیچلون وہ اپنی آنکھین تمہارے
تلوون سے ملیگی۔ دونون کمہلاے ہوے گلاب کے پھول اوسکے ساتھ ہو لئے جب
گھر پاس آیا تو جیشن نے دوڑکے اپنی بی بی کو خبر دی کہ بی بی مین مسلم بن عقیل کے نونہالون
کو تمہارے پاس لے آئی ہون۔ اوس مومنہ نے اپنے سر کی چادر اور بدن کا زیور اوتار
کے لونڈی پر ڈالدیا اور کہا تیرے صدقہ۔ لے یہ تیرا انعام ہے۔ جا مین نے تجھے
آزاد بھی کردیا۔ یہ کہہ سر و پا برہنہ مثل پروانہ کے اون شمعرویون کی طرف دوڑی۔ گرد پھر پھر
کے قدمون پر لوٹنے لگی۔ رو رو کے اپنا حال غیر کیا اور دونون کو بغل مین لیکے کبھی اسکا
منہ چومتی تھی اور کبھی اوسکا بوسہ لیتی تھی اور مادر مشفقہ کی طرح اونکی یتیمی اور بیکسی پر آنکھون سے
خون کے آنسو بہاتی تھی۔ غرضکہ وہ اللہ کی پیاری اور نبی کی دُلاری دونون مظلوم معصومون
کو اپنی چھاتی سے لگاے ہوے گھر مین لائی اور کمال دلداری اور محبت سے اونہین کھانا
کھلایا۔ لونڈی سے کہا کہ خبردار۔ اس راز پنہان کو کسی پر آشکارا نہ کیجیو۔

گھر مین حارث کے جو وہ یوسف زندان آے نامراد آے یتیم آے پر ارمان آے	موت بولی کہ سفر کر مرے مہمان آے پسر ایلچی شاہ شہیدان آے
تھر پہ صبح بڑی دہوم سے مہمانی ہے	حلق ہے تیغ ہے جلاد ہے قربانی ہے
زن حارث نے یتیمون کے قدم چوم لئے پانی بھی گرم کیا پانؤن دُہلانے کے لئے	کرُتے دیکھے جو پھٹے سوزن مژگان سے سیئے خار جن چنکے جدا دونون کے تلوون سے کئے

مسند مین جہاڑ کے کہنے لگی آرام کرو
لونڈی سے پھر کہا کھانیکا سر انجام کرو

مسند مین دیکھکے آراستہ بولے وہ حزین
ابھی بیٹھینگے نہ مسند پہ کہ ہین سوگ نشین
قید خانہ مین تو سو رہتے تھے بالاے زمین
ہاے بابا کی خبر کچھہ ہمین معلوم نہین
ابھی بیگور ہین یا غسل و کفن پایا ہے
دہوپ لاشہ پہ رہا کرتی ہے یا سایا ہے

اب شہ دین کی حضوری مین جو ہم جائینگے
ذکر خدمت کے ترے پیش امام آئینگے
مرحبا قبلہ و کعبہ سے تجھے فرمائینگے
کچھہ نہ کچھہ وان سے تبرک تجھے بھجوائینگے
پہوپی زینب نہ کبھی دل سے بھلائینگی تجھے
بیاہ مین قاسم و اکبر کے بلائینگی تجھے

اس بیان پر وہ گری تھام کے ہاتھون سے جگر
ہاے آقا کہا اور ہاے خوزادے رو کر
غور سے منہ پہ جو کی اوسکے یتیمون نے نظر
دیکھا کالی کفنی پہنے ہے وہ نیک سیر
روکے چلاے کہ تشویش ہمین ہوتی ہے
کیون سیہ پوش ہے تو کسکے لئے روتی ہے

ہمتو سر ننگے ہین اس سے کہ نہین سر پہ پدر
پر ترے سر سے اوٹھا کون کہ ہے ننگے سر
بولی منہ پیٹکے وہ تم سے کہون مین کیونکر
ہاے اک سوگ مین دو دو سرے ماتم کی خبر
ایک مدت سے سراسیمہ و بیہوش ہون مین
دہم ماہ محرم سے سیہ پوش ہون مین

اوسکے ماتم مین ہون جسکا ہے عزادار خدا
اوسکو روتی ہون جسے روتی ہے روح زہرا
پانی پیتی ہون تو یاد آتی ہے پیاس اوسکی سوا
ہاے مولا مرا مظلوم غریب الغربا ٭
سر نواسہ کا کٹا قبر مین نانا رویا
وہ زمانہ سے اوٹھا جسکو زمانا رویا

مرضی حارث ملعون نہین پاتی لونڈی ٭
ورنہ سب گھر مین سیہ فرش بچھاتی لونڈی
جو محب ہین اونہین رونے کو بلاتی لونڈی
ہاتھہ ماتم سے کسی دم نہ اوٹھاتی لونڈی
بس مین کافر کے ہون اللہ نکالے مجھکو
بس اسی سوگ مین دنیا سے اوٹھالے مجھکو

کفنی پھاڑ کے چلائی وہ غمخوار حسین ؏ ہائے اے بے پدر روہون مین عزادار حسین
سر کٹا خیمہ جلا لٹ گئی سرکار حسین ؏ پا بہ زنجیر پھرا کانٹون پہ بیمار حسین
عید عاشور کو زہرا نے کفن چاک کیا
شمر نے خاتمۂ پنجتن پاک کیا

تم تو زندان مین تھے شبیر کی کیا تمکو خبر ؏ سر شبیر پھرا چار طرف نیزے پر
ہائے سیدانی مری شیر خدا کی دختر ؏ اسی رستہ سے سوئے شام گئی ننگے سر
یاد ہے بی بی کا بے مقنع وچادر رہنا
دیکھنا بلوہ کو اور ہائے برادر کہنا

پہلے ہم لکھہ چکے ہین کہ مشکور داروغہ جیلخانہ نے دونون صاحبزادون کو رہا کر دیا تھا۔ دوسرے دن خبر دارون نے یہ خبر ابن زیاد کو پہونچا دی۔ اوس نے داروغہ جیل کو اپنے روبرو طلب فرما کر پوچھا کہ فرزندانِ مسلم کہان ہین۔ وہ تو تیار اور بہرا ہوا بیٹھا ہی تھا فوراً بول اوٹھا اونکو مین نے خدا اور رسول کو راضی کرنیکے لئے اونہین چھوڑ دیا اور اس عمل ستودہ سے اپنا خانہ دین آباد کر لیا۔ ابن زیاد بولا۔ تو نے میرا ڈر بالکل اپنے دل سے نکال دیا۔ حضرت مشکور رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو خدا سے ڈرتا ہے اوسے کسی کا خوف نہین ہوتا۔ اے ستمگار نابکار تو نے اونکے باپ کو اپنے ظلم و ستم سے تہ تیغ کر دیا مگر ان دو یتیم معصوم بچون نے تیرا کیا لیا ہے جو اونکے درپے ہے۔ مینے روح سید کونین کو خوش کرنے اور رسول الثقلین کو اپنے سے راضی کرنے کیواسطے یہ کام کیا ہے۔ تو قیامت کے دن شفیع المذنبین کی شفاعت سے محروم رہیگا اور ہمین وہ خاطر کے ساتھہ ہاتھون ہاتھہ لینگے۔ مین اپنی نجات سے نچنت ہو چکا اب مرنے کا کچھہ خیال نہین۔ ابن زیاد ایسا سخت کلام سنکے مشتعل ہو گیا اور جلاد کو حکم دیا کہ اسکی مشکین کسکے پانچسو تازیانہ مارو پھر سر اسکا تن سے جدا کر دو۔ جلاد نے اوسکے حکم کی تعمیل کی۔ پہلے تازیانہ پر جناب مشکور نے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

دوسرے کوڑے پر زبان سے نکلا خدایا مجھے صبر دے" تیسرے پر بولے - "اے خدا میرے گناہ بخشدے" چوتھے پر کہا - "یا الہ العالمین فرزندان رسول مقبول کے عشق مین قتل ہوتا ہون تو گواہ رہیو" پانچوین کوڑے پر عرض کی - "اے حق سبحانہ تعالے مجھے اپنے رسول عربی اور اونکے اہل بیت کے قدمون مین پہونچادے" پھر کچھہ نبولے یہان تک کہ پانچسو تازیانہ پڑ چکے - اوسکے بعد آپنے آنکھین کہولین اور پانی پینے کو مانگا - ابن زیاد نے کہا کہ اِسے پانی ہرگز ندینا گردن مار دو - عمرو بن الحارث اوٹھا اور نہایت الحاح سے شفاعت کر کے اوسے اپنے گھر لیگیا اور چاہا کہ علاج کرے لیکن حضرت مشکور رضی اللہ عنہ نے آنکھین وا کر کے فرمایا - "مجھے آب کوثر پلادیا گیا - رسول اللہ مجھے لینے کو تشریف لاے ہین اب تم لوگ میرے واسطے تکلیف نہ کرو" یہ کہکے آنکھین بند کرلین اور اعلی علیئین کو سدہارے -

جانش مقیم روضۂ دارالسرور باد		گلشن سراے مرقد او پرزنور باد	

روایت ہے کہ وہ مومنہ صادقہ دونون شہزادون کو اپنے گھر مین لے آئی - اونکی خاطر سے مکان کو آراستہ کیا اور پیار و اخلاص سے اونہین کھلا پلا کر سلا رکھا - پھر باہر صحن مین آبیٹھی - تھوڑی دیر کے بعد اوسکا شوہر تھکا ماندہ حواس باختہ گھر مین آیا - بیوی نے پوچھا - میان کہان تھے اور ایسے ہانپتے کراہتے کیون آے ہو - خاوند بولا - تمنے دیکھا ہوگا کہ علی الصباح مین یہان سے چلا گیا تھا - جب درِ دولت امیر پر پہونچا - وہان کیا دیکھتا ہون کہ منادی ہوتی ہے "مشکور نے فرزندان مسلم بن عقیل کو رہا کردیا اب اونکا پتا نہین چلتا جو کوئی اونہین تلاش کر کے ہمارے پاس لائیگا خلعت اور جواہرات بیبہا اور نقد و گھوڑا پائیگا اور ایسا امیر بنادیا جائیگا کہ پھر اوسے کسی کی پرواہ نہ رہیگی" یہ سنتے ہی لوگ اونکی جستجو مین ادہر اودہر دوڑ گئے مجھے بھی حرص دامنگیر ہوئی گھوڑے پر سوار ہو چل نکلا اور کوفہ کے گرد و نواح

کی خاک دور دور تک چھان ڈالی مگر اونکا نشان نہ پایا۔ اسی تگ و دو مین سخت محنت سے میرا گھوڑا بھی مرگیا۔ بہت دور سے پیادہ پا یہان تک آنا پڑا۔ بڑی مشکل سے گرتا پڑتا گھر پہونچا ہون۔ سینہ مین سانس نہین سماتی۔ بیوی بولی۔ میان خدا سے ڈرو اور فرزندان رسول کے پیچھے نہ پڑو۔ قیامت کے دن خدا و رسول کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ شوہر اوسے کاٹنے کو دوڑا اور جھنجلا کے کہا کہ خاموش تجھے اس سے کیا کام۔ ابن زیاد نے بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ عورت نے کہا۔ بھلا اسمین بھی کوئی جوانمردی ہے کہ بیکس یتیمون کو ظالم کے پنجہ مین گرفتار کردو اور خود اسیر ہو جاؤ۔ لعنت ہے ایسی دولت پر کہ دنیا کے عشق مین دین ہاتھ سے کھو دیا جائے۔ خاوند بولا۔ بس بس۔ زیادہ باتین نہ بنا اگر تجھے کچھ کھانے کو دینا ہے تو دیدے مین کھا کے پڑ رہون۔ بیوی نے اوسے روٹی دیدی وہ زہر مار کر کے دن بھر کا تھکا ماندہ پڑ کے سو رہا۔

ادہر قدرت کے کارخانے ملاحظہ فرمائے کہ جب آدہی رات کے قریب ہوئی تو حضرت محمد بڑے صاحبزادے چونک پڑے اور بے اختیار رو کے چھوٹے بھائی ابراہیم سے چمٹ گئے۔ اس سے وہ بھی جاگ اوٹھے اور دریافت کیا کہ بھائی جان کیا ہے۔ بڑے نے کہا۔ ابھی مین نے خواب مین دیکھا کہ والد ماجد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضی اور حسن مجتبے باغ بھشت مین گلگشت فرما رہے ہین۔ ناگاہ جناب نبوی کی نظر اقدس میرے اور تمہارے اوپر پڑی۔ آپ نے والد بزرگوار سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا کہ مسلم۔ تم آپ چلے آئے مگر ہمارے ان دونون دلبندون کو ہنگامہ ظلم و ستم مین چھوڑ آئے۔ تمہارے دل نے یہ کیسے گوارا کیا۔ والد نے دست بستہ التماس کی کہ حضور صبح شام مین وہ بھی قدمون مین آئے جاتے ہین آپ خاطر جمع رکھین۔ یہ سنکر چھوٹے صاحب بول اوٹھے

اے اخی معظم مین بھی خواب مین بعینہ یہی دیکھہ رہا تھا - پس اب کوئی صورت ہماری گلوخلاصی کی نہین ہوسکتی ہم دونون یہین رہے بچ نہین سکتے - یہ کہکر دونون نے ایک دوسرے کے گلے مین باہین ڈال لین اور بے اختیار گریہ وزاری کرنے لگے - اس شور وغل نے اوس عورت کے شوہر حارث بن عروہ کو جگا دیا - اوسنے اپنی بیوی کو آواز دی اور پوچھا کہ گھر مین یہ کیا غوغہ ہے - وہ مومنہ بت سی کھڑی رہگئی - کچھہ جواب نہ دیا - حارث کا شبہ بڑھگیا اور بیوی کو سخت وسست سنا کے دو دہکے دئے اور کہا جلد چراغ روشن کر - وہ غریب ایسی بیخود اور محو ہوگئی تھی کہ اوس سے یہ بھی نہو سکا - آخرش حارث خود اوٹھا اور چراغ جلا کے آواز کی طرف دوڑا - حجرہ مین جا کے کیا دیکھتا ہے کہ تاریک مکان شہزادون کے نور سے جگمگ کر رہا ہے اور دونون معصوم لپٹے ہوئے واابتاہ واویلاہ وامسلماہ وامصیبتاہ کا غل مچا رہے ہین - حارث نے پوچھا کہ تم کون - یہ بھولے بھالے بچے تھے - سمجھے کہ یہ گھر ہمارے خیرخواہون کا ہے - جھٹ نام بتا دیا کہ ہم مسلم بن عقیل کے بیٹے ہین - حارث یہ سنتے ہی بول اوٹھا آہا میری بھی وہی مثل ہوئی - لڑکا بغل مین اور ڈھنڈھورا شہر مین - آج دن بھر تمھاری تلاش مین سارے جنگل وصحرا کی خاک چھانی حتی کہ اسی دوڑ دہوپ مین میرا گھوڑا بھی جان سے جاتا رہا اور تم میرے ہی گھر مین آرام سے بیٹھے ہو - صاحبزادون نے فرمایا اے بدبخت ہم دونون -

لاڈلے اپچّے سید ابرار کے ہین ۔۔۔ اور بھتیجے خلف حیدر کرار کے ہین +

بھانجے حضرت عباس علمدار کے ہین ۔۔۔ دونون ہم فاتحہ خوان مسلم لاچار کے ہین +

دادا صاحب تو عقیل ابن ابی طالب ہین ۔۔۔ نانا صاحب وہ ہین کونین پہ جو غالب ہین

جدہ ماجدہ ہے تاج شکوہ مریم + ۔۔۔ جنکے دامن مین دم حشر چھپے گا عالم +

آج گھر مین ترے چھپنے کیلیے آے ہین ہم
سن چکا نام و نسب یہان مین کر تیغ ستم
رحم کر شیخ کہ سید ہی ہین معصوم ہی ہین
بے پدر ہی ہین مسافر ہی ہین مظلوم ہی ہین

بولا حارث یہ کہو تم ہی ہو مسلم کے پسر
کل تمہین نے مجھے ہلکان کیا چار پہر
توسہی کل کا عوض آج مین لون جی بھر کر
پھینکدی ہاتھہ سے پھر شمع ادھر تیغ اودھر
دست بیداد سے اک بھائی کا بازو کھینچا
دوسرے بھائی کا اک ہاتھہ سے گیسو کھینچا

قتل کے خوف سے اوٹھے نہ علی کے پیارے
اس توقف پہ ستمگر نے طمانچے مارے
کھینچا اسطرح کہ پرزے ہوے کرتے سارے
منہ کے بل گر پڑے وہ برج شرف کے تارے
یا حسین ابن علی اک نے بصد یاس کہا
دوسرے بھائی نے یا حضرت عباس کہا

مومنہ دوڑی یہ کہتی ہوئی باآہ و بکا
نہ رہے زور ترا شل ہوا ہی دست جفا
ارے سید ہین یہ سید ہین طمانچے نہ لگا
ارے قرآن کے ورقون کو زمین پر نہ گرا
بس ارے بس کہ زمین اب تو ہلی جاتی ہے
لے مجھے فاطمہ سر ننگے نظر آتی ہے

مومنہ کا نہ سخن کافر بیدین نے سنا
ہاے اون عرش کے تارونکو ستون سے باندھا
رات بھر دونون کو استادہ رکھا واویلا ❊
صبح دم لیکے چلا اونکو کنار دریا ❊
مومنہ نے کہا یہی ہے مرے مہمان چلے
بولی تقدیر کہ دنیا سے پر ارمان چلے

جب روز روشن ہوا۔ حارث تیرہ دل، روسیاہ نے تیغ و خنجر سنبھالے۔ دونون معصومون کو اپنے آگے دھر لیا اور فرات کی طرف چلا۔ بیوی اوسکی سر و پا برہنہ باحال تباہ فریاد کرتی اور خدا و رسول کیواسطے دیتی پیچھے پیچھے چلی جاتی تھی جب اوسکے نزدیک پہونچتی حارث شمشیر بران اوسکے گلے پر رکھدیتا وہ عورت غریب پیچھے ہٹ جاتی تھی جب وہ لڑکون کو لیکر دور نکلجاتا تو پھر اوس نیکبخت کا دل تڑپھڑاتا اور دیوانہ وار ہے ہے کرتی اور

واویلا مچاتی اوسکے پیچھے دوڑتی اسی طرح افتان وخیزان یہ لوگ لب فرات پہونچے - حارث کا ایک غلام تھا جسکی ماں کا دودھ حارث کے بیٹے نے پیا تھا - دریا کنارہ وہ بھی آگیا حارث نے ننگی تلوار اوسکے ہاتھ مین دیکر کہا کہ ان دونون لڑکون کے سر تن سی جدا کردے

دی ستمگر نے غلام حبشی کو تلوار — بھون چڑھا کر کہا - ہان - دونونکے سر تن سے اوتار
سر جھکا کر یہ چلے ساتھ نہ کی کچھ تکرار — پھر کنارہ مین چپکے سے کہ کیون ای دیندار
ہے یہ بشرہ سے عیان عارف اللہ ہے تو — صاحب دلدل و قنبر سے بھی آگاہ ہے تو

عرض کی اوسنے مین ہون مالک قنبر کا غلام — قبلہ و کعبہ محمد ہے نبی اور وہ امام
سنکے وہ بولے غلام حبشی کا یہ کلام — قتل پر اونکے نواسونکے اوٹھاتا ہے حسام
حیف فرعون کے آگے تجھے موسی بھولا — اپنے آقا کی اطاعت مین وہ آقا بھولا

توبہ کرتا ہوا قدمون پہ گرا وہ ششدر — عرض کی بخشو مجھے بہر خدا اے داور
مین نہ اس رشتہ سے واقف تھا بروح حیدر — گر کہو پانی تو موجود کرون مین لاکر
بولے وہ کام نہ پانی سے نہ ہے دریا سے — سنتے ہین نہر پہ عباس موے ہین پیاسے

نہر مین کود پڑا پھینکدی اوسنے شمشیر — کہا حارث نے کہ آقا کی نہ سمجھا توقیر
وہ پکارا کہ غلام اوسکا ہون مین او بے پیر — کل کا آقا کیا خالق نے جسے روز غدیر
ان یتیمون کو امان دے تو نکل آتا ہون — پھر ابھی تیری غلامی مین بجا لاتا ہون

پھر مخاطب ہوا فرزند سے وہ خانہ خراب — تیغ اوٹھا کر وہ جوان ساتھ چلا اونکے شتاب
دیکھکر دبدبہ اوسکا کیا دونون نے خطاب — حیف یہ سن شباب اور جہنم کا عذاب
حلق سادات سے تلوار جو مل جائیگی — قبر حیدر کی نجف مین ابھی ہل جائیگی

اوسنے پوچھا تمہین حیدر سے قرابت کیا ہے — ہاتھ اوٹھائے سوی کعبہ - کہ وہ جد اپنا ہے

عرض کی اوسنے کہ بندہ تو غلام اونکا ہے	حیدری پنجتنی سب مین نسب میرا ہے
کہکے یہ داخل دریا وہ خوش اعمال ہوا	زنگ سے آئنہ پتھر سے جدا لعل ہوا

جناب مولانا کمال الدین حسین واعظ کاشفی صاحب تفسیر حسینی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہین کہ غلام نے حارث کے ہاتھ سے تلوار لیلی اور کہا۔ اے خواجہ ان دونون بیگناہ بچون کو مارنا اچھی بات نہین۔ حارث نے اوسے گالی دی اور کہا کہ مردود مین جو کہتا ہون وہ کر۔ غلام نے جوابدیا کہ مین انہین قتل نہین کر سکتا مجھے روح مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے۔ حارث بولا۔ اگر تو ایسا نکریگا تو مین تجھے مارے ڈالتا ہون۔ غلام اوسوقت آپے سے باہر ہوگیا اور بولا کہ اے شقی۔ تو مجھے کیا ماریگا مین اسی تلوار سے تیرا کام تمام کئے دیتا ہون۔ حارث سپاہی اور جنگ آزمودہ آدمی تھا لپک کے غلام کے بال پکڑ لئے غلام نے ہاتھ بڑہا کے آقا کی ڈاڑہی تھامی اور اپنے آگے کہینچ لیا۔ حارث گر پڑا۔ غلام چاہتا تھا کہ اوسے زخمی کرے مگر حارث نے زبردستی کر کے اوس سے تلوار چہین لی۔ پہر غلام نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی اور آقا پر حملہ کیا۔ حارث نے اوسکی ضرب کو ڈہال پر روک کے تلوار ماری۔ سیدہا ہاتھہ غلام کا الگ جا پڑا۔ غلام نے بائین ہاتھہ سے آقا کا گریبان پکڑا اور دونون گلتھپ ہوگئے۔ اسوقت حارث کی بیوی اور بیٹا بہی وہان آے۔ بیٹے نے یہ حال دیکھکے باپ کو ملامت کی اور کہا۔ یہ میرا دودہ شریک بہائی ہے تجھے اسکے مارنے سے شرم نہین آتی۔ اسے چہوڑ دے۔ حارث نے بیٹے کی ایک نہ سنی۔ تلوار تان کے غلام کے پیچھے پڑا اور ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ مرگیا۔ بیٹا بولا۔ اے مردود مین نے تجھ سے زیادہ سنگدل کوئی آدمی نہین دیکھا۔ حارث نے بیٹے سے کہا۔ زیادہ چون وچرا اچھی نہین یہ تلوار لے اور ان دونون بچون کے سر اوتار لے۔ بیٹے نے کانون پر ہاتھہ رکھکے جوابدیا۔ واللہ

مجھ سے ایسا نہو سکیگا اور مین تجھے بھی ایسا نہ کرنے دونگا۔ لڑکے کی مان نے بھی بیقرار ہو کے کہا۔ بیٹا مین تیرے واری۔ ایسا ہی کر جیسا کہ تو کہتا ہے۔ للّٰلہ یہ معصوم ضایع نہ ہون۔ آل رسول ہین۔ اگر تم دونون کو انہین رہا کر دینا منظور نہین ہے تو انکو زندہ ابن زیاد کے پاس پہونچا دو۔ وہ جو چاہیگا انکے ساتھ کریگا اور تم دونون کو جو وہان سے ملنا ہوگا ملجائیگا اپنی ہوس پوری کر لینا۔ حارث بولا مین ہرگز انکو زندہ ساتھ لیکر شہر مین نہ گھسونگا وہان بہت سے لوگ انکے خیر خواہ ہین زبردستی مجھ سے چھین لینگے اور اتنی کوشش میری رائگان جائیگی اور کچھ ہاتھ بھی نہ آئیگا۔ یہ کہکے حارث نے خود تلوار سنبھالی اور شہزادون کے قتل کا ارادہ کیا وہ رونے لگے اور فرمایا کہ اے بے پیر ہماری یتیمی اور غریبی پر رحم کر اور بیکسی اور درماندگی پر ترس کھا

سنگ را دل خون شود از نالہاے زار ما		این دل فولاد تو یکذرہ سوہانگیر نیست

حارث نے اونکی باتون کی طرف اصلا توجہ نکی اور اونکے سر تن سے اوتارنے کو دوڑا بیوی دوڑ کے اوس سے لپٹ گئی اور کہا۔ اے سنگدل۔ روز قیامت سے ڈر اور ان بچون کو چھوڑ دے۔ حارث کو غصہ آیا اور ایک ہاتھ بیوی کے بھی رسید کیا وہ سخت زخمی ہو کر زمین پر گر پڑی۔ بیٹے نے مان کا یہ حال زار جو دیکھا اور سمجھا کہ وہ شقی دوسرا ہاتھ مار کے اوسکا کام تمام کرنے کو ہے فورا گیا اور پدر نامہربان کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ ہوش مین آؤ اور آتش غضب کو آب حلم سے ٹھنڈا کرو۔ ان بچون کے مارنے سے تمہین کچھ حاصل نہ ہوگا حارث نے جھلا کے ایک ہاتھ ایسا دیا کہ بیٹے نے پانی بھی نہ مانگا وہین ٹھنڈا ہو کے رہگیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون عورت کو زخم کے باعث طاقت نشست و برخاست نرہی تھی مگر بیٹے کا سر تن سے جدا دیکھکے خوب ہی رولی پیٹی چلائی اور فریاد و واویلا مچائی۔

حارث سنگدل نے کچھ بھی نہ سنا اور شہزادون کے پاس پہونچا۔ اون معصومان مظلوم نے

کہاکہ ہمین زندہ ابن زیاد کے پاس لیچل وہ جو چاہیگا کریگا - حارث کہنے لگا کہ مین تمہاری ترکیب سمجہا - تم یہ چاہتے ہو کہ مین تمہین لیکر شہر مین گہسون اور تمہارے حمایتی جمع ہو کے تمہین مجہ سے چہین لین اور مین یون ہی ٹاپتا رہجاؤن - بچون نے کہا کہ اگر تجہے مال و زر کی تمنا ہے تو ہمارے بال تراش کے ہمین بازار مین بیچ لے اور قیمت اپنے صرف مین لا وہ کمبخت اڑ گیا کہ نہین مین تو جان ہی سے مارونگا لڑکے بولے ہماری طفلی اور یتیمی پر رحم کر - حارث نے جوابدیا - میرے دل مین ذرا بہی رحم نہین - شہزادون نے فرمایا - خیر جو مرضی الہی - ہمین اتنی مہلت دے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑہ لین - وہ شقی بولا - واللہ مجہ سے یہ بہی نہو سکیگا - بچے کہنے لگے کہ جس خدا کا نام تو نے ابہی لیا ہے اوسی کیواسطے ہمین چہوڑ دے تاکہ ہم اوسے سجدہ کرلین - حارث بولا ہرگز ایسا نہین ہوسکتا - بچون نے فریاد بلند کی اور کہا - وائے برباد گرفتاری ماکوئی ہماری حمایت کو نہین آتا نہ کوئی یاری کرنے والا اور غمخوار ہے ارے مردود - تجہے ہم سے کیسی دشمنی ہے جو کسی طرح جاتی ہی نہین

پہر وہ ظالم ہوا خود قتل پہ اونکے تیار
سنگ پر سانے مظلومون کے رگڑی تلوار

دیکہکر اونکی طرف اونگلیون پہ دیکہی وہ دہار
تیغ تولے ہوئے معصومون پہ چہایا خونخوار

پہلے سر کاٹ دیا چہوٹے کو بڑے بہائی نے
موت نے اسکو بٹہایا اوسے تنہائی نے

بڑہکے چہوٹے نے کہا سنتا ہے او اہل جفا
جب سے بابا موئے کہتا ہون مین انکو بابا

یہ مرے قبلہ و کعبہ ہین مین خادم انکا
انکے قدمون پہ مین سر رکہتا ہون تو تیغ لگا

دیر لگنے کی نہین خاتمہ اک بات مین ہے
سر مرے پاس ہے تلوار ترے ہات مین ہے

کی بڑے بہائی نے قاتل کی یہ منت اوس آن
سر مرا پہلے قلم کر تو بڑا ہے احسان

چہوٹے بہائی پہ مین قربان مرا سر قربان
کوئی حسرت نہین باقی ہے یہ ہے اک ارمان

شوق سے اور ہر اک صدمہ و انداز دکھلا
پر نہ بھیا کا مجھے ننھا سا لاشا دکھلا

سر بڑے بھائی کا پہلے کیا قاتل نے جدا
دوڑ کر بھائی کے لاشہ سے برادر لپٹا
پھر تڑپکر طرف قبلہ پڑا وہ لاشا ٭
پیٹ کر منہ کو یہ چلایا کہ بھائی یہ کیا ٭
ہاے حضرت نہیں کچھ بولتے ہم روتے ہیں
ہم گلے ملتے ہیں اور آپ جدا ہوتے ہیں

آئی اوس لاش کے حلقوم بریدہ سے صدا
اے مرے بھائی میں قربان میں صدقہ میں فدا
تیرے آغوش سے کیونکر نہوں اسوقت جدا
گود پھیلاے کھڑی ہیں یہ جناب زہرا رض
مجھکو لپٹا کے گلے پیار سے غش ہوتی ہیں
خون چہرہ پہ مرا ملتی ہیں اور روتی ہیں

یہ وہ سنتا تھا کہ سر ہو گیا اوسکا بھی قلم
لاش ننھی سی تڑپنے لگی اے وای ستم
دونوں لاشوں کو ستمگر نے بہایا باہم ٭
زہرۂ مردم آبی ہوا پانی اوس دم ٭
ڈوب کر نہر میں کوثر کے کنارے پہونچے
آئی حیدر کی صدا پاس ہمارے پہونچے

حارث جفاکار نے دونوں شہزادوں کے سر ہاے مبارک توبرہ میں رکھکے قربوس زین سے باندھے اور ابن زیاد کے پاس لیچلا۔ دوپہر کو وہاں پہونچا۔ دیکھتا کیا ہے کہ دیوان مظالم قایم ہے۔ اس نے بھی توبرہ لیجا کے اوسکے سامنے رکھدیا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔ حارث بولا۔ آپکے دشمنوں کے سر نذر کو لایا ہوں۔ مجھے انعام و جاگیر مرحمت ہو۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان سروں کو دہو کے اور خاک و خون سے پاک کر کے طشت میں میرے سامنے لاؤ دیکھوں تو کن کے سر ہیں۔ جب سر دہو پونچھکے اوسکے روبرو رکھے گئے تو ابن زیاد نے دیکھا کہ رخسار ہاے انور مانند قرص ماہ کے اور گیسوان معنبر مثل مشک سیاہ کے ہیں۔ پوچھا۔ حارث کیا تو سورج اور چاند کو شکار کر لایا ہے۔ اوسنے ہاتھ باندہ کے عرض کی۔ نہیں حضور یہ فرزندان مسلم بن عقیل کے سر ہیں۔ ناظرین! ملاحظہ ہو

کہ جادو وہی ہے جو سر پہ چڑھکے بولے - ابن زیاد نے اتنا سنا اور سینہ پر دو ہتڑ مار کے
زار و قطار رونے لگا - اوسکا رونا تھا کہ سارا دربار جو بہرا بیٹھا ہی رہتا تھا پھوٹ پھوٹ کے
ڈاڑہیں مارنے لگا اور آہ و فغان کی صدا آسمان تک پہونچی -

تھوڑی دیر کے بعد ابن زیاد نے حارث کی طرف مخاطب ہو کے کہا - اے لعین
تجھے ذرا بھی خدا کا خوف نہوا اور عقوبت حق سبحانہ تعالے کا کچھہ خیال نہ آیا جو انکے رخسارہائے
دلاویز اور گیسو ہائے عنبر بیز پر رحم آتا - مین نے یزید کو لکھا تھا کہ دونون لڑکون کو مین نے
نظر بند کر رکھا ہے انکی نسبت جو حکم ہو وہ کیا جائے - اب اگر اوسنے لکھہ بھیجا کہ اونہین میرے
پاس روانہ کرو تو مین کیا جواب دونگا - تو دونون کو زندہ ہی میرے پاس کیون نہ لے آیا - حارث نے
جواب دیا کہ مین لڑکون کو زندہ ساتھہ نہین لا سکتا تھا - شہر کے عوام الناس غوغا کر کے مجھہ سے
چھین لیتے اور مین بے نیل و مرام رہجاتا - آپ مجھے کچھہ انعام و اکرام ندیتے - ابن زیاد بولا - اے
ملعون - تو انکو کسی محفوظ جگہہ مین قید کر آتا اور مجھے خبر کر دیتا مین فوج بھیجکے منگوا سکتا تھا - یہ سنکے
حارث سے کچھہ جواب نہ بنا خاموش ہو رہا -

پھر ابن زیاد درباریون کی طرف متوجہ ہوا - اونمین ایک شخص مقاتل نام محب اہلبیت اطہار
تھا ابن زیاد کو بھی اوسکے عقیدہ سے آگہی تھی مگر تجاہل عارفانہ کر کے اوس سے مزاحم نہین
ہوتا تھا کیونکہ مقاتل نہایت عقیل اور ابن زیاد کا اعلیٰ ترین ندیم تھا - ابن زیاد نے مقاتل کو
اپنے سامنے طلب کر کے حکم دیا کہ حارث کو لب فرات لیجا کے جہان یہ دونون لڑکے
مارے گئے ہون وہین اسکو جس خواری اور زاری سے چاہو قتل کرو - ان سرون کو بھی
لیتے جاؤ دریا مین ڈالدینا - مقاتل جامہ مین پھولا نہ سمایا اور اپنے ہم خیالون اور ہم مذہبون کو
ساتھہ لیکر بولا - اگر عبید اللہ بن زیاد یزید کی سلطنت مجھے دیدیتا تو بھی مین ایسا خوش نہوتا جیسا کہ اس

کام کی سپردگی سے ہوا ہون چلو آج کچھ تو دل کا بخار نکلیگا۔

الغرض مقاتل نے حکم دیا کہ حارث کی مشکین کسلوا اور سر و پا برہنہ کرکے بازار مین تشہیر کرتے لیچلو اور یہ سر کوفیون کو دکھاتے جاؤ۔ جو اون مظلومون کے سر دیکھتا تھا گریبان چاک کر ڈالتا تھا۔ تمام کوفہ مین ماتم کی صدا سے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی اور حارث کے اوپر چارون طرف سے خار و خس دھول مٹی۔ پتھر اور اینٹون کی بوچھار پڑ رہی تھی۔ اس صورت سے مقاتل اور اوسکے ساتھی شہزادون کے مقتل تک اوسے لے گئے۔ دیکھتے کیا ہین کہ وہان ایک عورت بھی سخت مجروح پڑی سسک رہی ہے اور ایک نوجوان مانند سرو آزاد مرا ہوا پڑا ہے۔ غلام کا قیمہ قیمہ سب سے جدا افتادہ ہے۔ یہ ماجرا دیکھکے لوگ بہت گھبرائے اور حارث سے پوچھا۔ یہ کیا ہے اوس نے کچھ جواب ندیا۔ عورت غریب نے آنکھین وا کرکے پہلے تو فرزندان مسلم پر اور پھر اپنے بیٹے پر بین کرکے کہا کہ مین اس حارث بدبخت کی بیوی ہون۔ مین اسکو اس کام سے باز رکھنا چاہتی تھی۔ اس ملعون نے مجھے بھی زخمی کیا اور چاہتا تھا کہ مار ڈالے مگر میرا بیٹا اور غلام جو میرے ہم مذہب تھے مجھے بچانے دوڑے اس نے دونون کو قتل کیا۔ اب شکر ہے خدا کا کہ ان بے گناہ لوگون کے قتل کی سزا اسکو ملگئی۔ پھر شوہر کی طرف مخاطب ہو کے بولی۔ اے لعین۔ تو نے دنیا کی طمع سے فرزندان مسلم کو ناحق شہید کیا اوسکی سزا بھگت مین بہت خوش ہوئی۔ پھر مقاتل سے کہا کہ اے مسلمان دیندار اس ملعون پر ہرگز ہرگز رحم نکرنا۔

حارث نے مقاتل سے کہا کہ مین دس ہزار اشرفیان تمھین دیتا ہون مجھے چھوڑ دو مین جلا وطن ہو جاؤنگا اور اس ملک مین کہین نظر نہ آؤنگا۔ مقاتل نے جواب دیا کہ دس ہزار اشرفیان تو درکنار اگر تمام دنیا سونا ہو جائے اور وہ تو مجھے دیدے تو بھی مین تجھے زندہ نچھوڑونگا۔ جسطرح تو نے ان بیکسون پر رحم نہین کیا ہے تجھپر بھی رحم نہین کیا جائیگا۔ تیرے قتل سے مجھے امید ہے کہ خدا میرے

سب گناہ بخشدیگا اور مین دونون جہان مین سرخرو ہونگا۔

پس حضرت مقاتل گھوڑے سے اوتر پڑے اور فرزندان مسلم کا خون وہان پڑا دیکھکے سر پیٹ لیا خون کے آنسو بہائے۔ بڑی واویلا مچائی اور اونکے خون پر پچھاڑین کھائین۔ پھر ہاتھ اوٹھا کے خدا تعالے سے آمرزش طلب کی اور شہزادون کے سرون کو پانی مین ڈالدیا۔ فوراً بے سر لاشے پانی سے باہر نکل آئے اور سر اپنے اپنے جسم سے جا لگے۔ دونون بہائیون نے ایک دوسرے کے گلے مین باہین ڈالین اور لپٹ کے پھر پانی مین واپس گئے۔ ایک روایت مین یون بہی آیا ہے کہ جب جسم پانی سے نکل آئے اور سر اپنے اپنے تن سے جا لگے تو مقاتل نے وہین قبر کہدوا کے دونون کو دفن کردیا چنانچہ زائر لوگ وہان جاتے ہین اور مرقد انور کی زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔

پھر مقاتل نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ پہلے حارث کے دونون ہاتھ کاٹو۔ جب ہاتھ کٹ چکے تو حکم دیا کہ اب پیر قطع کئے جائین۔ پھر دونون کان الگ کئے اوسکے بعد آنکھین نکلوا کے پیٹ چاک کرایا اور عضو ہاے بریدہ کو پیٹ مین بھر کے اوسے سلوا دیا اور لاش کو تختہ پر باندہکے پانی مین ڈالا مگر پانی نے قبول نہین کیا لاش کنارہ آلگی۔ جب تین بار ایسا ہی ہوا تو گڑہا کھود کر لاش کو اوسمین ڈالکے اوپر سے پتھر اور اینٹین بھر دین اور مٹی بچھا کے زمین ہموار کردی گئی جب یہ لوگ اپنی سی کر چکے تو زمین نے بھی لاشہ کو لقمہ حرام کی طرح اوگلدیا۔ یہ عمل بہی تین بار کیا گیا مگر تینون دفعہ لاشہ اوپر تہا معلوم ہوا کہ پانی اور زمین دونون اسے قبول نہین کرتے۔ آخر ہار کے ادہر اودہر سے خشک لکڑیان جمع کین اور اونہین خوب بھڑکا کے شعلہ مارتی آگ مین اوسے جھونکدیا۔ جب وہ خاک سیاہ ہوگیا تو راکھ ہوا مین اڑا دی گئی۔

بعد اسکے دو جنازے تیار کرکے حارث کے بیٹے اور غلام کو اون پر رکھا اور کوفہ کے باب

بنی خزیمہ پرلا کے پرخون کپڑون مین اونکو دفن کردیا - محبان اہلبیت نے شہزادون کے ماتم مین پوشیدہ مجالس عزا قایم کین -

دریغ و درد کہ آن ہر دو نوجوان رفتند		بصد ملامت و حسرت ازین جہان رفتند	
غم یتیمی و غربت نبود شان درخورد		بجانب پدر خویشتن روان رفتند	

اس جگہہ ہمین اپنے ناظرین کو یہ بات بتانا منظور ہے کہ اکثر لوگون نے تو یہ لکھا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالے عنہ کے فرزند اپنے والد ماجد کے بعد شہید ہوے اور بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت مسلم کے بعد حادثہ جانکاہ کربلا کے پیچھے قتل ہوے یعنی جناب امام حسین رض بھی اون دونون صاحبزادون سے قبل شہید ہوچکے تھے - بعضون نے یون لکھا ہے کہ حضرت مسلم اور دونون صاحبزادے ایک ہی دن اور ایک ساتھہ شہید ہوے - چنانچہ تقریر الشہادتین مین مسطور ہے کہ جناب مسلم کوفہ مین جا کے مختار بن عبید ثقفی کے مکان پر فروکش ہوے - چالیس ہزار آدمیون نے اونکے ہاتھہ پر امام حسین رض سے بیعت کرلی - اونہون نے یہ کیفیت امام حسین رض کو لکھکے اونہین بلا بھیجا - نعمان بن بشیر حاکم کوفہ ظاہر مین تو لوگون کو فہمائش کرتے تھے کہ امام حسین رض سے بیعت نکرو اور یزید کے مخالف نہ ہو مگر باطن مین حضرت مسلم کی مدد کرتے تھے - یزید کے اخبار نویسون مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو اطلاع دی - نعمان بن بشیر معزول ہوے اور عبید اللہ بن زیاد حاکم بصرہ اونکی جگہہ متعین ہوا - اوسنے مسلم بن عقیل کی جماعت کو متفرق کردیا یہانتک کہ نماز مغرب مین پانچسو آدمی آپکے مقتدی تھے - جب آپنے سلام پھیرا تو ایک بھی نظر نہ آیا - ناچار آپ طوعہ کے گھر مین پناہ گزین ہوے طوعہ کا بیٹا محمد بن اشعث کا ہواخواہ تھا اوسنے خبر کردی - ابن زیاد نے عمرو بن حریث کوتوال کوفہ و محمد بن اشعث کو جماعت کثیر کے ساتھہ حضرت مسلم کی گرفتاری کو بھیجا اونہون نے شجاعت ہاشمی خوب ہی دکھائی اور بہت سے

اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ اون دونون مکارون نے فریب وخدع سے امان مانگی حضرت مسلم اپنے حلم ومروت سے برسر رحم آے اور لڑنا موقوف کرکے مع دونون صاحبزادون کے اون لوگون کے ساتھ ہو لئے۔ وہان ابن زیاد نے پہلے سے حکم دے رکھا تھا کہ جب مسلم دروازہ مین قدم رکھین فوراً قتل کردینا۔ دربان ننگی تلوارین ہاتھون مین لیکے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ حضرت مسلم نے جب دروازہ پر قدم رکھا تو یہ آیت پڑھی رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ دربانون نے دونون طرف سے تلوارین چھوڑدین اور آپکو اور آپکے دونون صاحبزادون کو شہید کرڈالا سران مظلومون کے نیزون پر رکھکے کوچہاے کوفہ مین دربدر پھراے۔ یہ سانحہ تیسری ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے

شہید مسلم بیکس ہوے ہزار افسوس	فرشتے کرتے تھے اس غم سے بار بار افسوس
مین کسطرح سے کرون شرح ظلم ابن زیاد	کیا نہ حال پہ مسلم کے زینہار افسوس
شقی نے کچھہ بھی نہ غربت کا اونکے پاس کیا	چلائی حلق پہ شمشیر آبدار افسوس
کچھہ انتہا ہی نہ تھی اونکے ظلم کی یارو	ادہر اکیلے اودہر فوج بیشمار افسوس
یتیم بچون کو مارا ترس نہ کچھہ کھایا	ڈرے خدا سے نہ کچھہ وہ سیاہ کار افسوس
وہ روز حشر خدا کو جواب کیا دینگے	یزیدیان شقی وستم شعار افسوس

جناب امام ہمام رضی اللہ عنہ کا کربلا مین پہونچنا

راویان برشتہ جگر اور مورخان ششدر ومضطر حال اس واقعہ جانسوز کا یون تحریر فرماتے ہین کہ جسدن کوفہ مین جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہوے اوسی دن جگر گوشہ بتول سوار دوش رسول یعنی جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ حضرت مسلم کا خط دیکھکر قافلہ اہلبیت کے ساتھ مکہ سے کوفہ روانہ ہوے۔

حضرت عبداللہ بن عباس - جناب عبداللہ بن عمر - جابر - ابوسعید خدری اور ابو واقد ی اور
دیگر صحابۂ اجلہ نے مجتمع ہو کر امام ہمام سے کہا کہ آپ کوفیون کے قول و فعل کا ہرگز اعتماد نہ کرین یہ خانہ
خدا ہے یہان سے قدم باہر نکالنا آپ کے حق مین اچھا نہوگا - خدا جانے وہان کیا افتاد ہو اور
کیا معاملہ پیش آئے - ان کوفیون نے جو کچھ آپ کے والد بزرگوار اور برادر عالی مقدار کے ساتھ کیا
وہ آپکو خوب معلوم ہے - حضرت - کوفہ والے بڑے دغا باز اور نہایت بد عہد ہین آپ اونکی ایک نہ سنین
اور خیر - اگر آپ نہین مانتے تو تن تنہا تشریف لیجائیے بال بچون اور اہلبیت کو یہین چھوڑ جائیے خصوصاً
عبداللہ ابن عباس نے آپکے روکنے مین بہت اصرار کیا جب آپ نمانے تو لوگون کو رنج ہوا اور اشک
بہانے لگے - حضرت امام ہمام نے بڑے بڑے صحابہ کو اپنی مفارقت سے مغموم دیکھکے مجبوراً راز
سربستہ کو ظاہر کیا اور فرمایا کہ اے صاحبو مین آپکے فرمانیکو بسر و چشم بجالاتا مگر مجبور ہون مین نے
اپنے والد ماجد اور اونہون نے جناب سرور کائنات علیہ التحیتہ والصلوٰۃ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے
تھے - ایک بکری مکہ مین ذبح کی جائیگی اور اوسکے ذبح ہونے سے خانہ کعبہ کی بڑی بے حرمتی ہوگی
پس جسدن سے مین نے یہ حدیث سنی ہے اوسی دن سے ڈر رہا ہون کہ خدا وہ بکری مجھے
نہ بنائے - اسلیے خود ہی مکہ سے نکلا جاتا ہون تاکہ جو کچھ ہو باہر ہو جائے میرے باعث سے
کعبہ کی بے وقری نہو - اس حدیث کا مفصل حال ترجمہ طبری اور ترجمہ صواعق اور دیگر کتب معتبرہ
مین مذکور ہے - عبداللہ بن زبیرؓ اس حدیث کے مصداق ہوئے کیونکہ وہ مختار ثقفی کے مقابلہ مین
حرم شریف کے اندر شہید ہوئے - اوس معرکہ مین کعبہ کی نہایت بے حرمتی ہوئی -

اللہ اللہ خانہ کعبہ کا کتنا ادب ملحوظ خاطر عاطر تھا کہ اوسکی بے عزتی کے خیال سے بے وطنی اور
بیکسی کی موت بہتر تصور فرماتے تھے جب صحابہ کو اس راز مخفی سے آگاہی ہوئی تو سب خاموش
ہو رہے کسی نے شکایت کا موقع ندیکھا - چنانچہ حضور تیسری ذی الحجہ کو معہ اہلبیت اور بیاسی اعزا

اور رفقا کے کوفہ روانہ ہوئے۔

اثنائے راہ مین خبر ملی کہ کوفیون نے بدعہدی کی اور ابن زیاد نے جناب مسلم اور اونکے دونون صاحبزادون کو شہید کرادیا۔ جماعت مسلم متفرق ہوگئی۔ کسی نے اونکا ساتھہ نہین دیا۔ حضرت امام ہمام نے صرف اسواسطے کہ دنیا عالم اسباب ہے یہان ظاہری اسباب کی رعایت ضرور چاہئے مکہ واپس ہونیکا قصد کیا۔ ساتھیون سے فرمایا کہ جب کوفیون سے کوئی امید نہین رہی تو اب وہان جانا خلاف مصلحت ہے۔ چلو۔ مکہ لوٹ چلین۔ برادران حضرت مسلم کے خون نے جوش مارا اور تیوری چڑھا کے کہنے لگے۔ یا حضرت۔ آپ واپس تشریف لیجائین آپکو اختیار ہے کسی کی مجال نہین کہ حضور کا سد راہ ہو ہم البتہ نہ پھرینگے اور کوفہ ہی جائینگے وہان پہونچکے یا تو دشمنون سے اپنے بھائی اور بھتیجون کا بدلہ لینگے یا ہم سب بھی مارے جائینگے۔ جب جناب امام ہمام نے حضرت مسلم کے بھائیون سے یہ بات سنی تو فرمایا لاخیر فی الحیوٰۃ بعدکم یعنی تمھارے بعد زندگی کا کیا مزہ ہے۔ بسم اللہ جو ہو سو ہو چلے چلو۔

روایت ہے کہ جناب امام حسین رض مکہ سے روانہ ہوکے جب مقام صفاح مین پہونچے ہین تو فرزدق شاعر کوفہ سے آتا ہوا آپکو ملا حضور نے اوس سے کوفہ کا حال دریافت کیا اوسنے عرض کی میری راے یہ ہے کہ کوفیون کے دل تو آپکے ساتھہ ہین مگر اونکی تلوارین بنی امیہ کے ساتھہ ہین اور قضا و قدر آسمان سے نازل ہورہی ہے واللہ یفعل ما یشاء جناب امام نے جواب دیا۔ اے ابا فراس قضا کو کوئی نہین روک سکتا۔ جب آپ وہان سے چلکے بطن الرمہ پہونچے تو قیس بن مسہر کو ایک خط دیکے کوفہ بھیجا۔ مضمون اوس خط کا یہ تھا کہ مسلم بن عقیل کا خط ہمارے پاس آیا۔ معلوم ہوا کہ تم میرے خلیفہ ہونے کے متمنی ہو اور چاہتے ہو کہ مین تمھارے شہر مین آجاؤن۔ خدا تمھین جزاے خیر دے اور میرے حق مین تمھاری کوششون کو ضایع نکرے

مین عنقریب تمہارے پاس پہونچتا ہون خاطر جمع رکھو قیس آپکا یہ نامہ کوفیون کے نام لیکر جب
قادسیہ مین پہونچے تو وہان حصین بن نمیر کو ایک جماعت کثیر کے ساتھہ پڑے دیکھا۔ باعث
اسکا یہ تھا کہ جب امام حسینؓ مکہ سے بعزم کوفہ باہر نکلے تو ابن زیاد کے اخبار نویسون نے ابن زیاد
کو اونکی روانگی کی خبر دی۔ یہ خبر سنتے ہی ابن زیاد نے سب راستون پر اپنی چوکیان بٹھادین اور
جابجا تجربہ کار اور جنگی سپاہی متعین کردئے کہ امام حسینؓ کے ہر فعل اور کارروائی کی خبر رکھی جاے
اسی لئے حصین بن نمیر وہان معہ اپنے لشکر کے پڑا تھا اوس نے قیس بن مسہر کو گرفتار کرکے
کوفہ بھیدیا اور ابن زیاد نے اونھین مکان کے اوپر سے گرواکے شہید کرادیا۔

جب جناب امام حسینؓ ذات عراق مین پہونچے تو بشیر بن غالب ملے۔ آپنے اون سے
پوچھا کہ کوفہ کا کچھہ حال سناؤ۔ بشیر نے جواب دیا کہ یا ابن رسول اللہ آپنے الکوفی لا یوفی
بھی سنا ہے یا نہین۔ آپنے فرمایا سچ ہے۔ وہان سے روانہ ہوکے جب اگلی منزل مین
قیام ہوا تو ایک بلندی پر خیمہ نصب دیکھا۔ آپنے صاحب خیمہ کا نام دریافت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ
زہیر بن القین البجلی حج کرکے آیا ہے اور کوفہ جاتا ہے یہ خیمہ اوسکا ہے۔ آپنے زہیر کو طلب
کیا وہ بڑے تامل کے بعد خدمت امام مین حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا اے زہیر۔ کچھہ خدا کی محبت
مین کوشش کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ زہیر نے التماس کی۔

سرے کہ پیش تو بر آستانِ خدمت نیست		سریست آنکہ سزاوار تاج عزت نیست

مین مدت سے اسی آرزو مین تھا آج ؏۔ منت خداے راکہ رسیدم بکام خویش۔
پھر حضور کے پاس سے باہر آکے اپنے لوگون سے کہا کہ میرا خیمہ بھی امام حسینؓ کے خیمہ کے
پاس نصب کردو۔ اپنے ساتھیون سے مخاطب ہوکے کہا کہ تم مین سے جسے شہادت کی
تمنا ہو وہ میرے ساتھہ رہے اور جو وطن جانا چاہتا ہو وہ اپنے گھر چلا جاے۔ یہ سنکر اوسکے

بہت سے ساتھی کوفہ چلدئے ۔ اوسوقت زہیر نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا کہ مین امام حسینؓ کے خادمون مین شامل ہوگیا ہون تو میرے مال مین سے اپنا حق لیلے اور اپنے میکے چلی جا۔ ایک روایت یون ہے کہ زہیر نے اوسے طلاق دیکے اوسکے بھائی کے ساتھہ کوفہ بھیجدیا ایک قول یہ بھی ہے کہ بیوی نے کہا کہ تم امام حسینؓ کے خادم ہوکے رہوگے مین فاطمہ زہرا کی صاحبزادیون کی لونڈی بنونگی پس دونون جناب امام حسین کے پاس رہگئے ۔

وہان سے چلکے مقام شقوق مین پہونچے ۔ ایک شخص کوفہ سے آیا ۔ اوسے حضور نے تخلیہ مین طلب فرمایا اور کوفہ کا حال پوچھنے لگے ۔ اوسنے عرض کی کہ حضور مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو شہید کراکے سر اونکے دمشق بھیجے گئے ۔ جناب امام حسینؓ نے سنتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا اور خاموش ہورہے ۔ کسی سے اسکا ذکر نہین کیا ۔

روایت ہے کہ حضرت مسلم کی ایک صاحبزادی اٹھارہ برس کی عمر کی حضور کے ہمراہ تھین آپ اون سے بہت محبت رکھتے تھے اور بڑی نوازش اونپر فرمایا کرتے تھے اوسدن حسب عادت وہ حضور کے پاس آئین معمول سے زیادہ آپنے اونکی خاطر و مدارات کی ۔ اونکا منہ بڑی دیر تک تکتے رہے اور ہاتھہ اپنا بار بار اونکے سر اور منہ پر پھیرا ۔ صاحبزادی کو شک ہوا اور فراست خداداد سے سمجھا کہ آج ضرور کچھہ دال مین کالا ہے ۔ عرض کیا یا ابن رسول اللہ ۔ آج حضور مجھے اس طرح پیار کر رہے ہین جیسا یتیمون کو کرنا چاہیئے ۔ ضرور میرے ابا جان شہید ہوئے صاحبزادی کا یہ بیان سنکے حضور کو ضبط کا یارا نرہا ۔ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے اور فرمایا کہ بیٹا صبر کرو ۔ مین تمہارے باپ کی جگہہ ہون اور زینب تمہاری ماں ہین ۔ میرے بیٹا بیٹی تمہارے بھائی بہن ہین ۔ صاحبزادی نے نالہ و فریاد اور واویلا شروع کی ۔ اوسے سُنکے اونکے بھائی عمامہ سے سر پھینک کے آگئے اور زاری و بیقراری مین کوئی دقیقہ نچھوڑا ۔

جب وہان سے کوچ کر کے زبالہ مین قیام ہوا تو ابن سعد کا خط حضور کے پاس پہونچا۔ مضمون یہ تھا کہ اہل کوفہ نے اپنی جبلی بیوفائی سے حضرت مسلم کو شہید کیا۔ اونکے ساتھ ہانی بن عروہ بھی جہان سے گئے۔ اس خط سے آپکو یقین ہوگیا کہ مسلم اس جہان سے سدہارے۔ جب یہ خبر جناب امام حسینؓ کے لشکر مین شائع ہوئی تو جو لوگ ادہر ادہر سے آکر جمع ہوگئے تھے متفرق ہوگئے۔ وہان سے روانہ ہوکے حضور عالی مقام قصر بنی المقاتل مین رونق افروز ہو کیا دیکھتے ہین کہ ایک خیمہ ایستادہ ہے۔ اوسکے دروازہ سے ایک شمشیر لٹکتی ہے اور سامنے ایک نیزہ زمین پر گڑا ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ صاحب اس سازوسامان کا کون ہے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن الحر الجعفی رئیس کوفہ۔ جو بڑا شجاع و دلیر اور نامی وکامی امراء مین سے ہے۔ جناب امام ہمام نے اوسی کے قبیلہ مین سے ایک صاحب کو جنکا اسم گرامی حسین حجاج ابن مسروق جعفی تھا اوسے بلانے کو بھیجا۔ حجاج نے جاکے حضور کا سلام اوسے پہونچایا اور کہا تمہین امام حسینؓ طلب فرماتے ہین۔ عبید اللہ نے پوچھا کہ مجھے کیون بلایا ہے۔ حجاج نے جواب دیا اسلیے کہ تم اونکا ساتھ دو اور دفع اعداء مین کوشش کرو۔ ثواب عظیم پاؤگے اگر مارے گئے تو شہادت کا درجہ ملیگا۔ عبید اللہ بولا مین اسی واسطے کوفہ سے نکل بھاگا ہون کہ اگر کہین جناب امام وہان پہونچگئے۔ اور مقتول ہوے تو مین بھی کوفیون کے ساتھ راندہ جاؤنگا۔ کوفی تو دولت دنیا کے لالچ سے خاندان نبوت کے دشمن بنکے ابن زیاد سے ملگئے اور مال فانی کو نعیم جاودانی پر ترجیح دیچکے مگر مین نہ اون سے لڑنے کی طاقت رکھتا ہون نہ اونکی موافقت پسند کرتا ہون۔ وہان سے الگ ہو آیا ہون۔ حجاج نے یہ حال امام ہمام کے حضور مین آکے عرض کردیا۔ جناب امام حسین اوٹھے اور خود عبید اللہ جعفی کے پاس تشریف لے گئے۔ ابن الحر تعظیم وتکریم بجالایا اور حضور کو صدر مین بٹھا کے خود دست بستہ روبرو کھڑا ہوا۔ ارشاد ہوا کہ مشاہیر کوفہ نے

نامے اور قاصد بھیج بھیج کے مجھے بلوایا کہ ہم سب تمہارے جان نثار خیر خواہ اور خدمتگذار ہین آپ یہان آیئن اور ہماری سرداری قبول فرمائین۔ اب سنا جاتا ہے کہ اونھون نے گمراہی اختیار کی۔ اے عبید اللہ۔ تو خوب جانتا ہے کہ اس دنیا مین جو بُرا یا بھلا کریگا اوسکا بدلہ عقبیٰ مین پائیگا اسلئے میری درخواست ہے کہ تو میری مدد اور یاری کر۔ قیامت کے دن اپنے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری سفارش کرونگا۔ عبید اللہ نے عرض کیا۔ یقین کلی ہے کہ جو کوئی آپکی تابعداری کریگا آخرت مین سرخرو ہوگا۔ مگر خوب سمجھہ لیجیے کہ کوفی آپکے دشمن ہوگئے ہین وہان کوئی آپکا محمد و معاون نہین۔ آپکے ساتھہ معدودے چند آدمی ہین حالانکہ اونکے لشکر کی گنتی اور شمار نہین خواہ مخواہ حضور ہی مغلوب ہونگے۔ مین ایک آدمی کس شمار و قطار مین ہون اور آپکے حق مین کیا کر سکونگا۔ مجھے اپنا غلام سمجھہ کے آزادی کر دیجیے عمر بھر حضور کا ممنون و مشکور رہونگا یہ ایک گھوڑی بندگان عالی کی نذر کرتا ہون۔ اسکا نام ملحقہ ہے۔ واللہ اسے کوئی نہین پکڑ سکتا اور یہ سبکو پکڑ لیتی ہے۔ ہوا ہے۔ آندھی ہے۔ چھلاوہ ہے۔ آپ اسے قبول فرمائین۔ ع برگ سبز ست تحفۂ درویش۔ اور یہ میری سیف صارم نام بھی حضور پر سے قربان ہے۔ بخدا۔ دنیا مین ایسا ہتیار کسی کو نصیب نہین ہوا ع پائے ملخ زمور سلیمان قبول کرد۔ حضور اوٹھہ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ مین گھوڑی اور شمشیر کے لالچ سے تیرے پاس نہین آیا تھا بلکہ میری یہ غرض تھی کہ تو میرا ساتھہ دیکر مستحق ثواب آخرت ہو۔ جب تو اپنی جان کو مجھہ سے دریغ رکھتا ہے تو تیرا مال لیکر مین کیا کرونگا۔ روایت ہے کہ عبید اللہ جعفی کو اپنے کیے پر مدتون رنج رہا اور اوسی رنج مین اوسنے ایک بڑی طول طویل نظم لکھی۔ ابو المؤید موفق بن احمد مکی نے اپنی تاریخ مین وہ نظم نقل کی ہے جسکے چند شعرون کا ترجمہ فارسی مین یہ ہے۔

زہے حسرت کہ چون شاہِ شہیدان	مرا گفتا قدم درنہ بیاری

چرا ہمراہِ آنحضرت نرفتم	نورزیدم طریقِ حق گذاری
اگر در کربلا می گشتم آنروز	شہیدِ راہ او در دوستداری
بسے بودے بفرداے قیامت	مرا از لطفِ او امید واری
کنون او رفت من از روے تقصیر	بماندہ در مقام شرمساری
بصد زاری دمادم می کشم آہ	ولے سودے ندارد آہ وزاری

روایت ہے کہ جب حضور ثعلبہ یا ثعلبیہ مین جا کے اوترے تو سر اپنا جناب زینب رضی اللہ عنہا اپنی ہمشیر کی گود مین رکھکے سو گئے۔ یکایک روتے ہوے چونکے۔ دوسری ہمشیر ام کلثوم نے پوچھا۔ اے جگر گوشہ مصطفےٰ۔ واے نور دیدۂ علی مرتضیٰ اور اے سرور سینۂ فاطمہ زہرا۔ باعث اس گریہ وزاری کا کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اسوقت مین نے نانا صاحب کو خواب مین دیکھا کہ روتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے میرے لخت جگر حسین۔ تو اب جلد ہمارے پاس آنیوالا ہے۔ ایک اور سوار سامنے میرے کھڑا ہوا کہہ رہا تھا کہ تم موت سے بھاگتے ہو اور موت تمہارے پیچھے پنجے جھاڑ کے پڑی ہے۔ اتنا سنکے میری آنکھ کھلگئی اور جوش گریہ نے چارون طرف سے حملہ کیا۔ حضرت ام کلثوم بھی رونے لگین اور پردگیان حریم عصمت بھی ملول و محزون ہوکر واویلا مچانے لگے۔ اوسوقت جناب علی اکبر نے اوٹھکے التماس کی۔ باباجان۔ مین آپ پر سے قربان۔ ارشاد ہو کہ ہم لوگ حق پر بھی ہین یا نہین۔ حضور نے فرمایا کہ بیشک ہم حق پر ہین اور حق ہمارے ساتھ ہے۔ پس شہزادہ عالم و عالمیان بولے تو کچھ پرواہ نہین یہ سر راہ حق ہی کے لئے ہین۔

وہان سے چلکے منزل قطقطانہ مین قیام ہوا۔ وہان پر حضور نے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ اے صاحبو۔ مین تمہین اجازت دیتا ہون۔ جہان تمہارے جی مین آئے چلے جاؤ۔ کوفیون نے مجھ سے بیوفائی کی اور مسلم بن عقیل کو شہید کر ڈالا۔ اون کے نزدیک اگر دشمن ہون

تو مین ہون تمہاری کوئی خطا نہین۔ تم سے یہ لوگ ہرگز متعرض نہونگے تم بخوبی اپنے گہر جا سکتے ہو یہ مصیبت مجہپر ہے۔ تم میری آئی مین کیون جان دیتے ہو۔ یہ سنکر جو لوگ ثابت قدم نہ تھے رفو چکر ہوے۔ صرف فرزند و برادر و چند عزیز و اقارب اور تہوڑے سے اور لوگ باقی رہگئے۔ اون سے بھی حضور نے فرمایا کہ اے دوستو میرے رشتہ دارونکو مجہسے اور مجھے رشتہ دارون سے راہ گریز نہین مگر تم کیون میرے لئے اپنی جانین کہوتے ہو۔ وفاداران حق گذار اور ہواخواہان سید مختار متفق اللفظ ہوکر بول اوٹھے۔ اے ابن رسول اللہ۔ یہ تو ایک جان ہے اگر ہزار جانین ہوتین تو بھی آپکے قدمون کی خاک پاک پر نثار کردیتے۔ آپ آسمان ولایت کے ماہ اور مسند امامت کے بادشاہ ہین۔ جسنے آج حضور سے منہ پہیر افرد اے قیامت کو آپکے سامنے کیسے سر اوٹھائیگا۔

خوشا ملکے کہ سلطانش تو باشی	خوشا جانے کہ جانانش تو باشی
خوشا روئے کہ در روئے تو باشد	خوشا چشمے کہ انسانش تو باشی
بدرد دل بسر بردیم عمرے	ببوے آنکہ درمانش تو باشی ؎

اے ریحان روضۂ رسالت وائے یاسمن گلشن جلالت ہمین اپنے بوستان وصال سے فراق کے کانٹون مین نہ ڈالئے۔ ہمارے حسابون اگر تمام عالم پرگل وگلزار ہے مگر آپکے ہجر مین وہ از سرتا پا خار ہے۔ ہواخواہ حضور یہ کہتے جاتے تھے اور زار و قطار روتے تھے۔ حضور کو بھی اونکے ساتھ رقت تھی۔ آخرش وہ لوگ قدوم میمنت لزوم سے جدا نہوے۔ حضور کو بھی اونہین اپنے سایہ مین ہی رکھنا پڑا۔

کہتے ہین کہ ابن زیاد نے اپنا جاسوس مکہ کو اس لئے بہیجا تھا کہ جناب امام جب کوفہ کی طرف متوجہ ہون تو فی الفور مجھے خبر کرنا۔ اسی زمانہ مین وہ قاصد آیا اطلاع کی کہ آج امام ہمام

مکہ سے چلے ہوے سولہ دن ہو گئے - آج قبیلہ بنی سکون مین اونکا مقام ہے - یہ سنکر ابن زیاد نے حر بن یزید ریاحی کو ہزار سوارون کے ساتھہ روانہ کیا کہ جیسے بنے ویسے امام حسین کو یہان لے آؤ - خبردار وہ کسی اور طرف نہ جانے پائین -

حضرت حُر روانہ ہوے اور ادہر جناب امام قبیلہ بنی سکون سے کوفہ کو چلے - بنی عکرمہ کا ایک آدمی راستہ مین ملا - آپنے اوس سے کوفہ کا حال دریافت فرمایا - اوس نے عرض کی کہ ابن زیاد نے آپکی طلب مین جنگل کو لشکر سے پاٹ دیا ہے - قادسیہ سے لگا کے غدیب تک تل رکہنے کو جگہہ نہین ہے - آپ وہان پہونچے اور لڑائی چہڑ گئی - بہتر ہو کہ حضور یہین سے لوٹ جائین اگر ایسا نکرینگے تو واللہ آپ ملک الموت کے منہ مین جاتے ہین - کوفیون کے کسی قول و فعل کا اعتبار نہین - بلکہ اون مین سے بہت لوگون نے تو آپکے چچازاد بہائی سے بیعت بہی کی تہی - پہر بہی کمبخت صاف پہر گئے اور لشکر شام مین نوکریان اور عہدے پاے بیٹہے ہین - جناب امام نے فرمایا - جزاک اللہ خیراً تو نے شرط نصیحت ادا کی خدا تجہے نیک بدلہ دے

وہان سے گذر کے حضور منزل بہرات مین وارد ہوے - رات وہین بسر ہوئی علی الصباح وہان سے بہی کوچ ہو گیا - ٹہیک دوپہر کو لشکر حر راہ مین ملا - دیکہتے کیا ہین کہ وہ سب صحرا مین اوترے ہوے ہین اور اپنے اپنے گہوڑون کے سایہ مین بیٹہے ہین - جب اونکی نظر امام ہمام کے لشکر پر پڑی فوراً گہوڑون پر سوار ہو گئے اور صفین باندہ لین - حضور نے اپنے ایک آدمی کو بہیجا کہ دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے - حُر بن یزید سامنے آے اور نام و نسب اپنا بیان کیا - حضور نے پوچہا یا حر النا ام علینا یعنی تم ہم سے لڑنے آے ہو یا ہمارے دوست ہو - حضرت حُر نے جوابدیا کہ لڑنے آیا ہون - جناب امام نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اے حُر یہ کیا خیال ہے - جناب حُر نے جوابدیا کہ ابن زیاد نے مجہے اسلئے بہیجا ہے کہ آپکو

گرفتار کرکے اوسکے پاس لیچلون اور واپس نہ جانیدون کسی طرح اور کسی وقت آپ سے جدا نہون
جب تک کہ آپکو کوفہ کے دروازہ مین نہ پہونچا دون۔ اسی اثناء مین ظہر کا وقت آگیا۔ جناب امام نے
حضرت حُر سے فرمایا کہ نماز کا وقت ہے تم اپنے لشکر کے ساتھہ نماز پڑہو مین اپنے لوگون کے
ساتھہ پڑہونگا۔ حضرت حُر بولے۔ یہ کیون۔ دونون لشکر آپ ہی کے پیچھے نماز ادا کرینگے۔ آپ
ابن رسول اللہ اور ہمارے پیشوا اور امام ہین۔ جناب امام نے حضرت حُر کو دعا دی اور نماز پڑہائی
پھر اوٹھکے اپنی تلوار پر سہارا دیا اور خطبہ فصیح و بلیغ بیان فرمایا۔ ایہا الناس۔ مین اپنے ارادہ
سے ادہر نہین آیا ہون۔ تمہارے سینکڑون قاصد اور نامے میرے پاس پہونچے ہین۔ لکہا
تھا کہ بہت جلد ادہر متوجہ ہوجئے یہان کوئی امام نہین جسکی ہم اقتدا کرین اگر آپ دستگیری فرمائینگے
تو ہمارے مہمات دینی و دنیوی کا انتظام ہوسکتا ہے مین تم لوگون کے عہود و مواثیق کو
مستحکم سمجھہ کے یہان چلا آیا۔ اب چارون طرف سے مجھپر نرغہ ہے اور میرے ستانے کی فکرین
کی جاتی ہین۔ اگر تم لوگ میری بیعت اور متابعت سے پشیمان ہو تو مجھہ سے کہدو جدہر چاہون
چلا جاؤن۔ جناب حُر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بخدا مجھے اس نامہ و پیام کی مطلق خبر نہین کہ
کسنے خط لکھے۔ کسنے قاصد بھیجے اور کیون آپ بلائے جاتے ہین حضرت حُر کی ناواقفیت
اور لاعلمی کیوجہ یہ تہی کہ وہ اوس زمانہ مین کوفہ موجود نہ تھے اوسکے نواح مین کسی جگہہ حکومت پر
مامور تھے۔ یہ سب خط و کتابت اونکی غیبت مین ہوئی تھی۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ گو تمکو
خبر نہین مگر تمہارے لشکر مین اسوقت بھی ایسے لوگ موجود ہین جنکے خطوط مین تمہین دکہا
سکتا ہون۔ یہ فرما کے حضور نے موجودہ اشخاص کے خط نکالے اور پڑہنا شروع کئے
لکھنے والون نے سر نیچے کرلئے اور خجل و منفعل ہوے پھر امام فلک مقام اوٹھے اور نماز
عصر جماعت سے ادا کی۔ ناگاہ ایک شتر سوار حضرت حُر کے پاس آیا اور ابن زیاد کا خط اونہین دیا

مضمون یہ تھا کہ جہان میری یہ تحریر تمہین ملے وہین امام حسین کو روک لینا اور ایسے مقام پر
اونہین ٹہیرانا جہان پانی اور گھاس کا نام بھی نہو۔ اگر اونکی گرفتاری مین تمنے کسی طرح کی کمی
کی تو مین تمہین ایسی سزا دونگا جسکے تم متحمل نہو سکوگے۔ جناب حُر نے اوسے پڑہکے امام
آسمان جاہ کے ہاتھہ مین دیدیا اور کہا کہ دیکھئے ابن زیاد کو حضور سے کیسی دشمنی ہے۔ حیران
ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون۔ اگر ایسا نہین کرتا تو اوس سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ جو آپ سے لڑتا
ہون تو قیامت کے دن خدا و رسول کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ پھر اپنی سپاہ سے مخفی جناب امام
سے عرض کی کہ حضور حُر کے ہاتھہ کٹین اگر وہ حضور پر تلوار اوٹھائے۔ اوسکی آنکھین پہوٹین
جو آپکو دشمنی کی نظر سے دیکھے راستہ مین ہر شجر و حجر سے میرے کان مین یہ آواز آئی ہے کہ
اے حُر جنت تیرے لئے آراستہ ہے حسین کے ساتھہ کوئی گستاخی نکیجو مین یہ سنتا تھا
اور اپنے دل مین کہتا تھا حُر۔ تجھپر کیا خدا کی مار ہے جو ابن رسول اللہ سے لڑنے چلا ہے
چونکہ اسوقت مخالف میرے ساتھہ ہین انکے دکھانیکے لئے کچھہ ابن زیاد کے حکم کی بھی
تعمیل کردون۔ حرم مبارک بھی حضور کے ہمراہ ہین مصلحت بھی ہے کہ آپ اس لشکر سے
دور اوترین۔ چلئے مین اور آپ دونون سوار ہو چلین اور کہین دور جگہہ تجویز کر آئین۔ ابن زیاد
کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائیگی۔ رات کو جب سب سوتا پڑ جائے آپ جدہر چاہین چلے جائین
صبح لوگ جاگینگے تو معلوم ہوگا کہ حضور نہین ہین مین ان لوگون کے ساتھہ جاکے جنگل مین
انہین ادہر اودہر کی خاک پہنکاؤنگا اور کہدونگا کہ واللہ عالم وہ لوگ کدہر گئے اب پھر چلو جناب امام
عالی مقام نے حضرت حُر کے حق مین دعائے خیر کی اور دور جا اوترے۔ آدہی رات کو اوٹھکے
کوچ کر دیا شب تاریک مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کدہر کو منہ اوٹھگیا اور کہان جاتے ہین جب
سفیدۂ سحر نمودار ہوا تو حضور کا گھوڑا ایک زمین ہولناک پر پہونچکے ٹھیر گیا۔ آپ تازیانہ پر تازیانہ

جاتے تھے مگر وہ قدم آگے نہ بڑھاتا تھا۔ جناب امام نے پوچھا کوئی جانتا ہے کہ یہ کیا مقام ہے
ایک آدمی نے سامنے آکے جوابدیا کہ اس زمین کو ماریہ کہتے ہین۔ حضور نے فرمایا کہ نہین۔ اسکا
ایک اور نام بھی ہے۔ لوگون نے التماس کی کہ ہان۔ کربلا بھی مشہور ہے۔ یہ سنتے ہی ایک
نعرہ مارا اور کہا اللہ اکبر ارض کرب وبلاء وسفک دماء یہ سنکے سب عزیز و قریب چار ون طرف سے
گھر آئے اور پوچھا حضور نے اس وقت کسواسطے ایسا دردناک نعرہ مارا جس سے ہمارے
دل ہلگئے۔ ارشاد ہوا۔

یہی جگہہ ہے جہان میرا خون بہائینگے — یہین پہ تیغ مرے حلق پر چلائینگے
پڑا رہیگا یہین میرا لاشۂ بے سر — چلیگا حلق پہ میرے اسی جگہہ خنجر
یہان پہ سب مرے اصحاب قتل ہوئینگے — یہین حسین کے احباب قتل ہوئینگے
یہ دشت وہ ہے کہ جائیگی جسمین جان حسین — یہان پہ ہوئینگے مقتول دوستان حسین
یہان پہ آل محمدؐ پہ بند ہوگا آب — یہان پہ اہل حرم کا بھی ہوگا حال خراب
یہان پہ اہل حرم ظلم سب اوٹھائینگے — یہان سے قیدی بسوی دمشق جائینگے
اسی مقام پہ تم سبکا خاتمہ ہوگا — یہین پہ خاتمۂ آل مصطفےٰ ہوگا

جناب علی اکبر نے آگے آکے عرض کی کہ اے والد بزرگوار آپ اپنی زبان وحی نشان سے
ایسی فال بد نہ نکالین۔ فرمایا اے جان پدر۔ مین تیرے جد بزرگوار کے ہمراہ جنگ صفین مین
یہان تک پہونچگیا تھا کہ جناب امیرؓ نے سواری سے اوتر کے سر مبارک بھائی حسنؓ کے
زانو پر رکھا اور سو رہے۔ مین اونکے قدمون مین بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ والد ماجد روتے
ہوے اوٹھے۔ برادر مکرم نے عرض کی کہ یا ابتاہ خیر ہے۔ فرمایا۔ بیٹا۔ مین نے خواب مین دیکھا
کہ اس جنگل مین دریاے خون موجزن ہے اور میرا پیارا حسینؓ اوس مین ہاتھ پانوٴن مارتا ہے

اور فریاد کرتا ہے لیکن کوئی اوسکی نہین سنتا۔ ناگاہ اوسکی نظر مجھپر پڑی ۔ بیتاب ہوکے پکارا کہ اباجان آپ ہی مجھے اس بحرنا پیداکنار سے ہاتھہ بڑہا کر نکال لین ورنہ میری جان چلی ۔ مین نے جواب دیا بیٹا صبر کر کہ صابرون کے اجر کا حساب نہین ہوسکتا انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یہ فرما کے حکم دیا کہ اونٹون کو بٹھا دو اور بوجہ اوتار لو۔ یہ خیمے یہین نصب ہونگے ۔

بار بکشا ئید کاینجا خونِ ما خواہند ریخت	آب روئے ما بخاکِ کربلا خواہند ریخت
کودکانِ جعفرِ طیار را خواہند کشت	گرد بر رخسار آلِ مصطفےٰ خواہند ریخت
آن سگان از حیلۂ و روباہ بازی دمبدم	خونِ نورِ دیدۂ شیرِ خدا خواہند ریخت

یہ فرما کے حضور نے مرکب سے نیچے پانون رکھا کربلا کی خاک کا رنگ زرد ہوگیا اور ایسی گرد اوڑی کہ گیسوے حسینؑ غبار آلودہ ہوگئے ۔ حضرت ام کلثوم بولین کہ اے بھائی دوڑو۔ عجیب حال ہے مجھے اس دشت سے ہول عظیم معلوم ہوتا ہے ۔ حضور نے بہن کو تسلی دی ۔ پھر شہربانو کو طلب کر کے فرمانے لگے کہ اے میری غمگسار جب تم مجھے یہان گھوڑے سے نیچے گرتے اور تیغ و تیر و نیزہ کے زخمون سے چور چور دیکھو تو ہرگز ہرگز سر اور بال برہنہ نہ کرنا ۔ سینہ اور منہ نہ کوٹنا کیونکہ شماتتِ اعداء سب سے بڑی مصیبت ہے ۔ اہل بیت نے جو یہ گفتگو سنی ایک شور آہ و فغان کا بلند کیا ۔ سب کہنے لگے کہ اے ہمارے سید و سرور یہ کیا فرمایا یہ داغ اندوہ ملال کا ہم تیمیون اور غریبون سے کیسے سہا جائیگا اور آپ کے بعد ہم بیکسون کی سرپرستی کون فرمائیگا ۔

این سخن چیست کہ دلہا ہمگی خون گردد	دیدہا از غمِ دل دجلہ و جیحون گردد

امام انام نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا کوئی چارہ نہین ۔ سواے صبر کے اور کچھہ نہین ہوسکتا البتہ خدا سے پناہ مانگو ۔ پھر حکم ہوا کہ خیمے یہین نصب کردو ۔ پس دریاے فرات کے کنارہ قیام ہوا جب حضرت امام حسینؓ دشت کربلا مین پہونچے تو حضرت حرؓ نے ازراہ خیر خواہی اور خوش

اعتقادی حضور کو اطلاع دی کہ اب جو مین نے خوب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد بیشک حضور کی جان کے درپے ہے عنقریب فوج کثیر حضور کی ایذا دہی کو روانہ کی جائیگی مناسب ہے کہ حضور کربلا سے کوچ کر جائین - یہان جو کچھہ سیکر سر پر گذر یگی ہین بھگت لونگا خدا آپکو صحیح وسلامت رکھے -

حضرت حُر کا جب یہ پیام حضور کے پاس پہونچا تو آپ کربلا سے روانہ ہو گئے تمام رات چلے صبح جو دیکھتے ہین وہین تھے جہان سے چلے تھے - روایت ہے کہ کئی دن متواتر ایسا ہی ہوا تمام رات قطع مسافت کرتے اور صبح جہان کے تہان نظر آتے - آخر نوبت باین جار سید کہ اونٹون کو ہر چند مارتے تھے مگر وہ اپنی جگھہ سے نہین ٹلتے تھے - اس لئے چار و نا چار مشیت کردگار سمجھکے وہین قیام کیا - یہ دن جمعرات کا اور محرم ۶۱ سنہ ہجری کی دوسری تاریخ تھی روایت ہے کہ حُر کے ساتھیون مین ایک شخص ثمرہ نامی تھا اوسے جناب امام پہچانتے تھے - آپنے اوسے بلا کے تخلیہ مین باتین کین - اوس نے عرض کی کہ شرفاے کوفہ سب آپکے دشمن ہین البتہ چند عوام الناس نے آپکی اطاعت قبول کی ہے سو کل صبح تک اونکا رنگ بھی دگرگون ہو جائیگا - ثمرہ نے یہ بھی گذارش کی کہ آپکے ہمراہ مٹھی بھر آدمی ہین یزید کے لشکر بیشمار کے سامنے ان سے کیا ہو سکیگا - ہم آپکو نواح نجف مین غری کے پہاڑون پر لیچلین وہان دس ہزار آدمی قوم طے کے آپکی حمایت کے لئے تیار و مستعد ہو جائینگے مگر آپنے وہان جانا پسند نفرمایا -

روایت ہے کہ اوس زمانہ مین وہان خون کا مادہ ایسا جوش زن تھا کہ اگر میخ زمین مین گاڑی جاتی تھی تو خون کا فوارہ پھوٹ پڑتا تھا جس درخت سے لکڑی توڑی جاتی تھی خون بہ نکلتا تھا سچ ہے - اگر جناب امام ہمام صبر نفرماتے تو تمام دنیا خون مین ڈوب جاتی جب حضور نے خیال

معائنہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ یہان سے بھاگنا عبث ہے - اپنا مقام موعود یہی ہے -
غرضکہ وہین قیام کر دیا - ایک دن آپنے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم فوج ملائکہ کے
ساتھہ آپکے پاس تشریف لاے ہین اور آپکو بغل مین لیکے فرماتے ہین - اے فرزند
دلبند - مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ دشمنانِ بیدین تجھے یہان تہ تیغ بیدریغ کرینگے - خیر مرضی
مولی از ہمہ اولی - لیکن وہ قیامت مین میری شفاعت سے محروم رہینگے - پس قریب ہے کہ
خدا تجھے شہادت کا درجہ عطا فرماے - بہشت تیرے واسطے آراستہ کی جاتی ہے اور تیرے
والدین تیرے منتظر ہین - پھر حضرت امام کے سینہ بے کینہ پر دست مبارک رکھکے دعا کی -
اللھم اعط الحسین صبرًا واجرًا یعنی اے بار خدا حسینؑ کو صبر اور اجر عطا فرما - اسکے بعد حضرت
امام بیدار ہوے اور سب اہل بیت کو یہ خواب کہہ سُنایا جو سنتا تھا زار و قطار روتا تھا اور کہتا تھا
انا للہ وانا الیہ راجعون -

نور الائمہ نے روایت کی ہے کہ جناب امام نے کربلا سے سلیمان ابن صرد خزاعی کوفی کو
نامہ لکھا کہ تیری درخواست سے مین یہان آیا ہون اگر تجھے اپنا وعدہ وفا کرنا ہے تو میرا ساتھہ دے
ورنہ مین سمجھہ لونگا کہ کوفیون کا شیوہ یہی ہے - اونہین مِیسکے باپ - بھائی اور چچازاد بھائی
کے ساتھہ بھی ایسی ہی سوجھی تہی - چارون طرف سے لشکرون مین گھرا ہوا ہون میری مدد کرو
تو اچھا ہے ورنہ راضی برضاے خدا جو کچھہ مجھہ سے ہوسکیگا کرونگا الرضاء بالقضاء باب
اللہ الاعظم یہ نامہ لکھکے قیس اعرابی کو دیا گیا - وہ کوفہ روانہ ہوے - اثناے راہ مین لوگون
نے اونہین گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس پہونچادیا - قیس نے وہان حضور کا نامہ بغل سے
نکال کے چاک کر دیا - ابن زیاد نے پوچھا کہ تمنے یہ کیا پھاڑ ڈالا حضرت قیس نے جوابدیا کہ امام
عالی مقام کا نامہ تھا مین نے اسلیے تلف کر دیا کہ تجھے بہید سے آگہی نہو جاے - دوستون کے

اسرار دشمنون پر ظاہر کیون ہون - ابن زیاد نے غضبناک ہو کے کہا کہ یا تو اون لوگون کے نام مجھے بتا جنکے نام تو خط لایا تھا یا امام حسین اور اونکے والد بزرگوار پر توبہ توبہ نعوذ باللہ لعنت اور میری اور یزید کی تعریف کر - حضرت قیس بولے کہ مکتوب الیہم کے نام ہرگز نہ بتاونگا البتہ تیری دوسری فرمائش کی تعمیل ممکن ہے - ساری قوم کو جامع مسجد مین جمع ہونیکا حکم دیدو اور مجھے منبر پر جانیکی اجازت دی جو کچھ مین کہتا ہون کہدونگا چنانچہ منادی ہوئی - جامع مسجد آدمیون سے بھرگئی تل رکھنے کو جگہ نہ تھی صحن مین منبر رکھدیا گیا قیس نے منبر پر جا کے حمد و نعت کے بعد کہا - "اے قوم - جانو اور آگاہ ہو کہ مین امیر المومنین حسین کا ایلچی ہون - وہ یزید سے زیادہ مستحق ہین اونہین اپنا ولی و پیشوا بنا کے یہ ملک دیدو وہ فرزند رسول ہین اور تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ کربلا مین پڑے ہین چارون طرف سے بے حساب فوج نے اونہین گھیر رکھا ہے - خوشحال اوس صاحب دولت کا جو ہجوم بلا سے بے خوف و خطر ہو کے کربلا مین اون سے جا ملے" - اسکے بعد یزید اور ابن زیاد کے نام پر وہ وہ صلواتین سنائین کہ کتے اور کوے گھن کھاتے تھے - لوگون نے اپنے دانتون مین اونگلیان داب لین یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی کہ حضرت وہان تو دوسرا ہی گل کھلگیا - اوس نے سخت پیچ و تاب کھایا اور قیس کو بلا کے قتل کرادیا - جناب امام اونکی شہادت سے نہایت مغموم ہوے اور رو کر قیس کے حق مین دعاے خیر کی -

اب اس جھگڑے سے یہ خبر لگ گئی کہ جناب امام حسین کربلا مین ہین - ابن زیاد نے آپکو لکھا کہ یزید کا حکم میرے نام باین مضمون آیا ہے کہ جب تک حسین سے میری بیعت نہ لیلو اپنے اوپر کھانا - پینا - سونا حرام سمجھو - اگر وہ بیعت سے انکار کرین تو سر اونکا میرے پاس بھیجدو - اب اے حسین مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ یزید سے بیعت کرلو ورنہ ہمین یزید کے حکم کی تعمیل سے گریز نہین - لڑائی کیواسطے مستعد و تیار ہو جاؤ - جناب امام ہمام نے یہ نامہ پڑھکے پھینکدیا اور

فرمایا کہ بُرا ہوا اوس قوم کا جو رضاے مخلوق کو غضب خالق پر مقدم سمجھتے ہین۔

رو بدنیا آورند و پشت بر عقبیٰ کنند		خلق را خشنود سازند و خدا را خشمناک

ابن زیاد کے قاصد نے عرض کی کہ حضور جواب مرحمت ہو۔ ارشاد ہوا۔ مالہ عندی جواب فقد حقت علیہ کلمۃ العذاب یعنی اسکا جواب کچھہ نہین ہے۔ سزا عبید اللہ کی کلمہ عذاب ہے قاصد نے یون ہی جا کے کہدیا۔ عبید اللہ سنکر نہایت خفا ہوا اور حضار مجلس کی طرف مخاطب ہوکے بولا کہ تم مین سے کون حسین کے مقابلہ کو جانا چاہتا ہے۔ اوسے مین عراق کا وہی شہر بخشدونگا جو وہ مانگیگا۔ کسی نے جواب ندیا۔ اوسنے دوبارہ بھی کہا۔ پھر بھی جواب ندارد۔ تیسری مرتبہ جھلا کے پھر بھی سوال کیا مگر کسی نے دم تک نہ مارا۔ آخرش اوسنے ابن سعد کو اپنے سامنے طلب کرکے کہا۔ مدتون سے سن رہا ہون کہ تو حکومت رے کے اشتیاق مین ہے۔ فی الواقع وہ ولایت بہت وسیع ہے اور آمدنی بھی اوسکی حد سے زیادہ ہے مین اسی وقت سند اوسکی تیرے نام لکھنے کو تیار ہون۔ ابن سعد کی رال ٹپک پڑی۔ فوراً راضی ہوگیا۔ ابن زیاد نے اوسی وقت حکومت رے اور ایالت طبرستان کی سند اوسکے نام لکھکے خلعت پہنادیا۔ گھوڑا مغرق ساز و یراق کا اوسکے لیے آگیا۔ پھر ابن زیاد اوس سے مخاطب ہوا اور بولا۔ تو حاکم رے ہوگیا لے یہ پچاس خروار اشرفیان تیرے لیے ہین۔ مزید بران یزید کے لشکر کی سپہ سالاری کا عہدہ بھی تجھی کو دیا۔ کوئی میرے ان حکمون کو منسوخ نہین کرسکتا۔ مگر شرط یہی ہے کہ سید ہا کربلا کو چلا جا یا تو حسین سے یزید کی بیعت لے یا اونکا سر یزید کے پاس بھجوا دے۔ ابن سعد نے جواب دیا۔ اُے امیر یہ بڑا کام ہے بے سوچے سمجھے اسکو شروع نہ کرنا چاہیے۔ مجھے مہلت دی جاے تاکہ مین اپنے گھر والون اور دوست آشناؤن سے مشورہ کرلون۔ ابن زیاد بولا کہ جلد جاؤ اور جو کچھہ ٹھیرے اوسکی مجھے خبر دینا۔ ابن سعد وہی خلعت ابن زیاد کا دیا ہوا

پھینکے اسپ جنیبی پر سوار ہو حکومت رے کی سند ہاتھہ مین لیئے ہوے چلدیا۔ جب گھر والون
نے اس صورت سے دیکھا تو پوچھا کہ یہ گھوڑا اور خلعت کھان سے پایا اور یہ کاغذ ہاتھہ مین کیسا ہے
ابن سعد نے جواب دیا کہ خدا نے چھپر پھاڑکے دولت مجھے دی ہے۔ سعادت طالع نے
ایسی یاوری کی جسکا حساب نہین۔ امیر عبید اللہ ابن زیاد نے سپہ سالار لشکر مجھے کر کے امارت
رے اور طبرستان کی سند دیدی ہے اور حسینؓ سے لڑنیکو کھا ہے۔ ابن سعد کے چھوٹے
بیٹے نے اپنا منہ پیٹ لیا اور بولا افسوس صد افسوس۔ تمنے یہ کیا اندھیر کیا۔ تمھین دولت
دنیا کی حرص مین یہ خبر بھی ہوئی کہ مین کس سے لڑنے کا بیڑہ اوٹھاتا ہون حسینؓ ابن علیؓ
جگر بند مصطفےٰ اور نور چشم علی مرتضیٰ اور سرور سینۂ فاطمہ زہرا ہین۔ ہمارے جد امجد سعد بن
وقاص رضی اللہ عنہ تو اون پر جان و دل قربان کرتے تھے اور تم اونکی جان کے دشمن
بنتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور روز قیامت کی شرمساری سے بچو۔ جب جناب رسالتمآب تم سے
پوچھینگے کہ تو نے میرے فرزند کے ساتھہ کیا کیا تو کیا جواب دوگے۔ خیال تو کرو کہ تین خط خود تمنے
اپنے ہاتھہ سے اونکو لکھے تھے کہ فوراً چلے آؤ۔ جب وہ آگئے تو اونکے ساتھہ بدسلوکی کرتے ہو
یہ کیا غضب ہے۔ بات کا پاس بھی نہین کرتے ہو۔ ابن سعد نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور بڑے
بیٹے سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے۔ وہ بولا۔ میرا بھائی سچ کہتا ہے مگر اوسکی رقم اور ہار تجھہ سو
ہان۔ ابن زیاد نے تمھارے ہاتھہ مین نقدی پکڑا دی ہے مثل مشہور ہے نو نقد نہ تیرہ اودھار
نقدی سے ہاتھہ گرم کیجئے۔ باقی سب بکھیڑا ہے۔ یہ سنکے وہ پانچون کپڑون سے خوش ہوگیا
اور بڑے بیٹے کا منہ چوم لیا۔ دوسرے دن ابن سعد دار الامارہ پہونچا اور کھا منظور ہے مین حسین سے
لڑونگا۔ ابن زیاد بہت خوش ہوا اور پانچ ہزار سوار دیکے اوسے کربلا روانہ کر دیا۔ شہر کے باہر
کسی نے اوس سے پوچھا۔ ابن سعد کیا ابن رسول اللہ کا سر تن سے جدا کرنے چلے ہو۔

ابن سعد نے جواب دیا بیشک - اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ حسین سے لڑنا دنیا مین موجب عار ہے اور آخرت مین باعث دخولِ نار لیکن رے کی حکومت چھوڑی نہین جاسکتی - اوس آدمی نے بہت سی لعنت ملامت کر کے کہا - اے کمبخت -

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا	مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

جب حمزہ بن مغیرہ ابن سعد کے بھانجہ نے دیکھا کہ ماموں نے حضرت امام حسین سے لڑنیکا عزم بالجزم کرلیا ہے تو پاس آکے کہا "ماموں جان - آپ اچھا نہین کرتے - اسے آنکھوں سے دیکھکے جیتی مکھی نگلنا کہتے ہین - حسین کا قتل گناہ عظیم ہے - علاوہ برین بیوفائی اور غدر کا الزام بہی تمہاری ذات عاید ہوتا ہے" ابن سعد نے جوابدیا - "بیٹا - حکومت رے یہ سب کچھ کرا رہی ہے" بھانجہ نے جوابدیا "قسم ہے خدا کی امارتِ رے پر لعنت بھیجنا اور دنیا کو ترک کردینا بہتر ہے اوس سے کہ حسین کا خون لئے ہوے قیامت مین خدا و رسول کے سامنے جاؤ" بھانجہ کی سنکر اول تو ابن سعد کچھ تذبذب مین پڑگیا اور چاہا کہ اپنا ارادہ فسخ کردون مگر پھر حبِّ جاہ نے اوسکی عقل کو اندھا کردیا - اون پانچ ہزار سوارون کو لئے ہوے کربلا کو روانہ ہوا جناب امیر المومنین ابن امیر المومنین حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے برابر اپنے ڈیرے ڈنڈے ڈالدئے - امام عالی مقام کے پاس آدمی بھیجکے پوچھوایا کہ آپ کس ارادے سے ادہر آئے ہین - حضور نے جوابدیا - تو نے اور تیرے ساتھیون نے ہی مجھے بلانے کو خط بھیجے تھے اور جب مین نہ آیا تو قاصد پہ قاصد گئے - اب مین تمہارے بلانے سے آگیا تو تمنے بیوفائی کی اور میرے چچازاد بھائی کو مار ڈالا - اب بہی ارادہ ہے کہ اگر کوئی مزاحم وسدِّ راہ نہو تو واپس چلا جاؤن - ابن سعد یہ سنکر خوش ہوگیا اور سمجھا کہ یہ واپس جانے کو تو کہتے ہی ہین - اچھا ہے کہ انہین اور ابن زیاد مین آئی گئی ہوجاے اور ہم لوگ الزام سے بچین - پس اوسنے جناب امام حسین کا

فرمانا ابن زیاد کو لکھدیا مگر یہ نہ سمجھا۔

دردا و ٹھہ اوٹھہ کے بتاتا ہے ٹھکانا دلکا	نگہہ ناز سے مشکل ہے بچانا دلکا

ابن زیاد نے جواب مین کہلا بہیجا کہ ہم ایسی باتین نہین سننا چاہتے۔ اون سے کہو کہ یزید سے بیعت کرین۔ اگر وہ کرین تو ہمین مطلع کرو ورنہ ہمارے حکم کے منتظر رہو۔ ابن سعد نے یہ جواب بجنسہ جناب امام کی خدمت مین روانہ کردیا۔ حضور نے فرمایا کہ ہم ابن زیاد کا کہنا قبول نہین کرتے جب یہ قطعی انکار عبید اللہ نے سنلیا تو آگ بگولا ہوکر حصین بن نمیر شیث بن ربعی اور شمر بن ذی الجوشن کو ایک لشکر جرار کے ساتھہ ابن سعد کی مدد کو روانہ کیا اور کہلا بہیجا کہ حسین اور اونکے ساتھیون کو دریاے فرات کا ایک قطرہ پانی نہ ملنے پاے جب تک کہ وہ یزید سے بیعت نہ کرین چنانچہ ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سوارون کے ساتھہ دریاے فرات کے کنارہ پر پہرہ چوکی دینے کو متعین کردیا۔ ان لوگون نے جناب امام حسین کو دریا کے کنارہ سے جدا کرکے خشک جنگل مین ڈالدیا۔ یہ صورت امام مظلوم اور سید معصوم کی شہادت سے تین دن پہلے شروع ہوئی تھی۔

جب ملازمان عالی پر تشنگی کا غلبہ زیادہ ہوا تو جناب عباس رضی اللہ عنہ تیس [۳۰] سوار اور بیس [۲۰] پیادے اپنے ہمرکاب لیکر لب فرات پہونچگئے اور ابن حجاج اور اوسکے آدمیون سے لڑ بھڑ کے مشکین پانی کی اپنے لشکر مین لے آے۔

عمرو بن سعد بیٹا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی کا تھا جو عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔ اوسنے اپنے والد سے سن رکھا تھا کہ آنحضرت رضی جناب امام حسین رضی کو اپنا لخت جگر اور نور نظر سمجھتے تھے اس باعث سے اوسکی حمیت اسلامی نے نہ چاہا کہ امام سے لڑے اور اونکے قتل مین شریک ہو لہذا جب ابن زیاد اوسکو لشکر کی سرداری دینے لگا تو اوسنے جواب دیا کہ مجھے سپہ سالاری منظور نہین اس کام پر کسی اور کو مقرر کرو۔ ابن زیاد اوسکے اس جواب سے بہت ناخوش ہوا اور

طیش مین آکے کھا کہ اچھا۔ حکومت رے چھوڑ دو ورنہ حسین سے لڑو۔ اگر اون سے لڑنا منظور نہین تو ہماری سند واپس کردو ہم دوسرے کو رے کا حاکم کردینگے۔ یہ سنکر ابن سعد کو طمع دنیا دامنگیر ہوئی اور دنیا کو دین پر ترجیح دیکر سند حکومت پہیرنا گوارا نہ کی اور داو سیدن ہاتھہ جوڑتا ہوا روانہ ہوا۔ ابن زیاد نے بائیس ہزار سوار اور پیادے اوسکے ماتحت کردئے اور بہت کچھہ دلاسا اور دلبری کرکے کربلا کو روانہ کردیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد نے ابن سعد کو اس زمانہ مین بسرداری چار ہزار سپاہ دیار دیلم کی طرف جانیکا حکم دیا تھا اور سند حکومت رے بھی لکھدی تھی وہ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ جناب امام فلک مقام وارد کربلا ہو گئے۔ ابن زیاد نے اوسکو اونکے مقابلہ پر جانیکا حکم دیدیا یہ بھی روایت ہے کہ اوس زمانہ مین ابن سعد حاکم رے تھا اور ابن زیاد کی طلبی پر حاضر ہوکر بعد قیل وقال بسیار عازم کربلا ہوا۔

دوسرے دن رات کو امام عالی مقام نے ابن سعد سے کہلا بھیجا کہ اسوقت مجھسے ملاقات کرلو۔ وہ اپنے چند خواص کے ساتھہ لشکر سے باہر آگیا جناب امام بھی حضرت عباس اور حضرت علی اکبر کے ساتھہ سوار ہوکے وہین پہونچگئے اور فرمایا اے ابن سعد۔ مجھے تیرے حال پر سخت افسوس آتا ہے۔ تو خدا اور روز جزا سے نہین ڈرتا اور میرے قتل کے درپے ہے تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مین کون ہون اور کسکا لخت جگر ہون۔ کمبخت۔ اس دولت دنیا کے دہوکے مین کیون آتا ہے اور بدنام ہونا کیون پسند کرتا ہے۔ ابن سعد نے عرض کی کہ حضور جو کچھہ فرماتے ہین بجا اور درست ہے۔ مگر مین ایسا کرونگا تو کوفہ مین میرے مکان مسمار کرادئے جائینگے اور میری سخت تذلیل ہوگی ارشاد ہوا کہ اسکی کچھہ پرواہ نہ کر۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اسنے کسکے ساتھہ وفا کی ہے جو تو اس سے بہتری کی امید رکھتا ہے۔

کسیکا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے	کسیکی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر	کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہے

تجھے اس دنیاء دنی کے بدلے مین سو قصر جنت کے ملینگے - تو میرے ساتھ ہو جا - ابن سعد بولا - میری بہت سی جاگیر کوفہ کے علاقہ مین ہے اوسے ابن زیاد ضبط کر لیگا - حضور نے فرمایا کہ مین حجاز مین چلکے اوس سے سوگنی زمین تجھے دیدونگا اور ایک محل بھی تیرے لئے بنوا دونگا - ابن سعد نے سر جھکا لیا اور کچھہ نہ بولا - آخر حضور کا ارشاد ہوا کہ جا - انشاء اللہ تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا جو جو حسرتین تیرے دل مین بھری ہوئی ہین خدا کے فضل سے ایک بھی پوری نہوگی اور میرے بعد تو ہرگز ہرگز نہ پہلے پھولیگا - مجھے تو سمجھا دینا تھا سو سمجھا چکا اب تیرے دل مین آوے سو کر -

چنانچہ جیسا حضور نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کیونکہ تھوڑے ہی عرصہ مین مختار ابو عبیدہ نے اوسے اور اوسکے بیٹے حفص کو مار ڈالا - یہ وہ بیٹا تھا جس نے باپ کو حکومت رے اور قتل حسین کی ترغیب دی تھی -

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یہان دنکو دی اور رات لے	کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھہ دی اوس ہاتھ لے

جب جناب امام اپنے لشکر مین واپس تشریف لائے تو حضرت بریر بن حصیر ہمدانی جو اوس زمانہ کے بڑے عابد و زاہد تھے خدمت عالی مین حاضر ہوے اور پوچھا کہ حضور وہان کیا ہوا - فرمایا کہ مین نے ابن سعد کو نصیحت کی تھی مگر وہ کمبخت نہ مانا - حضرت بریر نے التماس کی - اگر حکم ہو تو کل مین بھی جاکر کوشش کرون - شاید میرا کہنا کچھہ اثر کرے کیونکہ وہ میرا بڑا گہرا دوست ہے - ارشاد ہوا کہ ہمین تمہارے کہنے سے کب انکار ہے جاؤ اور تم بھی اپنی سی کر لو - حضرت بریر علی الصباح ابن سعد کے لشکر مین جا موجود ہوے بے اجازت اوسکے خیمہ مین گھسے چلے گئے اور بے سلام کئے ہوے ابن سعد کے پاس جا بیٹھے - ابن سعد بھڑک اوٹھا - بولا - یا اخا ہمدانی - کیا مین مسلمان نہین ہون

تم نے مجھے سلام کیون نہین کیا۔کیا مین منکر خدا ورسول ہون حضرت بریر نے فرمایا کہ جناب رسول مقبول نے فرمایا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھہ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین۔ تو نے آل پیمبر پر پانی بند کر رکھا ہے شب و روز اونکی خدمت مین مشغول رہتا ہے۔ فرزند رسول کے قتل کی فکر مین ہے اور عترت رسول کے مقابلہ مین لشکر لئے پڑا ہے اور اسپر دعوی مسلمانی ہے زہے ایسی مسلمانی پر۔ غضب ہے خدا کا کہ دریاے فرات کا پانی جانور تو پئین مگر اہلبیت رسالت اور فرزندان حسین جان بلب ہون اور ایک قطرہ پانی کا اونہین نہ دیا جاے۔ اے کمبخت سعد بن ابی وقاص کا بیٹا ہوکے تیری کیا مت ماری گئی ہے آیا اسلام کے یہی معنی ہین جو تو کر رہا ہے یہ کلام حق سنکر ابن سعد نے تھوڑی دیر سکوت کیا پھر سر اوٹھا کے بولا کہ اے بریر۔ مجھے یقین کلی ہے کہ جس نے ان لوگون سے جدال و قتال کیا اور انکے حقوق غصب کیے وہ عذاب الیم کا مستحق ہے مگر حکومت رے مجھہ سے چھوڑی نہین جاتی حضرت بریر نے فرمایا کہ ابن سعد۔ یا تو اپنی عاقبت سنوار لے یا رے کی حکومت کرلے یہ کہا اور نا امید ہوکے اوسکے سامنے سے اوٹھے ہوے چلے آے اور سب حال حضور مین آکے عرض کر دیا۔

شمر ذی الجوشن کو جب معلوم ہوا کہ ابن سعد نے رات کیوقت جناب امام حسینؑ سے ملاقات کی تھی تو اوسنے ابن زیاد سے جا لگائی کہ حسین اور ابن سعد مین رسل و رسائل جاری ہین۔ رات کو دونون سے ملاقات بھی ہوئی تھی جسکا حال ہمین کچھہ نہ معلوم ہوا یہ سنکر ابن زیاد نے ابن سعد کو لکھا کہ مین نے تجھے حسین سے لڑنے کو بھیجا ہے نہ اس لئے کہ تو اونکی مصاحبت اختیار کرے سنا گیا ہے کہ تو راتون کو اون سے مل ملکے مشورے کرتا ہے۔ اگر تجھے لڑنا نہین ہے تو رے کی سند پھیر دے اور لشکر کی سپہ سالاری شمر ذی الجوشن کے سپرد کر۔ جب یہ نامہ

اوسنے پڑہا تو اندوہناک ہوا اور جنگ کے لئے کمر چست باندہ لی۔

صحیح بخاری اور صحیح ترمذی مین مذکور ہے کہ اہل عراق مین سے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے پوچہا کہ مچہر کا مارنا جائز ہے یا نہین۔ اونہون نے بلا تامل جوابدیا کہ سبحان اللہ۔ اہل عراق مچہر کے خون کرنے مین تامل کرتے ہین اور فرزند رسول کا خون بے غل وغش بہادیا لیکن کسی نے بہی آنکے مجہسے مسئلہ نہ پوچہا۔ مین نے اپنے کانون سے آنحضرت صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ حسین و حسن میرے باغ دنیا کے پہول ہین۔

ابن سعد ساتوین محرم کو اپنا لشکر لئے ہوئے کربلا مین پہونچا اور دریاے فرات کو پس پشت لیکر حضرت امام حسین کے خیمہ اور دریا کے درمیان اپنی فوج ڈالدی اور دریا پر دور دور تک اپنا عمل دخل کرلیا کہ کوئی پرندہ تک پر نہین مارسکتا تہا۔ افسوس۔ اہلبیت ساقی کوثر اور اطفال خوردسال شافع روز محشر اور جناب امام ہمام اور اونکے اہالی وموالی پر پانی بند کردیا۔ واحسرتا جناب امام حسین کے ساتہی ایک قطرہ پانی کو ترس گئے اور چہوٹے چہوٹے بچے گلاب کی پتی کی طرح کمہلا کے ایڑیان رگڑنے لگے۔

جب حضرت امام حسین پر پانی بند ہوا اور اہلبیت رسالت کا حال پیاس سے متغیر ہونے لگا تو حضور نے ابن سعد کو ایک رقعہ لکہا کہ تو مجہے مکہ چلا جانے دے جو وہان نہ جانے دے تو جہان تو کہے وہان جانیکو بہی مین تیار ہون۔ اگر یہ دونون باتین منظور نہین تو مجہے یزید کے پاس بہیجدے وہان جو کچہہ میری قسمت مین ہونا ہوگا ہو رہیگا۔ ابن سعد نے آپکا نامہ جواب کے لئے ابن زیاد کے پاس بہیجدیا۔ اوسنے نہایت غصہ سے لکہا کہ مین نے تجہے لڑنے کو بہیجا ہے یا صلح کے پیام وسلام کے لئے۔ اگر وہ بیعت یزید کی قبول کرلین تو فبہا ورنہ اونکے قتل مین ذرا بہی توقف نکر۔ تجہکو اور کسی بات کا اختیار نہین۔ اگر اسمین ذرا بہی چون وچرا کی

تو تجھے معزول کر کے دوسرے کو تیری جگہہ بھیجتا ہون۔

ابن سعد نے ابن زیاد کی تحریر پڑہکے جناب امام ہمام سے کہلا بھیجا۔ مین نے بہت چاہا کہ آپ یزید سے بیعت کرلین لیکن آپ کسی طرح نہین مانتے۔ اب مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے اور اوسی وقت اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کمر بندی کرلو اور جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ۔

جب ابن سعد کا لشکر فرات کے کنارہ پر آپڑا اور لشکرِ حسین پر پانی بند ہو گیا تو خیمہ جناب امام حسینؓ کا اوسوقت ریگستان مین پڑا ہوا تھا اور ایسی گرمی کا زمانہ تھا کہ چیل انڈا چھوڑتی تھی جب پیاس کی شدت سے رفقاے امام کا یہ حال ہوا کہ اشارہ سے باتین کرتے تھے۔ تیمم سے نماز پڑہی جاتی تہی اور اہلبیت اور بچون کا بے طاقتی سے غیر حال ہو گیا تو امام ہمام نے حکم دیا کہ کنوان کہودا جاے پس ستر ہاتھہ تک زمین کہودی گئی مگر پانی نہ نکلا۔

روایت ہے کہ حضرت حُر ابن یزید تمیمی کو جناب امام حسینؓ سے بہت محبت تھی۔ اونہون نے نواح کوفہ مین حضور سے ملکے کوفہ کی ساری کیفیت سنائی۔ اوس مقام پر آپکے ہمراہ کل چالیس سوار اور سَو پیادے ہتیار چلانے اور لڑنے کے قابل تھے۔ حُر سے یہ حال زار سنکے حضور نہایت پریشان ہوے اگر تنہا ہوتے تو کہین ٹلجاتے مگر اہل وعیال پانوٗن کی بیڑی ہو گئے حضرت حُر نے یہ صلاح دی کہ آپ شاہراہ کو چھوڑ دین اور غیر متعارف راستہ سے مکہ چلے جائین آپنے اونکی راے پر عمل بھی کیا مگر کچہہ فائدہ نہوا حضور کربلا تک پہونچنے بہی نہ پاے تھے کہ ابن سعد کے لشکر نے آپکو آگھیرا اور چار و ناچار آپکو مقابل ہونا پڑا۔ ابن سعد نے جناب امام حسین کو بہت سمجہایا اور کہا کہ جناب علی مرتضیٰ سے زیادہ آپ شجاعت اور دلیری نہین دکھلا سکتے اونہون نے بہت کوشش وسعی کی مگر کامیاب نہوے اور اپنے اخیر دم تک مصیبت ہی مین رہے۔ آپکے بڑے بہائی امام حسنؓ نے جب ان مدعیان سلطنت کے آگے اپنی چلتی نہ دیکھی تو صلح کرلی۔

اسلئے آپکو چاہیے کہ ان فتنے فسادون سے الگ رہین اور یزید سے بیعت کرکے آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرین۔ یہ ہمنے مانا کہ آپ ہی مستحق اور احق ہین مگر جب خدا کو منظور نہین تو ناحق سر جھگڑنے سے کیا فائدہ ہے۔ آپ اوس طریقہ پر چلین جو آپکے والد ماجد اور برادر مکرم نے اختیار کیا تھا جناب امام ہمام نے جوابدیا خیر۔ اگر تم لوگون کی یہی مرضی ہے تو مجھے اجازت دو کہ مین مکہ چلا جاؤن اور خدا کی عبادت مین مشغول رہون یا مناسب سمجھو تو یزید کے پاس مجھے شام مین لیچلو مین چلنے کو موجود ہون۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو اس بات کی اطلاع دی اوسنے لکھا کہ اونہین میرے پاس بھیجدو مین اونکو یزید کے پاس روانہ کردونگا۔ جناب امام ہمام نے جوابدیا کہ تم اپنے آدمی میرے ساتھہ کردو مین خود شام چلا جاؤنگا۔ ابن زیاد نے اصرار کیا کہ نہین وہ میرے پاس آئین۔ مگر بعض لوگون کا یہ قول بھی ہے کہ حضور نے کبھی یزید کے پاس جانا قبول نہین کیا۔ آپ ابن زیاد کے پاس اسلئے نہین جاتے تھے کہ کہین وہ میرے ساتھہ اوسیطرح پیش نہ آئے جسطرح حضرت مسلم کے ساتھہ پیش آیا تھا۔ یہ خیال جناب امام کا بہت صحیح تھا۔

غرضکہ اسی طرح کی خط وکتابت کا سلسلہ متواتر ایک ہفتہ تک جاری رہا اور اسی حالت بیم ورجا مین آپ پہلی محرم سے کربلا مین محصور رہے۔ جب ابن زیاد نے دیکھا کہ ابن سعد نرم دل ہے تو جویرہ اور شمر ذی الجوشن کو متعین کیا اور حکم دیا کہ حضرت امام حسین رض کو جسطرح ہوسکے زندہ یا مردہ میرے پاس لے آؤ۔

یہ صورت دیکھکے ابن سعد بھی تیز ہوگیا اور نوین محرم کو امام ہمام کے خیمہ کے پاس آکے کہنے لگا۔ یا حسین مین نے بہت چاہا کہ خونریزی نہو مگر اب جو بنتی ہی نظر نہین آتی تو مجبور ہون تم جو کہتے ہو اوسے ابن زیاد نہین مانتا اور اوسکا کہنا آپ منظور نہین فرماتے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ قاصد ابن زیاد کا آیا ہے اور یہ پیام لایا ہے کہ ابن سعد کو اگر امام حسین سے مقابلہ کرنے مین

عذر ہو تو وہ معزول ہے اور اوسکی جگہہ جویرہ سپہ سالار فوج مقرر کیا جاتا ہے۔

فی الحقیقت جویرہ کو اسی حکم کے ساتھہ ابن زیاد نے بھیجا تھا اوسکے بھیجنے کے بعد یہ بات سمجھہ مین آئی کہ کہین جویرہ اور ابن سعد کی دشمنی مین امام حسینؓ کو کوئی فائدہ نہ حاصل ہو جاے اسلیئے اوسکے پیچھے ہی شمر بن ذی الجوشن روانہ کیا گیا اور اوسکو یہ ہدایت کردی گئی کہ جسطرح ان لوگون نے حضرت عثمان بن عفان کو بیرحمی سے قتل کرادیا ہے اوسیطرح انکے ساتھہ بھی رحم نکیا جاے اور فرات کا ایک قطرہ پانی حسین اور اونکے رفقا کو نہ ملنے پاے یہانتک کہ وہ یزید کی اطاعت قبول کرین۔ اگر وہ یزید کے مطیع ہو جائین تو اونکی خاطر کرنا۔ جو نکرین تو اونہین قتل کرنا اور اونکی لاشون کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کرانا۔ زبانی یہ بھی کہدیا گیا کہ اگر ابن سعد ان حکمون کی تعمیل مین ذرا بھی تساہل کرے تو اوسکا سر قلم کرکے لشکر کی عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیلینا۔ حضرت علی مرتضی کے اور چار بیٹے جو امام حسین کے ساتھہ ہین اونہین سبز باغ دکھاکے اگر اپنی طرف ملا سکے تو اسمین بہت کوشش کرنا اور اونہین پناہ دینا۔

شمر نے ابن سعد کے پاس پہونچکے حضرت عباس ابن علی مرتضی اور اونکے تینون بھائیون سے بہت کچھہ کہا اور لالچ بھی دیا مگر وہ کب ماننے والے تھے۔ وہ دندان شکن جواب ملا کہ پھر کوشش کرنے کی ہمت نہوئی۔

جناب امام ہمام نے جب دیکھا کہ ہمارے ساتھی لڑنے مرنے کو تیار ہین تو لڑائی کے سامان کیئے۔ سب خیمے ایک ہی صف مین نصب کرا کے اونکی رسیان دور تک پھیلوادین تاکہ مخالفین کیواسطے ایک روک ہو جاے۔ لشکرگاہ کے پشت پر ایک گہری کھائی کھودکے اوسمین لکڑیان بھر دی گیئین تاکہ پیچھے سے حملہ ہو تو لکڑیون مین آگ دیدی جاے اور مخالفین صرف آگے ہی سے حملہ آور ہو سکین۔ اب یہ سمجھہ لیا گیا کہ کل ہی کا دن آخری دن ہے۔ اسلیئے وہ رات سبھون نے

نماز اور دعا مین گذاری۔ لشکر مخالف رات بھر جناب امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد پھرتا رہا اور پہرہ دیا کیا تاکہ یہ لوگ کسی طرف بھاگ نہ جائین۔

جب صبح ہوئی تو جناب امام ہمام نے تن تنہا فوج اشقیا کے مقابلہ مین جانیکا ارادہ کیا آپکے پاس اوسوقت صرف چالیس[۴۰] پیادے اور بتیس[۳۲] سوار تھے۔ مگر سب ایسے تھے جو شہادت کو اپنی معراج جانتے تھے۔ صاحبزادیون اور بہنون کی آہ و بکا سے آپکا استقلال ہاتھ سے جاتا رہا اور تاسف فرمایا کہ میرے بعد انپر کیسی کیسی مصیبتین واقع ہونگی اوسوقت حضور کو حضرت عبد اللہ ابن عباس کا مشورہ یاد آیا اور فرمایا کہ اے خداوند کریم۔ عبد اللہ بن عباس کو جزائے خیر دے۔ اونہون نے بال بچون کو مکہ مین چھوڑ جانیکی صلاح دی تھی۔

آٹھوین محرم کو جناب امام حسینؑ کے لشکر مین ایک قطرہ پانی کا نہ رہا۔ سب لوگ تشنگی سے بیتاب تھے۔ اطفال خورد سال پانی پانی کی فریاد کرتے تھے۔ جناب امام ہمام اوٹھے اور تھوڑی دور جاکے کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا کہ یہان کنوان کھودو۔ تھوڑا سا کھودا تھا کہ ایک چشمہ شیرین و خنک و خوشگوار نمودار ہوا۔ سبھون نے سیر ہوکے پانی پی لیا اور جانورون کو پلا کے مشکین بھر لین کہ اتنے ہی مین وہ چشمہ ناپید ہوگیا پھر کتنی ہی کوشش کی اوسکا پتا نہ چلا۔ یہ صرف ایک کرامت امام عالی مقام کی تھی۔ ابن زیاد کو جو خبر لگی تو جھٹ ابن سعد کو ایک ڈانٹ بتائی کہ تو بڑا بیخبر ہے تو نے حسینؑ کو ایسی آزادی دے رکھی ہے کہ وہ کنوان کھود لیتے ہین۔ اونہین ایسا تنگ کرکہ سر اوٹھانے کی فرصت نہ ملے کجا یہ کہ تعمیر کے کام کرسکین۔ اب مین بھی لشکر پر لشکر بھیجے ہی چلا جاؤنگا۔ چنانچہ اوسی وقت چار ہزار آدمی شمر کے ساتھ روانہ کئے۔ اوسکے بعد یزید کلبی کو دو ہزار آدمی کا سردار کرکے بھیجا حصین بن نمیر سکونی چار ہزار آدمیون کے ہمراہ گیا۔ اونکے پیچھے عمرو بن قیس احمص بھیجا گیا۔ اوسکے ماتحت بھی دو ہزار کی جمعیت تھی۔ عمرو کے بعد

قیس بن خنظلہ دو ہزار کے ساتھ پہونچا- پھر نصر شامی دو ہزار کے ہمراہ اور اوسکے پیچھا بیل حجاج بن الحر ہزار سواروں کے ساتھ ابن سعد کے پاس پہونچا- پانچ ہزار سپاہ پہلے سے اوسکے پاس تھی اور سترہ ہزار یہ پہونچے کل بائیس ۲۲ ہزار ظالم وسفاک امام مظلوم وبیکس کے مقابلہ مین جمع ہو گئے۔

امام معصوم کے پاس بہت ہی تھوڑے آدمی تھے اسلیئے حبیب ابن مظاہر اسدی نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قبیلہ بنی اسد کا مسکن یہان سے بہت قریب ہے اگر حکم ہو تو اونہین حضور کی مدد کو بلا لاؤن- ارشاد ہوا کہ اچھا حضرت حبیب گئے اور اپنی قوم سے کہا کہ اے لوگو لخت جگر فاطمہ زہرا رض اور نور نظر رسول خدا کو بائیس ۲۲ ہزار اشقیاء نے آگھیرا ہے اور کئی دن سے پانی تک نہین دیتے- اے میرے عزیزو- مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ اگر شفاعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق ہو تو اونکی مدد کرو- یہ سنکر عبد اللہ بن البشیر اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سب سے پہلے مین جناب امام پر جان قربان کرنیکو موجود ہون حضرت حبیب بولے بشرك الله یا بن بشیر بالجنۃ یعنی ای ابن بشیر خدا تمہین جنت دے- القصہ نوّے ۹۰ آدمی اس قبیلہ کے مسلح ہو کے گھوڑون پر سوار ہوئے- مگر اوسی قبیلہ مین سے یہ خبر کسی بدبخت نے ابن سعد کو پہونچادی- اوسنے ازرق شامی کو چار ہزار سوارون کے ساتھ اون لوگون کے روکنے کو بھیجا- مخبر نے اونہین وہان پہونچادیا- دریاے فرات کے کنارہ ان دونون گروہون سے منڈبھیڑ ہوگئی- بنی اسد کو شکست ہوئی- بہت سے مارے گئے اور باقیون نے سمجھا کہ ایک لشکر کثیر سے ہم عہدہ برآنہ ہو سکینگے اسلئے واپس گئے- حضرت حبیب نے آکے اسکی اطلاع امام والامقام کو کی اہلبیت کو اسکی سننے سے کمال رنج ہوا۔

جب ابن زیاد نے سنا کہ امام حسین کے آدمی جاتے ہین اور ادہر اودہر کے قبائل کو مدد کے لئے مستعد کرتے ہین تو ابن سعد پر پھر عتاب نازل کیا اور لکھا کہ اگر آج ہی سے تو نے مستعدی

کے ساتھہ لڑائی نہ شروع کردی تو تجھے اور تیرے جورو بچون کو کولھو مین پلوا دونگا اور گھر بار پر گدھون کے ہل چلوا دونگا۔ جب یہ نوشتہ ابن سعد کے پاس پہونچا تو وہ کانپ گیا۔ اوسی وقت اگرچہ موقع نہ تھا اور شام ہونے کو تھی سوار ہو کے معہ سپاہ دہر دوڑا۔

اسوقت امام عالی جاہ سرمبارک زانو پر رکھکے سو گئے تھے۔ لوگون نے جو دور سے گرد اوڑتی ہوئی دیکھی اور سپاہ کے نعرے سُنے تو حضور کو بیدار کیا۔ آپنے حضرت عباس کے ساتھہ بیس سوار کرکے اونکے پاس بھیجا۔ معلوم ہوا کہ ابن سعد معہ اپنے لشکر کے لڑنیکو آن پہونچا۔ ارشاد ہوا کہ بھائی عباس۔ پھر جاؤ اور لطائف الحیل اور چکنی چپڑی باتون سے اسوقت انہین ٹالدو بھلا یہ وقت کونسا ہے۔ آج کی ان سے مہلت لیلو۔ یہ شب عاشورہ ہے اسمین یاد الٰہی کرلین۔ جناب عباس پھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے لوگو۔ جگر گوشۂ مصطفٰے ایک رات کی مہلت تم سے مانگتا ہے تاکہ اپنی عمر کی اس اخیر رات مین خدا کی عبادت دل بھر کے کرلے۔ یہ سنکر ابن سعد نے اپنے لشکر کے امراء سے مشورہ طلب کیا۔ سب کانون پر ہاتھہ رکھہ گئے کہ تم جانو اور تمہارا کام۔ ہم ابن زیاد سے تنگ آئے ہین کچھہ نہ کہینگے۔ اتنے مین شمر چلّا اوٹھا کہ نہین تم لوگون کو ہرگز ہرگز امان نہ دی جائیگی۔ جاؤ مہلت منظور نہین۔ یہ سنکر ابو شعبان کندی اور بعضے کہتے ہین کہ عمرو بن حجاج بول اوٹھا افسوس۔ تمھین ان باتونسے شرم نہین آتی۔ تم نہایت ہی سنگدل ہو۔ اگر رومی یا چینی ہوتی تو تم اونکو مہلت دیدیتے مگر اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو اسوقت ذبح کرنا چاہتے ہو۔ تماشہ یہ کہ انکے نانا کا کلمہ بھی پڑھتے ہو اگر خدا سے نہین ڈرتے تو دنیا ہی کی تھوڑم تھوڑا سے شرم کرو۔ سبھون نے یہ سنکے ہاتھون سے تلوارین پھینکدین اور اوسی جگہہ اوتر پڑے۔ ابن سعد سمجھہ گیا کہ اب یہ نہین لڑینگے اسلئے نگہبان مقرر کردئے گئے کہ اپنے لشکر کی بھی حفاظت رہے اور امام حسین بھی رات مین کسی طرف نجانے پائین۔

جناب امام نے اپنے لشکر کے گرد پہلے سے کھائی کھود والی تھی تاکہ لڑائی صرف ایک طرف سے

ہوسکے اور اہل حرم بھی محفوظ رہین - اوس خندق مین جو لکڑیان بھری تھین اون مین آگ بھی دلوادی تاکہ شبخون کا احتمال نہ رہے - مخالفین نے جب شعلے اوٹھتے دیکھے تو اودہر سے مالک بن عروہ گھوڑے پر سوار ہوکے آیا اور گستاخانہ بکنے لگا کہ اے حسین آتش دوزخ سے پہلے خود بخود آگ مین داخل ہوگئے - حضرت امام حسین نے فرمایا کذبت یا عدو اللہ منہ دہو رکھہ - وہان چلکے معلوم ہوجائیگا کہ ہم دوزخ مین جاتے ہین یا تو - مسلم بن عوسجہ سے نہ رہا گیا عرض کی - حکم ہو تو مین اس مردود کا سنہ تیر سے چھید دون - ارشاد ہوا کہ اے ابن عوسجہ ہم لڑائی مین پیشدستی پسند نہین کرتے - دیکھہ تو سہی - خدا کیا کرتا ہے - یہ فرما کر روبقبلہ کھڑے ہوئے اور کہا اللھم حزہ الی النار یعنی اے خدا اسکو اسی وقت دوزخ کا کُندہ بنادے - مظلوم کی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اوسی وقت مقبول ہوگئی یعنی اوس شقی کے گھوڑے کا پیر ایک غار مین جا پڑا اور وہ پیچھے کی طرف مائل ہوا - مالک بن عروہ کے ہاتھہ سے باگ چھوٹ گئی اور پیر اوسکے رکاب مین اٹکے رہگئے - گھوڑا گھبرا کے اودہر اودہر بھاگنے لگا یہانتک کہ خندق کے کنارہ جو پہونچا تو تڑپ کے سوار کو آگ مین جھونک دیا اور خود بھاگ کر اپنے لشکر مین جا پہونچا لوگ چلا اوٹھے کہ یہ دوسری کرامت ابن رسول اللہ سے ظہور مین آئی - جناب امام یہ سنتے ہی سجدہ مین گئے اور شکر خدا ادا کیا - پھر سر اوٹھا کے باواز بلند فرمایا جسے دونون لشکر والون نے بخوبی سنا کہ خدایا ہم تیرے رسول کے اہلبیت اور ذریت ہین ہماری داد ان ظالمون سے لے - ابن اشعث نے آواز دی کہ تمھین آنحضرت صلعم سے کیا رشتہ ہے جو ہر وقت ڈینگین مارتے ہو - جناب امام عالی مقام کو اوسوقت بڑی غیرت آئی اور نہایت رنجیدہ ہوکر سر نیاز حضرت کریم کارساز و خداوند بندہ نواز مین جھکا کر مناجات کرنے لگے - خدایا - ابن اشعث میرا نسب قطع کئے دیتا ہے اور مجھے تیرے نبی کا فرزند نہین جانتا فاریہ فی الیوم ذلا عاجلا یعنی

اسی وقت اسے ذلیل کر۔ ابھی تیر دعا آسمان تک بھی نہ پہونچا تھا کہ اجابت نے دست بستہ ہو کر عرض کی حاضر" یعنی اوس مردود کو فوراً دست کی حاجت ہوئی کہ بیتاب ہو گیا۔ گھوڑے سے کود کے قضاے حاجت کو جو بیٹھتا ہے تو ایک بہت بڑے سیاہ بچھو نے اوسکے آلہ تناسل پر ڈنک مارا چنانچہ وہ مرغ بسمل کی طرح نجاست مین لوٹنے لگا اور اوسی ناپاک حالت مین اوسکی جان نکل گئی اس کرامت سے اعداے دین اور بھی زیادہ جلے ٹھیرے جعدہ مزنی نے آگے بڑھکے آواز دی کہ اے حسین۔ اس دریاے موجزن یعنی فرات سے ایک قطرہ پانی بھی نہ پینا یہان تک کہ تم پیاسے ہی مرجاؤ اسیر ہم تمھین خدا کی قسم دیتے ہین۔ یہ سنکر امام مظلوم آبدیدہ ہوئے اور فرمایا اللهم امت عطشانا یعنی بار خدایا۔ اسے پیاسا ہی مار۔ ناگاہ اوسکا گھوڑا از خود بھڑکا اور اوسے گرادیا وہ کپڑے جھاڑکے اوٹھ بیٹھا اور گھوڑے کے پیچھے دوڑا کتنا ہی دوڑتا تھا مگر گھوڑا ہاتھ نہ آتا تھا اسی تگ ودو مین اوسے شدت کی پیاس لگی۔ العطش العطش پکارتا تھا اور لوگ اوسے پانی دیتے تھے مگر قدرت خدا سے پی نہ سکتا تھا آخرش پیاسا ہی تڑپ تڑپ کے مرگیا۔ یہ تیسری کرامت پے در پے صادر ہوئی۔ مگر اشقیا یہ سب کچھ دیکھتے تھے اور اوسی طرح اپنے جہل وعناد پر قایم تھے۔

قصہ مختصر اوسدن اور اوس رات کو لڑائی ملتوی رہی۔ ملازمان امام مظلوم نے رات بھر درگاہ الٰہی مین اوسی بھوک پیاس مین گریہ وزاری جاری رکھی اور حضرت رسالت پناہ پر درود بھیجا کئے حضرت امام ہمام نے منبر اپنا اوسی دشت مین رکھوا کے شب عاشورہ کو اپنا تمام لشکر جمع کیا اور نہایت فصاحت وبلاغت سے پہلے ثناے حق سبحانہ تعالےٰ بیان کی اور پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا الحمد للہ علی السراء والضراء اے صاحبو مین نے تم سے بڑھکے باوفا اور اپنے اہلبیت سے زیادہ رحیم اور نیک کوئی نہین پایا فجزاکم اللہ منی خیرا۔

[illegible] کی طرف سے تمہین [illegible] میں تجھکو بھی اجازت دیتا ہون کہ جہان چاہو چلے
جاؤ [illegible] کچھ شک نہین کہ یہ لوگ تمہارے [illegible] نہ ہونگے انہین تو دشمنی خاص میری ذات
سے ہے۔ پس تمکو چاہیے کہ [illegible] ایک ایک [illegible] کا ہاتھ ہاتھ مین لیکر جدہر کو منہ اوٹھے چلدو
[illegible] منتشر ہوگے اور یہ متوسلین بھی تمہارے [illegible] جائینگے۔ یہ سنکر حضور کے بھائی
بندون اور اہالی موالیون نے واویلا مچانی شروع کی کہ ہم آپکی مفارقت مین زندہ نہین رہ سکتے
حضور یہ کیا ظلم [illegible] کرتے ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہے آپکے دشمنون سے لڑینگے اور
اپنا اور اونکا خون ایک کر دینگے حضرت نے اونکے حق مین دعا کی پھر فرزندان حضرت مسلم بن عقیل
کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ [illegible] نے کوفیون کی جھوٹی باتون پر اعتماد کرکے
تمہارے باپ کو ضائع کردیا الا لعن اللہ من کفر النعیم تم [illegible] مرے بھائی کی یادگار ہو
اور تمہارے والد بھی مصیبت کی ماری [illegible] ہے تم اپنی مان کا ہاتھ پکڑ کے قبیلہ بنی طے
مین چلے جاؤ وہان سے مدینہ پہونچنا تمہارے لئے آسان ہوجائیگا۔ وہان کرم الہی پر تکیہ کرکے
بیٹھے رہنا کوئی [illegible] تمہارا [illegible] اپنا حق لیگا جیتے یہ بات اپنے والد ماجد سے سنی
ہے اونھون نے جناب رسول خدا سے روایت کی تھی شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ جنگ صفین
کے [illegible] ایک [illegible] بزرگوار نے ندا کی [illegible] محمد حنیفہ نے
التماس کی کہ وہ [illegible] پہلی صفت مین تشریف رکھتے ہین ارشاد ہوا کہ بیٹا میری مراد ابومسلم خولانی
سے [illegible] بلکہ [illegible] لشکر کے اوس سردار سے ہے جو لشکر [illegible] کے ساتھ مشرق سے
نمودار ہوگا۔ اور ایسی جنگ [illegible] اوسکے طفیل سے زمین پر سچ کو قایم کردیگا۔ خوشا نصیب
اون لوگون کے جو اوسکا ساتھ دین اور اعلاے دین اور انکو [illegible] اعدای مین جد و جہد بلیغ کرین
یہ روایت [illegible] شواہد النبوۃ مین مذکور ہے۔ وہان یہ بھی لکھا ہے کہ مراد اوس سے

ابوسعد و مروری میں جو معروف شجاعان سے تھے خروج کر کے بنی امیہ سے خوب ہی لڑے تھے اور دنیا کو مروانیوں کے ظلم سے رہائی دی تھی۔ غرض مسلم بن عقیل نے جب یہ گفتگو جناب امام کی سنی تو چونکہ باپ کے غم میں گرفتار تھے یہ دوسری مصیبت جگر کے پار ہو گئی فریاد کا نعرہ دل پر درد سے کھینچ کے عرض کی۔ اے امام عالم و عالمیان یہ جان کس کام کی جو آپ پر فدا نہو اور وہ سر کس کام کا جو آپ کے نعلین کی خاک پر نثار نہ کیا جاوے۔ ہمیں اگر آپ ویسے بھی اپنی خدمت سے باہر کرینگے تو بھی نہ ٹلینگے۔

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا		جو آنکھیں دے تو نظارہ ہوا ایسے سنبلستان کا

حضور نے جب اونکو طریق صدق و صفا اور راہ مہر و وفا میں ثابت قدم دیکھا تو دل سے اونکے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ اے میرے غمخوار دوستو اے میرے جان نثارو جب تم سبکی یہی رائے ہے کہ مجھ مظلوم اور بیکس کا ساتھ اخیر دم تک دو تو اب میں بھی اپنی چھاتی سے تمکو جدا نہیں کرتا اچھا اب جاؤ اور باقی شب طاعت و عبادت الٰہی میں بسر کرو۔ صبح میرے پاس آنا فجر کی نماز جماعت سے پڑھکے ساتھ اونکے کوچ کرینگے۔

الغرض خدام والا احتشام اپنی اپنی جگہ پر جا کے اوراد و ادعیہ میں مشغول ہوئے۔ وہ رات نالہ و آہ میں گذری اور غریبان بادیہ مصیبت کے اشکوں کی نمی چشمہ چشم سے گذر کے پشت ماہی تک پہونچی۔

اشک چشمم تا بماہی رفت و آہم تا بماہ		ماہ و ماہی را بر اشک و آہ میگیرم گواہ

روایت ہے کہ علی الصباح آسمان سے آواز آئی یا خیل اللہ ارکبوا یعنی اے خدا کے لشکر والو سوار ہو جاؤ کہ ہنگام کارزار آ پہونچا اور اوٹھ بیٹھو کہ وقت رحلت قریب ہے جناب ام کلثوم یہ آواز سنکے گرتی پڑتی اور سر پر خاک اوڑاتی پچھاڑیں کھاتی سید مظلوم امام معصوم کے خیمہ کے

دروازہ پر پہونچیں اور کہا بھائی جان۔ میرے کان میں آسمان سے یہ آواز آئی ہے۔ حضور نے فرمایا
ہان میں نے بھی سُنی۔ تم کیون آپے سے باہر ہوئی جاتی ہو اللہ صبر کرو اور مجھے اپنا حال تباہ کرکے
زیادہ رنج ندو۔ مین نے تو تم سے زیادہ ایک غضب دیکھا ہے۔ نانا صاحب کا قول ہے تنام عینائی
ولا ینام قلبی پس براعنت جدی کے بموجب آنکھین میری سوتی تھین مگر دل جاگ رہا تھا
کیا دیکھتا ہون کہ کتّون نے مجھپر حملہ کیا اون مین سے ایک خارشتی کتا سب سے زیادہ مجھپر غرّاتا تھا
مین سمجھا کہ یہ ضرور مجھے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیگا۔ اتنے مین جناب نانا صاحب مجھے نظر آئے اور
مجھ سے فرمانے لگے کہ اے میرے مظلوم بیٹے۔ ساکنانِ عالمِ بالا اور مقربان ملاے اعلیٰ اور
ارواح پاک انبیاء تیرے استقبال کے لیئے آسمان سے زمین تک دورویہ صف باندھے
کھڑی ہین اور تیرے مرتبہ بزرگ کی بشارت مجھے سناتے ہین۔ بیٹا مردانہ وار کوشش کر کہ آج ہی
شام کو تو میری بغل مین آجاے۔ نانا صاحب کے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا ارشاد ہوا کہ تو اسے
پہچانتا ہے۔ مین نے عرض کی۔ نہین۔ فرمایا۔ یہ شیشہ کے ساتھ میدان کربلا مین اسلیئے
بھیجا گیا ہے کہ تیرا خون اوسمین بھر کے لیجاے اور اپنے پاس حفاظت سے رکھے۔ یہ سُنکے
حضرت ام کلثوم نے اور بھی زیادہ سر پیٹنا اور شور مچانا شروع کیا۔ جناب امام عالی مقام نے بہن کو
گلے سے لگا کے سب اہلبیت کو طلب فرمایا اور یون ارشاد ہوا۔

الوداع اے دوستان کین دم سفر خواہیم کرد	مسکنِ اصلی خود جاے دگر خواہیم کرد

پس جب حرم محترم اور اولاد امجاد حاضر ہوئے حضور نے فرزندون کو پاس بلا کے ایک ایک
کو پیار کیا۔ منہ اپنا اونکے سینون پر ملا اور دل پرخون سے زار زار رو کے فرمایا کہ اے جگر کے
ٹکڑو میرا دل تمہارے لیئے بہت جلتا ہے۔ ابھی تمہاری یتیمی کا وقت نہین آیا تھا کہ باپ
تمہارا تمہارے سرون سے اوٹھا جاتا ہے۔ علاوہ برین غریب الوطنی اور بیکسی بھی تمہین نصیب

ہوتی ہے - تمسے کیا کہون اور کیسے سمجھاؤن اور تمہارا غم کس کے آگے روؤن - پھر جناب شہر بانو سے خطاب فرمایا کہ اے میری سرور سینہ تو ان یتیمون کے ساتھ کیسے بسر کریگی اور بعد میرے انکا بار غم تجھ سے کیونکر اوٹھیگا - یہ سنکر اہلبیت مین خروش و فغان کے غل و شور سے محشر بپا ہوگیا - کشتی صبر و سکون کی گرداب اضطراب مین ڈوبنے لگی اور دریاے مصیبت و احزان کی موجون سے تلاطم پڑگیا -

اشک آسے نکل چشم حباب لب جو سے	رونے کی صدا آتی تھی ماہی کے گلو سے

دیدہ دوران اندوہ اہلبیت رسالت سے گریان ہوئے - زمین و آسمان طپش سینہاے خاندان نبوت سے طپان ہوئے - زبان اہل زبان نے سوز جگر خراش سے یہ اشعار دردناک پڑہنا شروع کیے

موجزن ہے یتیم از ہر دیدہ طوفان غمے	میر سد در گوشم از ہر لب صداے ماتمے
اہل عالم را نمیدانم چہ حال افتادہ است	اینقدر دانم کہ درہم رفتہ کار عالمے

حضرت ام کلثوم نے بیتاب ہوکے عرض کی - اے گلدستہ باغ لافتیٰ اور اے لالۂ نورستہ چمن ہل اتیٰ - کسی مین ان باتون کے سننے کی طاقت نہین - ہمارے نانا جان محمد مصطفےٰ نے اس جہان گذران سے رحلت فرمائی تو والد ماجد علی مرتضیٰ رضہ نے ہماری سرپرستی کی جب اونہون نے بھی بال شہادت سے روضہ سعادت کی طرف پرواز فرمائی تو بہائی حسن مجتبیٰ نے اپنا سایہ ہمارے سرون پر رکھا - اونکے بعد ہم جگر جلون کے محرم اور ہم مظلومون کے دمساز و ہمدم حضور تھے - اے یادگار خاندان نبوت جب آپ نرہینگے تو کون ہمارا غم کھائیگا - اس بھوک و پیاس اور بیکسی و ہراس مین جب یہ ننھے ننھے یتیم بچے بلک بلک کر روئینگے تو کون انہین گلے سے لگائیگا -

فریاد ازان روز کہ مابے تو بمانیم +	در آرزوے عمر بحسرت گذرانیم

لکھا ہے کہ جناب امام حسین رضہ کا خیمہ کربلا کی تپتی ہوئی ریت مین استادہ تھا حضور تلاوت

قرآن میں مصروف زار وقطار روتے تھے اور سرد آہیں بھرتے تھے کہ ایک شخص اودہر سے گذرا حضور کو اس حالت حزن وملال میں دیکھکے اوسکا کلیجہ منہ کو آگیا آخر نہ رہا گیا پوچھا کہ یا حضرت آپ کون ہیں اور اس رقت کا کیا باعث ہے یہ سنکر حضور نے فرمایا۔ افسوس۔ اب ہمارا حال یہانتک پہونچ گیا جو راہ چلتون کو بھی ہمپر رحم آتا ہے اور اوسے جواب دیا کہ بھائی۔ میں تمہارا نبی زادہ یعنی حسین ابن علی میرا نام ہے۔ کوفیون نے منت وسماجت کرکے باصرار مجھے مدینہ سے بلوایا اور اب میرے خون کے ناحق پیاسے ہو گئے ہین۔ دیکھہ یہ سامنے بیشمار فوجین میرے گلے پر تلوار پھیرنے کو تیار پڑی ہین۔ اس تڑاقے کی گرمی مین مجھپر اور میرے ننہے ننہے بچون پر پانی بند کر رکھا ہے۔ اوس شخص نے یہ سنا اور روتے روتے غش کھاکر گر پڑا۔

صواعق سے منقول ہے کہ جب حضور پر یہ سختی اور شدت گذری تو آپکو جناب امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی نصیحت یاد آئی یعنی اونہون نے فرمایا تھا کہ اے میرے پیارے حسین تم کوفیان بدعہد کے کسی قول وفعل کا اعتبار نکرنا۔ وہ لوگ سخت بیمروت وجفاکار ہین۔ اونکے بلانے سے تم ہرگز ہرگز کوفہ کی طرف ہو لکر بھی قدم نہ دہرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے اور کمال پریشانی اوٹھاؤ گے یہ ظالم انتہا درجہ کے بیحیا اور خود غرض ہین ان سے دوستی کی امید رکھنا ہوا پر قلعہ بنانا ہے۔

تاریخ طبری مین ہے کہ جب آپنے لڑائی کو اٹل دیکھا جسکا نتیجہ پہلے سے آپکو معلوم تھا تو حضور خیمہ اطہر مین تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی ان اللہ مع الصابرین یعنی صبر بڑی نعمت ہے اوسکا اجر حق سبحانہ تعالے نے بہت ہی بڑا مقرر فرمایا ہے۔ خبردار ہوشیار۔ زنہار ایسا نکرنا کہ عنان صبر واستقلال اپنے ہاتھہ سے چھوڑ دو۔ تمہاری حالت ردی دیکھکے میری ثابت قدمی مین بھی فرق آئے۔ مین تمکو رونے دہونے اور برا حال کرنے سے منع کئے دیتا ہون۔ پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا۔ اے خداوند ذو الجلال والاکرام۔ تو خوب جانتا ہے کہ کوفہ والون نے

مجھسے بیعت کی۔ اور پھر اپنے قول و قرار پر قائم نہ رہے اسکا انصاف تیرے ہاتھ ہے۔

دسویں محرم سنہ ۶۱ھ یوم جمعہ یا شنبہ کا حال حسرت مآل

ادھر تو یہ محشر بپا ہو ہی رہا تھا کہ اودھر اوس قیامت کے دن کے آفتاب نے دریچہ مشرق سے منہ نکالنا چاہا۔ امام مظلوم سید معصوم نے آواز اذان بلند کی۔ اصحاب پاک نے جمع ہو کے تیمم کیا اور سنت ادا کر کے فجر کی نماز نہایت خضوع و خشوع سے ادا کی۔ ابھی دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ فریاد کوس حربی اور نالہ نائے رزمی لشکر مخالف سے سنائی دی۔ ابن سعد بھی اپنے لشکر کے ساتھ نماز پڑھکے ظلم نادیدنی اور ستم ناشنیدنی برپا کرنیکے لئے سوار ہوا۔ علم ورایت بلند کر کے اون لوگوں نے ہل من مبارز کی صدا بلند کی۔

امام عالی مقام کے پاس اگرچہ بتیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادے یعنی صرف بہتر ۷۲ آدمیوں کی جمعیت تھی مگر لشکر مخالف کی کثرت پر کچھ نظر نہ فرمائی میمنہ یا میمنت میں زہیر بن قیس یا زہین (؟) بجلی میسرہ یا میسرہ میں حبیب بن مظاہر (مطہر) کو مقرر فرمایا۔ علمبردار حضرت عباس نامدار کئے گئے چونکہ قلب کے لئے قدرت نے مقام صدر ہی تجویز فرمایا ہے اسلئے اوس صدر نشین خاندان رسالت نے قلب میں جگہ اختیار کی خیموں کو پیچھے رکھا جنکے گرد خندق کھود کے رات ہی سے اوس میں آگ بھڑکا دی گئی تھی، اسکو آپکے لشکر کا ساقہ کہنا چاہیئے۔ فدایان حسینی نے میدان شہادت میں اپنی اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کے جانبازی شروع کر دی۔

ابن سعد نے اپنے لشکر کے ہر حصہ اور ہر قبیلہ پر علیحدہ علیحدہ افسر مامور کئے اور سب پر ایک اعلیٰ افسر بطور نگران اور ذمہ دار کے مقرر کر دیا مثلاً اہل مدینہ کا افسر اوسوقت عبداللہ بن زہیر ازدی تھا۔ ربیعہ و کندہ کا قیس بن اشعث۔ مذحج و اسد کا سردار عبدالرحمٰن بن سبرہ جعفی

اور تمیم و ہمدان کے افسر حضرت حُر بن یزید ریاحی تمیمی تھے - ہائے افسوس - ان سبھون نے
فرزند رسول مقبول اور لخت جگر علی و بتول کے قتل پر اپنی اپنی کمر چست باندہ لی -
لشکر اشقیاء کا میمنہ نا میمون عمرو بن حجاج زبیدی کے سپرد تھا - میسرہ نا سرہ شمر بن ذی الجوشن
کی نگرانی مین - سوارون کا سردار عروہ بن قیس احمسی - پیادونکا افسر شبیث بن ربعی یربوعی تمیمی تھا
علم اوسکے غلام درید اسکے پاس تھا - ابن سعد خود قلب سپاہ مین جاگزین ہوا -
جب امام ہمام نے دیکھا کہ یہ کمبخت اپنے نامہاے اعمال بغیر سیاہ کیے نمانینگے اور
دولت دنیا کی ہوس مین لامحالہ مجھے ذبح ہی کرینگے تو آپ خیمہ مین تشریف لاے - عمامہ سرور کائنات
علیہ التحیتہ والصلوٰۃ سر مبارک پر رکہا - جبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیب بر فرمایا اور شہسوار میدان
انا نبی بالسیف کی تلوار کمر سے باندہ کے ختم المرسلین حبیب رب العالمین کے گھوڑے مرتجز تام
و بروایتے ایک اونٹنی پر سوار ہو دو چار آدمیون کو ہمراہ لیکے میدان جنگ مین پہونچے اور رجز
شروع کی جسکا ایک شعر یہ ہے جسکو سب نے بخوبی سنا -

اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الطُّہْرِ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ	کَفَانِیْ بِہٰذَا مُفْتَخِرًا حِیْنَ اَفْخَرُ

حضور کی رجز کا مضمون یہ تھا کہ اے اہل عراق تمہین قسم ہے خدا کی ذرا یہ تو بتاؤ کہ مین کون ہون -
تم خوب جانتے ہو کہ مین نواسہ رسول خدا اور لخت جگر فاطمہ زہرا اور قرۃ العین علی مرتضیٰ ہون - بھائی
میرے حسن مجتبیٰ راکب دوش محمد مصطفےٰ تھے میرے چچا جعفر طیار ہواے فضاے جنات العلیٰ
مین ہین اور جناب سید الشہداء امیر حمزہ میرے پدر بزرگوار کے حقیقی چچا تھے - کیا تم عمامہ
رسول اللہ کا میرے سر پر نہین دیکھتے - دیکھو اونہین کا جبہ مبارک مین پہنے ہوئے ہون -
حضور ہی کی شمشیر بُران میری چہاتی سے لگی ہے اور مرکب راکب براق کا زیر ران ہے - اثناے
حجت مین یہ بھی فرمایا کہ اگر تمکو میری گفتگو مین شبہ ہو تو تم مین جابر بن عبد اللہ - ابو سعید - سہیل بن سعد

زید بن ارقم اور انس موجود ہین اون سے دریافت کرلو کہ رسول اللہ کا برتاو ہمیشہ میرے ساتھہ کیسا رہا ہے اور مین اونکا نواسہ ہون یا نہین۔

یہ سنکر فوج مخالف سے صدا بلند ہوئی کہ حسین۔ یہ سب جو کچھہ تمنے فرمایا۔ صحیح و درست ہے آمین ایک بات بھی خلاف واقع نہین۔ اسکے جواب مین راکب دوش مصطفےٰ نے فرمایا کہ اے بدنصیبو۔ جب تم یہ جانتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ میرے خون کو حلال سمجھتے ہو اور پانی میرے ننھے ننھے سے بچون پر بند کردیا ہے حالانکہ چرند و پرند اور یہود و نصاری سب آب فرات سے سیراب ہوتے ہین مگر نور چشمان رسول خدا ہی آج ایک قطرۂ آب کے لئے تمہاری آنکھون کے سامنے ایڑیان رگڑتے ہین اور ان گلاب کی سی پتیون کے مرجھانے پر تمہین ذرا بھی رحم نہین آتا۔ کیا تم یہ نہین جانتے کہ میرا باپ ہمارے دشمنون کو حوض کوثر سے اسطرح دور کردیگا جیسے کوئی پیاسے اونٹونکو پانی سے ہنکا دیتا ہو۔ ناگاہ عورتون اور بچون کے گریہ وزاری کی آواز گوش مبارک مین پہونچی آپکے جسم پاک پر رونگٹے اوس دردناک آواز سے کھڑے ہوگئے منہ پھیر کے خوب روئے اور جناب عباس علمبردار و حضرت علی اکبر کو بلاکے فرمایا کہ جاؤ ان لوگون سے کہو۔ کل تمہین بہت سا رونا ہے آج ہی رو رو کے کیون جان کھوئے دیتے ہو۔ حضرت عباس اور علی اکبر نے بید کی طرح لرز کے آسمان کو دیکھا اور حکم حاکم مرگ مفاجات پر عمل کرکے سراپردۂ اطہر کی طرف دوڑ کے کھا۔ اے حرم محترم۔ فاطمہ کے لال پر یہ تباہی کا وقت ہے۔ للہ اس آخری دم مین رو رو کے اونکا دل نہ کڑھاؤ ورنہ یقین کرلینا کہ دلبند رسول تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیدیگا۔ بیچاری دکھہ کی ماری عورتون نے مجبور ہو کے اپنے گلے گھونٹ لئے اور بھوک پیاس سے تڑپتے بچون کے منہ بھینچ لئے۔ بند ہوتا کیسا یہ وقت ہی بند ہونے اور چپ لگانیکا نہ تھا۔ ع

غرض بیان غم اہل بیت آسان نیست۔

جب ادھر سے دلدوز و جگر سوز نالہ و فغان کی آوازیں سے تمام ظاہر ہوئی تو حضرت امام حسین علیہ السلام
نے پھر اعدا کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ اے لوگو تم سمجھے کہ میں کیون خاموش ہوگیا تھا۔ تمہارے
نبی کی عترت اطہار نے تمہارے اس گنہگار حسین کے لئے اپنا حال تباہ کرنا شروع کردیا تھا اونہیں
چپ کرنے مین اتنی دیر لگی۔ پس تم جانو اور آگاہ ہو کہ خداوند تعالی نے جھوٹ بولنے کو حرام کیا ہے
اور مین نے کوئی بات تم سے خلاف نہین کہی نہ کوئی وعدہ خلافی کبھی مجھ سے ظہور مین آئی نہ کسی
مسلمان کو مین نے ستایا ہے نہ تارک فرائض الٰہی ہون۔ پھر کیون میرا دل دکھایا جاتا ہے
اے لشکریان یزید۔ خوب غور کرلو۔ اور سمجھ لو کہ نصاریٰ جہان کہین خر عیسیٰ کے سُم کا نشان
پاتے ہین تو آجتک اوسکی تعظیم و تکریم کرتے ہین۔ یہود اگر کوئی اثر جناب موسیٰ کا دیکھتے ہین تو دل وجان
سے اوسکو عزیز رکھتے اور عزت کرتے ہین لیکن حیف صد حیف کہ تم سب نے میرے قتل ناحق پر کمر
باندہی ہے حالانکہ مین تمہارے نبی کا نواسہ ہون ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ آیا مین نے
تم مین سے کسیکا خون کیا ہے جو میرے خون کے پیاسے ہو یا کسیکا مال لے لیا ہے جسکے
مطالبہ مین مجھے ایسا تنگ کرتے ہو یا کوئی اور قصور میرے ذمہ ہے جسکے پاداش مین چارون
طرف سے مجھپر یہ نرغہ ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ روئے زمین پر جو نسب عالی میرا ہے وہ کسی
کو حاصل نہین۔ مین دنیا کو چھوڑ کے اپنے نانا بزرگوار کے روضۂ مبارک پر خادم بنکے بیٹھ گیا تھا۔
لوگون نے مجھے وہان چین سے نہ رہنے دیا اور مین وہان سے آزردہ ہوکے مکہ پہونچا تاکہ اپنے
پروردگار کی عبادت مین مشغول رہون۔ تم لوگون کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور خطون پر خط اور قاصدون کے
قاصد میرے پاس بھیجے اور خدا و رسول کیواسطے مجھے دلائے گئے کہ یہان آؤ۔ تمہارے سوا
کوئی مستحق امامت نہین۔ اب جو مین یہان آگیا ہون تو میرے خون کے پیاسے ہوگئے ہو اور
ہم غریب بیکسون کے شیشۂ دل سنگ جفا سے چور کرتے ہو۔ قیامت کے دن خدا و رسول کو کیا جواب دوگے

جب مخالفین مین سے کسی نے اسکا جواب نہ دیا تو آپ نے نام بنام شبث بن ربعی - عمرو بن سعد - حجار بن الجبر قیس بن اشعث - زید بن الحرث اور عمرو بن حجاج وغیرہ کو پکار کے پوچھا - کیا تمنے خط لکھہ لکھہ کے مجھے یہان نہین بلایا ہے جواب تلوارین باندہ باندہ کر مجھے ذبح کرنے آے ہو - وہ لوگ صاف انکار کر گئے - جناب امام نے اونکے خطوط اونکے سامنے ڈالدئیے پھر بھی اون ظالمون نے انکار ہی کیا - حضور نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہکے وہ خط آگ مین جھونکدئیے اور آسمان کی طرف دیکھکے فرمایا - اے لوگو مجھے معلوم ہوا کہ تم میری صورت سے نفرت کرتے ہو بہتر ہے کہ تم مجھے چھوڑدو تاکہ مین کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤن "جناب امام کی یہ باتین سُنکے قیس بن الاشعث بول اوٹھا کہ تم اپنے چچازاد بھائی ابن زیاد کا کہنا کیون نہین مانتے کیا وہ تمہارے حق مین بُرائی کریگا - حضور نے اسکے جواب مین فرمایا اے ابن الاشعث کیا تو یہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھہ سے مسلم بن عقیل کے خون کے سوا اورون کے خون کا بھی دعویٰ کرین - واللہ مین ذلیل و حقیر بنکے تمہاری اطاعت نہ قبول کرونگا اور نہ غلامون کی طرح مجبور و لاچار ہو کے اوسکی امارت کا مقر ہونگا - اتنا فرما کے حضور نے اپنی اونٹنی بٹھادی اور اوتر پڑے - پھر زہیر بن القین سے نہ رہا گیا اور صف سے باہر نکلکے سامنے آکھڑے ہوے اور فرمایا کہ اے لوگو ہم تم بھائی بھائی ہین - اسلئے تمہین سمجھاتا ہون کہ اللہ جل شانہ نے جو اسوقت آل اطہار اور ذریت احمد مختار سے تمہارا سامنا کرایا ہے اوس سے مقصود یہ ہے کہ تمہارے ایمان کا امتحان کرے - اے اللہ کے بندو - سوچو اور سمجھو کہ ابن فاطمہ مدد و محبت کا مستحق ہے یا گمراہ ابن سمیہ - اسپر کوفیون نے حضرت زہیر کو گالیان دین اور ابن زیاد کی بہت کچھہ تعریف کی - بعد ازان شمر بن ذی الجوشن اور زہیر سے خوب ہی رد و بدل ہوئی - یہ دیکھکے جناب امام نے زہیر کو واپس بلالیا -

اب حضرت حُر بن یزید ریاحی کو بالکل یقین ہو گیا کہ یہ ظالم جناب امام کے قتل پر تُلے ہوے ہین -

وہ ابن سعد کے پاس پہونچے۔ اوسنے پوچھا کہ کیا تم حسین سے لڑنے جاتے ہو۔ حضرت حُرنے جوابدیا۔ خدا نہ کرے۔ تو مجھے پہلے یہ بتادے کہ تونے جناب امام کی کونسی درخواست کو منظور کیا ابن سعد بولا تمہارا امیر اونکی کسی بات کو نہین مانتا مین کیا کرون۔ یہ سنکے جناب حُر حضرت امام کے پاس چلے آے اور عرض کی۔ اُسے ابن رسول اللہ خدا مجھے حضور پر فدا کرے مین نے آپکو واپس جانے نہین دیا اور مین ہی گھیر گھار کے آپکو یہان لے آیا۔ واللہ اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ یہ ظالم آپ سے اس بُری طرح پیش آئینگے تو مین ایسا نہ کرتا۔ اب اپنے کئے سے نادم ہوکر حضور مین حاضر ہوا ہون تاکہ آپکی مدد کرون۔ کیا حضور میرا قصور معاف کردینگے؟ جناب امام نے فرمایا۔ بیشک خدا نے تیری توبہ قبول کرلی۔ حضرت حُر خوش ہو گئے اور لشکر مخالف کے سامنے آ کے اونہین بہت سا سمجھایا بوجھایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھونسے کیون اپنے پانؤنہین کلہاڑی مارتے ہو اور کیون خود اپنے پانؤنسے دوزخ کیطرف چلے جاتے ہو۔ لخت دل رسول پر آب فرات بند کر رکھا ہے اور نور دیدہ بتول کے خون کے پیاسے ہو۔ اون دین فروشون نے ایک نہ مانی اور جمع ہو کے جناب حُر پر تیر برسانے لگے۔ وہ لاچار ہو کے جناب امام کے پاس چلے آے۔

اسوقت ابن سعد لشکر سے نکل کے آگے آیا اور کہنے لگا کہ اے حسین۔ ان باتون سے کوئی نتیجہ نہ برآمد ہوگا یا تو یزید سے بیعت کرو یا ہم سے لڑو ہم تمہین ہلاک کرینگے اتنا کہکے اوسنے اپنی کمان مین تیر لگایا اور پکارا۔ اے اہل کوفہ۔ گواہ رہنا مین پیشقدمی کرتا ہون۔ تمہین امیر جلیل الشان عبیداللہ بن زیاد کے سامنے گواہی دینی پڑیگی کہ مین نے کسی طرح پہلوتہی نہین کی۔ یہ کہکر وہ تیر جناب امام عالی مقام کی طرف پہنکا۔ حضور عالی نے ریش مبارک ہاتھ مین لیکے فرمایا۔ اے اشقیاے بیدین۔ خداوند کریم نے اپنا غضب یہودیون پر اوسوقت سخت کردیا کہ جب اونہون نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا۔ نصاری سے خدا اوسوقت خفا ہوگیا جب اونہون نے مسیح کو

ابن اللہ بتایا۔ اب تم اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کیا چاہتے ہو اسوقت حق سبحانہ تعالے تمپر غضبناک ہے اپنی خیر نہ سمجھو مین واصبر وما صبرک الا باللہ کے راستہ سے دور ہونا پسند نہین کرتا اور ان اللہ یحب الصابرین کی رسی مضبوط تھامے لیتا ہون تاکہ تھوڑے ہی عرصہ مین ظلم کے نتیجے ستمگارون کو معلوم ہو جائین۔ انشاءاللہ وہ عنقریب اوج جاہ و حرمت سے قعر ادبار و مذلت مین گرفتار ہونگے۔

کہ گرد در ہمہ عالم کمانِ ظلم بہ زہ	کہ تیر لعنت جاوید را نشانہ نشد

ان اللہ یمہل ولا یعمل پر بھروسا کر کے تمہارے کردارون کی جزا اور گفتار کی سزا کا منتظر ہون اوسے نزدیک سمجھو۔

ہر کہ آئین ظلم پیش نہاد ✣	بند بر دست و پاے خویش نہاد
چند روزے اگر سر افراز د	دہرش آخر زپا در اندازد ✣

اسکے بعد جناب امام گھوڑے کی باگ پھیر کے اپنے لشکر مین چلے گئے اور لڑنیکا عزم بالجزم کر لیا یہ دن جمعہ کا اور ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ تھی۔

لشکر مخالف کی تعداد بقولے سترہ ۱۷ ہزار اور بروایتے تیس ۳۰ ہزار تھی۔ صحیح روایت یون ہے کہ اوس معرکہ جانکاہ مین شام و کوفہ کے بائیس ۲۲ ہزار سوار و پیادے شامل تھے۔

ملازمانِ حسین رضی اللہ عنہ بروایتے بیاسی ۸۲ اور قول مشہور سے بہتر ۷۲ تھے۔

مورخ کہتے ہین کہ جناب امام حسین کا صرف یہ قصور تھا کہ حضور ایک خلاف شرع اور گمراہ آدمی یعنی یزید کو اپنا رہنما بنانا نہین چاہتے تھے اسی لئے لوگ اونکے خون کے پیاسے ہو گئے اگرچہ یہ سب مسلمانی کا دعویٰ کرتے تھے لیکن حب دنیا نے انہین ایسا اندھا کر دیا تھا کہ نبی زادہ کو قتل کر ڈالا۔ جناب امام نے جو خطبہ دونون صفون کے درمیان دیا وہ بڑا پُر اثر تھا مگر اوسنے

اون سنگدلون پر کچھ بھی اثر نہین کیا البتہ حضرت حُر بن یزید ریاحی آپکی طرف آن ملے اور اپنی جان قدمون پر فدا کر دی۔ جناب امام کے لوگون نے بڑی شجاعت اور دلیری سے مقابلہ کیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ بنی ہاشم کے بازوؤن مین خدا نے بڑی طاقت دی ہے۔ جناب امام کو کبھی لڑنے کا اتفاق نہوا تھا اور یہ پہلی لڑائی تھی جو انہین لڑنی پڑی مگر الولد سر لابیہ اپنے والد ماجد حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؓ کی طرح اونکی شمشیر زنی بھی بہت ہی سخت تھی۔ فریق مخالف کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر ایکسا کی دار و دو مشہور ہے اور یہان بہتر کے مقابلہ مین بہتر ہزار تھے آخر الامر جناب امام ہمام مع اپنے رفقا کے شہید ہوے۔ اعداء کے ظلم نے کوئی دودہ پیتا بچہ بھی نچھوڑا چونکہ خدا کو بی بی فاطمہ کی نسل کا منقطع کرنا منظور نہ تھا اسلیے حضرت علی ابن حسینؓ سے جنکا لقب امام زین العابدین ہے جناب امام حسین کی اولاد قایم رہی۔ جناب زین العابدین معرکہ کربلا مین بستر پر بیمار پڑے تھے اسلیئے ظالمون کی تیغ بیدریغ سے محفوظ رہے۔ اس معرکہ جانسوز مین حضرت امام حسین کے اٹھاسی یا ایک سو چالیس ۱۴۰ آدمی کام آے۔

شامیون مین سے زیاد کا غلام یسار اور عبید اللہ کا غلام سالم نکلکے میدان جنگ مین آے اور پکارے۔ ہے کوئی جو ہم سے آکے لڑے۔ امام حسینؓ کی طرف سے عبد اللہ بن عمیر کلبی جو کوفہ سے معہ اپنی بیوی کے ادہر آن ملے تھے میدان مین آے۔ یسار و سالم نے کہا ہم تم سے نہین لڑتے ہمارے مقابلہ کے لئے زہیر بن القین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن حصیر کو بھیجو۔ حضرت عبد اللہ نے گرم ہوکے یسار کو للکارا کہ اے ولد الزنا زبان اپنی بند کر۔ تیرا سنہ اور ایسے لوگون کی برابری میری ہی تلوار تیرا سر اوڑانے کے لئے کافی ہے۔ یسار جہنجلا کے آگے بڑہا۔ اور حملہ کیا۔ عبد اللہ نے اوسکا وار خالی دیکے اپنی تلوار چلائی۔ تہوڑی دیر تک دونون مین لے دے ہوتی رہی سالم نے دیکھا کہ یسار کمزور ہے خود جہپٹا۔ حضرت عبد اللہ نے اوسے پاس بہی نہ آنے دیا اور یسار کو

واصل جہنم کرکے سالم کی طرف مخاطب ہوئے - اوسنے آپ پر متواتر حملے کئے - عبداللہ اوسکے حملون کو بہی روکتے تھے اور خود بہی وار کرتے جاتے تھے - اسی رد وکد مین حضرت عبداللہ کے بائین ہاتھ کی اونگلیان کٹ گیئن اسپر بہی لپک کر جو ایک ضرب لگائی تو سالم کو اوسی جگہہ ٹھنڈا کردیا یہ دیکھکے اونکی اہلخانہ ام وہب لکڑی ہاتھہ مین لئے یہ کہتی ہوئی دوڑین - اے میرے پیارے شوہر میری جان تمپر فدا ہو رسول اللہ کے نواسہ پر اپنی جان تصدق کردو - حضرت عبداللہ بہتیرا کہتے تہے کہ تم واپس جاؤ مگر وہ نہ مانتی تہین اور یہی کہے جاتی تہین کہ نہین مین بہی ان مونڈی کاٹون سے لڑکے اپنی جان دونگی - آخر جناب امام سے نرہا گیا اور باآواز بلند فرمایا کہ تم دونون میان بیوی نے اہلبیت رسالت پر آج بہت بڑا احسان کیا ہے اللہ تمکو اسکا اجر نیک دیگا - ای ام وہب عورتین جہاد سے بری ہین تمہین خدا کی قسم تم واپس چلی آؤ - تمپر جہاد فرض نہین ہے - ام وہب حسب الارشاد واپس چلی آئین -

یہ حال دیکھکے عمرو بن الحجاج نے لشکر شام کے میمنہ کو لڑائی کے لئے اوبھارا - اوسمین سے سوار آڑے نیزے کئے ہوئے نکلے - جناب امام کے ساتہیون نے اونپر ایسے زور شور سے تیر برسائے کہ بہت سے واصل جہنم ہوئے اور باقی لوگ دم بہاگے -

اوسوقت ابن حوزہ لشکر مخالف سے "کیا تم مین حسین ہے کیا تم مین حسین ہے" - کہتا ہوا آیا - کسی نے اوسکا جواب نہ دیا جب تیسری بار اوسنے یہی سوال کیا تو حضرت امام کے ہمراہیون مین سے کسی نے کہا - ہان ہان آپ تشریف رکہتے ہین - کہہ - کیا کہتا ہے - ابن حوزہ بولا - اے حسین مین تجہے آتش دوزخ کی خبر دیتا ہون - آپ نے فرمایا اے ملعون تو جہوٹا ہے اور ہاتھ اوٹھا کے جناب باری مین التماس کی اللھم حزہ الی النار یہ سنکے ابن حوزہ چاہتا تھا کہ حملہ کرے مگر اوسکا گہوڑا ایسا بگڑا کہ وہ سنبھل نہ سکا ایک پاؤن تو اوسکا رکاب سے نکل گیا اور دوسرا اٹکا رہگیا گہوڑا

بھاگتا تھا اور ابن حوزہ کے سر کے ٹکڑے ہوتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ تھوڑی دیر مین لاش
کا بھی پتا نہ چلا۔ مسروق بن وایل حضرمی نے جو ابن حوزہ کے ساتھہ لڑنے نکلا تھا جب یہ دیکھا
تو ڈر گیا اور یہ کہتا ہوا بھاگا کہ مین اس خاندان سے ہرگز نہ لڑونگا اسکی بددعا مین بڑا اثر ہے۔

پھر عبدالقیس کا حلیف یزید بن معقل للکارتا ہوا میدان مین آیا اور جناب بریر بن حصیر کو
اپنے مقابلہ کے لئے طلب کیا۔ حضرت بریر تشریف لائے۔ پہلے تو باتوں مین بحث ہوئی
جب بریر نے اوسے لاجواب کر دیا تو یزید تلوار لیکے اونکی طرف جھپٹا۔ نہایت چستی و چالاکی سے
دونون مین دو دو ہاتھہ ہوئے۔ ابن معقل نے تلوار چھوڑ کے نیزہ چلایا بریر نے خالی دیکے
ایک تلوار ایسی اوسکے سر پر رسید کی جو خود سے گذر کے مغز مین سرایت کر گئی۔ بریر اپنی تلوار نکال
رہے تھے کہ رضی بن منقذ عبدی نے جھپٹ کر اونپر وار کیا۔ ابن حصیر بھی اوس سے اولجھہ گئے
تھوڑی دیر تک دونون مین خوب داؤ گھات ہوئے آخر جناب بریر نے رضی کو گرا لیا۔ اوسکے
سینہ پر چڑھکے اپنا خنجر کمر سے نکالتے تھے کہ کعب بن جابر ازدی نے لپک کے آپکی پشت پر نیزہ مارا
اونھون نے اوسکی کچھہ پرواہ نہ کرکے کھڑا ہونا چاہا کہ کعب نے تلوار سے شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
رضی اپنے کپڑے جھاڑ کے اوٹھہ کھڑا ہوا۔ کعب کی بیوی نے جو یہ حال دیکھا تو اپنے میان کو خوب
صلواتین سنائین اور کہا۔ لعنت ہے تجھپر تو ابن فاطمہ کا دشمن ہے اور تو نے بریر کو شہید کر ڈالا جو
سید القراء تھا۔ جا۔ تیرا منہ کالا ہو اب مین عمر بھر تیری صورت نہ دیکھونگی۔

ابن حصیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان مین آئے اور داد شجاعت دیکے
شہید ہوئے۔ اونکا بھائی مخالفین کا جانب دار تھا حضرت عمرو بن قرظہ کی موت سے بہت رنجیدہ
ہوا اور یہ کہتا ہوا لشکر شام سے نکلا کہ اے حسین کذاب ابن کذاب تو نے میرے بھائی کو ایسا گمراہ
کیا اور بہکایا کہ وہ جانبر نہوا۔ جناب امام عالی مقام نے فرمایا۔ خدا نے تیرے بھائی کو تو راہ حق

دکھا دی اور اوسے سیدھا بہشت مین بلا لیا البتہ تو گمراہ ہے۔ وہ شخص یہ سنکے آپے سے باہر ہوگیا
اور یہ کہتا ہوا میدان مین آیا کہ مین اگر تجھے نہ ماروں تو خدا مجھے زندہ نہ رکھے۔ ہلال بن نافع مرادی
نے اوسپر نیزہ مارا وہ زخمی ہو کے گر پڑا مگر اوسکے ہمراہی اوٹھا لیگئے اور علاج کر کے اوسے اچھا کر لیا
حُربن یزید ریاحی نے جب ایسی حالت دیکھی تو امام ہمام سے جہاد کی اجازت حاصل کر کے غضبناک
ببر کی طرح میدان جنگ مین تشریف لائے۔ یزید بن سفیان اون سے لڑنے آیا جناب حُر نے
ایک ہی ہاتھہ مین اوسکا خاتمہ کر دیا۔ ہلال سے مقابلہ کرنیکے لئے مزاحم بن حریث آیا اونسون نے
بھی ایک ہی ضرب مین مزاحم کو ڈھیر کر دیا۔ افواج شام نے جو اسطرح اپنے لوگون کو مرتے دیکھا تو لرز
گئین اور ہر شخص جناب حُر اور حضرت نافع کے سامنے جانے سے کچیانے لگا۔ عمرو بن حجاج نے
شامیون کو غیرت دلائی اور للکار کے کہا کہ اے بزدلو۔ اگر تم مین سے ایک ایک کی ہمت ان شیرون
کے سامنے پست ہوتی ہے تو سب یکبارگی ان پر جا گرو۔ ابن سعد نے بھی مجبوراً اس رائے کو مان
لیا۔ جناب امام مظلوم پکارے۔ اے ظالم ابن حجاج۔ یہ کیا غضب کرتا ہے دو بیکسون کے اوپر
ہزارون کی چڑہائی۔ تو خدا کو کیسے منہ دکھائیگا۔ عمرو بن حجاج نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور فرات کی
طرف سے اپنے بے انتہا ساتھیون کو لیکر حملہ کر دیا اسمین حضرت مسلم بن عوسجہ شہید ہوئے۔

اسوقت شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لیکر حملہ کیا ہمارے غازیون نے بھی کَلّہ بکَلّہ جواب دیا۔
اگرچہ اونکی طرف صرف بتیس ہی سوار تھے مگر جدہر رخ پھیر دیتے تھے صفین کی صفین صاف ہو جاتی
تھین اور لوگ منتشر ہو کے بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ سواران کوفہ جان چرانے لگے تو اونکے سردار
عروہ بن قیس نے لڑائی کا رنگ بگڑتے دیکھکر ابن سعد کے پاس پیام بھیجا کہ ان مٹھی بھر آدمیون نے
تمام فوج کے چھکے چھوڑا دئے ہین تیر اندازی کا حکم دیدیا جائے ورنہ یہ سب بھاگ جائینگے پس
ابن سعد نے شیث بن ربعی کو حکم دیا کہ امام ہمام پر تیر برسا دو۔ شیث نے انکار کیا تو حصین بن نمیر

پانچسو تیر انداز اپنے ہمراہ لیکے تیر پھینکنے لگا یہان تک کہ امام ہمام کی طرف کے سب گھوڑے زخمی ہوکے مر گئے اور لوگ پیادہ پا ہی لڑنے لگے۔ دوپہر ہوچکی تھی اور لڑائی اوسی جوش وخروش کے ساتھ جاری تھی۔ باوجود کثرت کے مجال نہ تھی کہ فوج شام مین سے کوئی بھی ہمارے غازیون کے پاس پھٹکے یا اونپر حملہ کرے۔

آخرکار جب ابن سعد کا دم ناک مین آگیا تو چند لوگون سے کہا کہ حرم محترم کے خیمون پر حملہ کرو جناب امام کی طرف سے صرف چار آدمی اس حملہ کی روک کے لیے مستعد ہوئے۔ وہی چار وستون کے وستون کا ستھراؤ کرنے لگے۔ اب ابن سعد کو یہ سوجھی کہ خیمون پر دور ہی سے آگ برسائی جائے تو امام مظلوم باآواز بلند پکارے۔ اے گروہ اشقیا۔ تم مجھ سے لڑتے ہو۔ یا عورتون اور بچون کو ستاتے ہو۔ ابن سعد تو یہ سُنکے خاموش ہو رہا مگر شمر بن ذی الجوشن خیمہ تک پہونچکے کہنے لگا کہ اگر مین اس خیمہ کو نہ جلادون تو مجھے دوزخ ہی کی آگ مین جلنا نصیب ہو۔ عورتین یکبارگی چینخکر باہر آگئین۔ امام حسین نے شمر کو ڈانٹا اور فرمایا کہ خدا تجھے جلائے۔ حمید بن مسلم اور شیث بن ربعی بھی شمر کو روکتے تھے مگر وہ نہین مانتا تھا اور آگے بڑھتا چلا جاتا تھا زہیر بن القین نے دس آدمی اپنے ہمراہ لیکر شمر کے ساتھیون پر حملہ کردیا۔ ابو عزہ ضبابی اور بہت سے آدمی اوسکے مارے گئے باقی معہ شمر کے بھاگ گئے۔

یہ نماز ظہر کا وقت تھا۔ ابو ثمامہ صائدی نے امام ہمام کی خدمت مین التماس کی کہ حضور خاطر جمع رکھین۔ جب تک میرے دم مین دم ہے آپکا بال بیکا نہونے دونگا مگر ایسی دعا کیجیے کہ ہم یہ نماز پڑھکے مرین۔ آپنے اونہین دعا دیکے فرمایا ہان ہان یہ اول وقت نماز کا ہے تم شمر اور ابن سعد سے پکار کے کہو کہ ہمین اتنی مہلت دیدو کہ ہم نماز پڑھلین۔ ابو ثمامہ یا کسی اور نے یہ درخواست پیش کی۔ حصین بن نمیر بول اوٹھا کہ تم لوگون کی نماز خدا قبول ہی نہین کریگا حضرت حبیب ابن مظاہر

کو یہ سنکر غصہ آگیا۔ فرمانے لگے۔ اے سگ دنیا خدا آل رسول کی نماز تو قبول نہین کریگا تو پھر کیا تیری کریگا۔ حصین بن نمیر نے پیچ و تاب کھا کے حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا۔ جناب حبیب نے تلوار چلائی جو اوس شقی کے گھوڑے کے منہ پر پڑی اور گھوڑا پلٹ گیا۔ ابن نمیر منہ کے بل زمین پر آن رہا اوس کے ہمراہیون نے دوڑ کے اوسے اوٹھالیا۔ حضرت حبیب ابن مظاہر بڑی شجاعت اور دلیری سے لڑنے لگے۔ بنی تمیم مین سے بدیل بن صریم کو جو ایک بڑا بھادر اور سن چلا تھا آپ نے قتل کیا۔ کسی دوسرے نے پیچھے سے نیزہ مارا آپ اوسکی طرف مڑتے تھے کہ حصین بن نمیر نے آپ کے تلوار ماری۔ حضرت حبیب گرے اور بنی تمیم مین سے کسی نے آپکا سر اوتار لیا۔

حضرت حبیب ابن مظاہر کے شہید ہو جانے سے جناب امام کو سخت صدمہ ہوا اور چاہا کہ مین خود لڑنے جاؤن مگر زہیر اور حُر نے دوڑ کے حضور کو پکڑ لیا۔ اور عرض کی کہ جب تک ہم زندہ ہین آپکو ہرگز نہ جانے دینگے۔ حضور نے اپنا ارادہ اونکے کہنے سے فسخ کر دیا۔

اب جناب حر بن یزید ریاحی اور حضرت زہیر بن القین نے لشکر شام پر حملہ کر دیا جب ایک لڑتے لڑتے فریق مخالف مین گھر جاتا تھا تو دوسرا بڑے زور شور سے حملہ آور ہوتا تھا اور اپنے ساتھی کو دشمنون کے غول مین سے نکال لاتا تھا۔ ذراسی دیر مین ان دونون شیرون نے بہتون کو تلوار کے گھاٹ دوزخ مین اوتار دیا۔ ابن سعد نے لڑائی کا یہ ڈھنگ دیکھکے اپنے لشکر کو ملامت کی۔ پیادون نے چارون طرف سے ہمارے دونون دلیرون کو گھیر لیا اور جناب حُر شہید ہو کے جنت کو سدھارے۔ اسی ہنگامہ مین ابو ثمامہ نے اپنے چچازاد بھائی کو جو لشکر اشقیا مین تھا مار ڈالا۔

اس عرصہ مین جناب امام اپنے ساتھیون کے ہمراہ صلوٰۃ الخوف پڑھ چکے تھے پھر لڑنے لگے مخالفین نے چارون طرف سے تیر برسانے شروع کئے۔ آپ کے ساتھی جانبازی کی خوب ہی خوب داد دیتے تھے۔ زہیر بن القین بے دھڑک لڑتے بھڑتے لشکر شام کے بادلون مین جا گھسے۔

کثیر بن عبید اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس انکا ایک اونپر ٹوٹ پڑے اور جناب زہیر کو شہید کر ڈالا۔
ہلال بن نافع بجلی نے اپنے تیرون کے پھلون کو زہر مین بجھا لیا تھا اور سب پر اونکا نام بھی
لکھہ لیا تھا اونہون نے بارہ آدمی شامیون کے مارے اور بہت سے زخمی کئے لیکن لڑائی مین بازو
اونکا ٹوٹ گیا اسلئے گرفتار ہو گئے۔ شمر بن ذی الجوشن اونمین پکڑ کے ابن سعد کے پاس لے گیا
اوسوقت خون کا فوارہ اونکے چہرہ سے روان تھا۔ ابن سعد اونکی یہ حالت دیکھکے ہنسا۔ ابن
نافع بولے۔ ہنستا کیا ہے تیرے بارہ آدمی مارکے اور بہت سے زخمی کرکے آیا ہون اگر میرے بازو
سلامت رہتے تو تجھے اور تیرے لشکر کو کنوئین جھنکا دیتا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ مجھے گرفتار کر لیتا۔
شمر نے جلکر اونکو شہید کر دیا۔

اسکے بعد شمر نے عام حملہ کیا۔ جناب امام کے ساتھیون نے حملہ آورون کی کثرت اور اپنی قلت
دیکھکے خیال کیا کہ ہم کسی طرح سید ابرار کو اعدا کے شر سے محفوظ نہین رکھہ سکتے اسلئے بہتر ہے کہ
امام حسین کے سامنے لڑ بھڑکے اپنی جانین اونکے قدمون پر نثار کر دین پھر ہمارے بعد جو چاہے ہو اگر
پس عروہ غفاری کے فرزند ارجمند عبد اللہ اور عبد الرحمٰن امام حسین کی خدمت مین ہاتھہ باندھکر
حاضر ہوئے حضور سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آئے اور بڑی بہادری کے ساتھہ شہید ہوئے
اونکے بعد سیف بن الحرث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع جو باہم چچازاد اور نیز اخیافی
بھائی تھے روتے ہوئے حضور مین آئے جناب امام نے بکمال دلداری دریافت فرمایا کہ تم روتے
کیون ہو اللہ عز اسمہ عنقریب بہشت تمکو دیگا۔ سیف و مالک نے عرض کی حضور ہم اسلئے نہین روتے
بلکہ ہمارے رونیکا یہ باعث ہے کہ ہم لوگ اپنی جانین گنوا کے بھی آپکو نہین بچا سکتے۔ جناب امام عالیمقام
نے اونکی غمخواری کی تعریف کی اور اونہین دعائین دین۔ وہ دونون شیر کی طرح ڈکراتے ہوئے
میدان جنگ مین آئے لشکر شام نے ٹیڑی دل کیطرح اونکو چارون طرف سے گھیر کے شہید کر ڈالا۔

پھر حنظلہ بن اسعد شیبانی اشقیا کے سامنے آکھڑے ہوئے اور اونہوں بہت کچھ اونچ نیچ سمجھائی مگر کسی نے اونکی باتوں کا جواب ندیا۔ جناب امام بولے۔ اے حنظلہ خدا تمپر رحم کرے یہ لوگ کسی کی نہ سنینگے یہ تو عذاب کے مستحق ہو چکے۔ حنظلہ یہ سنکے خاموش ہو رہے اور حضور سے اجازت لیکے درود پڑھتے ہوئے میدان مین آئے۔ مخالفین نے چارون طرف سے گھیر کے تیر برسانے شروع کردئے اور حضرت حنظلہ جنت کو سدھارے۔

اب عابس بن ابی شبیب شاکری معہ اپنے خادم شوذب کے امام ہمام کی جناب مین حاضر ہوئے جنگ کرنیکی اجازت طلب کی اور میدان مین آئے۔ شوذب تو جاتے ہی شہید ہوئے۔ عابس نے للکارا۔ جسے شجاعت کا دعوی ہو وہ میرے سامنے آئے۔ لشکر شام مین ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا کسی کی ہمت نہین پڑتی تہی کہ حضرت عابس کے سامنے آئے یہ دیکھکر ابن سعد پکارا۔ اے نامردو اور بزدلو۔ اگر تم مین سے کوئی ایک انکا مقابلہ نہین کرسکتا تو سب چارون طرف سے گھیر کر انہیں مار ڈالو یا ہر طرف سے تیر اور پتھر ہی پھینکنا شروع کردو۔ عابس نے یہ سنکے پہلے تو اونکی جنم مین تھوکا پھر تلوار ننگی کرکے شیر کی طرح بپھر پڑے اور ذراسی دیر مین مار مار کے اپنے ارد گرد سے سبکو بھگا دیا۔ آخر سارے لشکر نے یورش کرکے تیرو نیزون سے آپکو شہید کر ڈالا۔

روایت ہے کہ جناب امام کے ساتھیون مین سے جو سب سے پہلے لڑے اور سب سے پہلے شہید ہوئے وہ ابو الشعثاء کندی یعنی یزید بن ابی زیاد تھے۔ اونکا حال اسوقت بیان کیا جاتا ہے یہ صاحب ابن سعد کے مصاحبون مین سے تھے۔ جب اونہون نے دیکھا کہ ان دونون فریقون مین صلح ہونا ممکن نہین اور شامی ضرور با ضرور جناب امام کو شہید کرینگے تو وہ لشکر مخالف سے الگ ہو کے امام حسین کی خدمت مین چلے آئے اور امام مظلوم سے اجازت لیکے میدان مین گئے۔ اونہون نے دشمنون کو سو تیر مارے جنمین سے پانچ نے بھی خطا نہ کی۔ جب تیر چلاتے تھے جناب امام فرماتے

جاتے تھے کہ اللہ تمہارے بازوؤن مین زیادہ قوت عطا کرے اور اسکے صلہ مین تمہین بہشت دے
غرضکہ سب سے پہلے حضرت یزید نے بڑی بہادری اور ناموری کے ساتھہ اپنی جان امام پر قربان کی
سب کے بعد سوید بن ابی المطاع خثعمی شہید ہوئے۔ اب اعوان وانصار مین سے کوئی نہ رہا۔
عزیزون اور قریبون کی باری آگئی۔

حضرت ابی طالب کی اولاد مین سے سب سے پہلے علی الاکبر بن حسین والد بزرگوار سے اجازت لیکر میدان مین آے۔ انکی مان کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ اونہون نے کمال شجاعت سے متواتر حملے کئے اور تین چار دفعہ مخالفین کو پسپا کردیا مگر مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے جو نیزہ مارا تو منہ کے بل گر پڑے اور لوگون نے دوڑ کے آپکے ٹکڑے کرڈالے۔ امام حسین نے اونکی لاش کو اوس خیمہ کے سامنے لاکے رکھدیا جسکے آگے لڑائی ہو رہی تھی۔

عبداللہ بن مسلم کی پیشانی پر عمرو بن صبیح صیدانی نے تیر مارا وہ سر پکڑ کے بیٹھہ گئے ابھی سنبھلنے نہ پاے تھے کہ ابن صبیح نے دوسرا تیر مارا اور جناب عبداللہ جنت کو سدھارے۔

پھر چارون طرف سے ہلّا ہوگیا۔ عون بن عبداللہ بن جعفر کو عبداللہ بن قطبہ طائی نے۔
عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب کو عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے
اور جعفر بن عقیل کو عبداللہ بن عروہ خثعمی نے شہید کیا۔

اب جناب قاسم بن الحسن بن علی شمشیر بکف تشریف لاے۔ عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے تلوار ماری۔ حضرت قاسم "یا عماہ" کہکے منہ کے بل زمین پر گر پڑے جناب امام حسین نے دوڑ کر عمرو پر تلوار چلائی۔ اوسکا ہاتھہ کہنی پر سے صاف اوڑ گیا اور وہ بھی چیخ مار کے زمین پر گرا کوفہ کے سوار اوسے بچانے کو دوڑ پڑے مگر وہ گرد و غبار اوڑا کہ اندھیرا ہوگیا کچھہ دکھائی نہین دیتا تھا۔ اوسی طوفانِ بے تمیزی مین اونہین کے گھوڑون نے عمرو کی لاش کو روند کے آٹا کردیا۔

اور ہر جناب قاسم شہید ہو چکے تھے امام فلک مقام اونکی لاش کو اوٹھا لاے اور اہلبیت کی لاشون کے پاس رکھدیا۔

اسکے بعد دونون طرف تھوڑی دیر کے لئے سکوت ہو گیا۔ حضرت امام ہمام بھی چپ چاپ ٹہلتے رہے۔ کسی کو جراءت نہ تھی کہ حضور کی طرف بڑھے۔ آخرکار بنی کندہ مین سے مالک بن نسیر نے آپکے سر مبارک پر تلوار ماری جس سے خفیف سا زخم آیا اور خود خون سے بھر گیا آپنے اوسے اوتار کے پھینکدیا۔ مالک بن نسیر اوس خود کو اوٹھا لے گیا۔

اسوقت آپنے اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو بلا کے گود مین بٹھا لیا اور پیار کرنے لگے بنی اسد کے ایک آدمی نے تیر مارا جو بچہ کے گلے مین دوسار ہو گیا اور حضرت عبداللہ کو نزع ہو سدہارے۔

اب پھر لڑائی ہونے لگی۔ ابوبکر بن حسین بن علی کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے تیر سے شہید کیا۔ عباس بن علی نے اپنے بھائیون عبداللہ و جعفر و عثمان کو للکارا کہ دیکھتے کیا ہو میدان مین جاؤ۔ تینون بھائیون نے خوب ہی خوب بہادری دکھائی مگر اوس جم غفیر سے جان بچانا محال تھا۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ و جعفر کو شہید کیا۔ خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی پر حملہ کیا۔ آپ خالی دیکے اوسپر وار کیا چاہتے تھے کہ بنی ابان بن وارم مین سے کسی نے پیچھے سے ضرب لگائی اور حضرت عثمان گر پڑے۔ اوسنے سینہ پر چڑھکے سر اوتار لیا۔ اوسی قبیلہ مین سے ایک اور آدمی نے محمد بن علی بن ابی طالب کو شہید کیا۔

اسوقت جناب امام حسین پیاس کی شدت سے بیچین ہو کے لڑتے ہوئے فرات پر پہونچ گئے چاہتے تھے کہ سوکھے ہوئے گلے کو ایک گھونٹ پانی سے تسکین دین کہ حصین بن نمیر ظالم نے تاک کے ایک تیر حضور کے منہ پر مارا۔ آپنے تیر نکالکے الگ ڈالدیا اور ہاتھ سے خون صاف کرنے لگے۔ اور فرمایا۔ بارالہا۔ دیکھہ یہ لوگ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھہ کیا کر رہے ہین۔

اب شمر بن ذی الجوشن ایک تازہ چال چلا یعنی دس بیس آدمی اپنے ساتھہ لیکر امام ہمام کے خیمہ کی طرف چلا۔ آپنے فرات کی طرف سے مڑکے اونہیں ڈانٹا۔ دیکھو یا شیعۃ الشیطان یعنی اے گروہ شیطان لعنت ہے تمپر۔ تم نے دین وایمان سے تو ہاتھہ دہو ہی لئے تھے اور خیال آخرت کو طاق پر رکہدیا تھا اب شرافت کو بھی اپنے پاس سے رخصت کئے دیتے ہو۔ عورتون اور بچون نے تمہارا کیا لیا ہے جو اونکے ستانے کا ارادہ کرتے ہو۔ جب کسی نے آپکے فرمانے پر توجہ نہ کی تو آپ تلوار کہینچکے اون لوگون کی طرف لپکے۔ شمر نے اپنے پیادون عبدالرحمن جعفی۔ قثم بن نذیر جعفی۔ صالح بن وہب یزنی۔ سنان انس نخعی۔ خولی بن یزید اصبحی وغیرہ کو للکارا۔ اون سب نے جناب امام کو چارون طرف سے گہیر لیا مگر حضور جسطرف رخ کرتے تہے لوگ نوکدم بہاگجاتے تہے۔ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور پہر چارون طرف سے جمع ہوکے حملہ کرتے تھے۔ یہ غل شور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کان مین جو پہونچا تو آپ یہ کہتی ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئین۔ یہ آسمان ٹوٹ کیون نہین پڑتا اور زمین پہٹ کیون نہین جاتی۔ اتفاقاً عمرو بن سعد جناب زینب کے سامنے اوسوقت آگیا۔ آپنے اوس سے فرمایا کیون ابن سعد ابو عبداللہ الحسین تو آج اس بیکسی اور مصیبت سے قتل کئے جائین اور تو دیکھتا رہے۔ یہ سنکر ابن سعد کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ زار وقطار رونے لگا۔ ڈاڑہی آنسوؤن سے بہیگ گئی مگر اوسنے آپکی طرف سے منہ پہیر لیا۔ حضرات ناظرین! مظلومیت اسکا نام ہے کہ پتھر بھی رونے لگے۔ ہم اور آپ تو مضغہ گوشت ہین کیون نہ روئین۔

جناب امام حسین بڑی دلیری سے اون پر حملہ کرتے تھے۔ اپنے پرزور حملون سے پیادون کی صفین کی صفین پلٹ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ اب بھی سمجھہ جاؤ مجھے قتل نہ کرو ورنہ خونریزی کا دروازہ تم مین کھلجائیگا اور میرے خون کا بدلہ تم سے بری طرح لیا جائیگا۔ لیکن وہان کون سنتا تھا

سب ستمگاری پر آمادہ تھے۔ آپ اونکے حملون سے بچتے ہوے داد شجاعت دیتے تھے اور مخالفین مین سے ہر ایک آپ کے قتل سے جی چرا تا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ سیک ہاتھہ سے آپ شہید نہون کوئی دوسرا ہی اس نامعقول حرکت کا مرتکب ہو۔ شمر اپنے لوگون کی یہ حالت دیکھکے چلاّ اوٹھا۔ زوف ہے تم لوگون پر تم سے ایک ایسا شخص نہین مارا جاتا جو جان بلب ہے اور بیجا نہ حرکتین کر رہا ہے۔ تم لوگ اپنے نام اور خاندان کو کیون مٹی مین ملاتے ہو۔ یہ سنکے چند لوگون کے خون مین جوش آگیا۔ سوارون نے تو تیر چلانے شروع کیے اور پیادے تلوارین سونت سونت کے آگے بڑھے۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے پہلے حضور کے بائین بازو پر پھر شانہ پر تلوار لگائی آپ ان زخمون کے صدمہ سے سنبھلنے نہ پاے تھے کہ سنان بن انس نخعی نے بڑھکے نیزہ مارا حضور زمین پر گرے۔ خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے ارادہ سے امام عالی مقام کے پاس گیا مگر اوسکے سارے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور سنان بن انس نے بڑھکے سر مبارک تن انور سے جدا کر لیا۔ جسم مبارک پر علاوہ تیرون کے زخم کے تینتیس ۳۳ زخم نیزہ کے اور چونتالیس ۴۴ تلوار کے تھے پھر ابن سعد کے حکم سے دس یا بیس سوارون نے حضور کے لاشہ کو گھوڑون کے سمون سے پامال کیا۔ لشکر نے سارا مال واسباب یہان تک کہ عورتون کے سرون کی چادرین تک لوٹ لین بارہ ۱۲ آدمی جو اہلبیت نبوی مین سے عورت اور بچے باقی رہگئے تھے اونکو اسیر ستم کر لیا۔

شمر بن ذی الجوشن نے علی بن الحسین یعنی حضرت امام زین العابدین کو بھی قتل کرنا چاہا تھا مگر حمید بن مسلم نے اونہین بچا لیا۔ انکے سوا دو آدمی اور بھی بچ رہے۔ اول مرقع بن ثمامہ اسدی جو جناب امام حسین کی طرف سے لڑ رہے تھے بہت سے زخم تیرون کے کھاے پھر بھی لڑنا نہ چھوڑا جب اونکی قوم کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ ابن سعد سے اجازت لیکر اونکو زبردستی میدان جنگ سے اوٹھا لے گئے اور علاج کر کے اونکو اچھا کر لیا۔ دوسرے جناب امام ہمام کی بیوی

رباب بنت امراء القیس کلبیہ کے آزاد غلام عقبہ بن سمعان بچ رہے تھے - ابن سعد نے جب اونہین گرفتار کیا تو اونہون نے کہدیا کہ مین غلام ہون اسلیئے چھوڑ دیئے گئے پس یہ نہ سمجھا جاے کہ حال کہنے والا کوئی رہا ہی نہ تھا -

ابن سعد سبکو دفن کر کے کوفہ چلا گیا - اپنے ہمراہ عورتون اور حضرت زین العابدین کو بھی لیتا گیا - کوفہ سے ابن زیاد نے ان لوگون کو یزید کے پاس دمشق روانہ کیا - ان عورتون کے ساتھہ سواے اسکے کہ وہ لونڈیان تو نہین بنائی گیئن اور کسی طرح کی رعایت نہین کی گئی - ان دکھیاریون اور آفت زدیون کے ساتھہ آگے آگے امام حسین کے سر کا نیزہ پر ہونا اور بھی آفت بالاے آفت تھی بیچاری ہر وقت پیٹتے پیٹتے اور روتے روتے مری جاتی تہین مگر کوئی اونکی فریاد کو نہین پہونچتا تھا - یہ نہایت سخت واقعہ ہوا ہے - حضرت زین العابدین جب تک زندہ رہے اسے نہ بھولے باپ کے غم مین دن بھر روزہ رکہتے اور شام کو جب پانی سامنے لایا جاتا تو اتنا روتے تھے کہ کٹورہ آنسوؤن سے چھلک جاتا تھا - اوسے کیسے صبر آسکتا ہے جسکا بھرا گھر دوپہر مین ایسی بیدردی سے ذبح کر کے آنکھون کے سامنے خالی کر دیا جاے -

ابن زیاد آنحضرت کے وقت مین اگرچہ خیانت کا مرتکب ہو چکا تھا مگر جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین اوسے پھر عامل کر دیا - کمبخت نے باپ کے احسان کا بیٹے کو ایسا بدلہ دیا جسے دنیا ہمیشہ یاد رکہیگی - اس دنیاے مکارہ کی غداریان عجیب وغریب ہین اونکو کہان تک رویا جاے ہر قدم پر کسی اوستاد کا یہ شعر تصویر بنکے سامنے آکھڑا ہوتا ہے -

بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی	بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے

شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ شمر بن ذی الجوشن جسکا نام معرکہ کربلا کے ساتھہ یزید و ابن سعد اور ابن زیاد سے بھی زیادہ گھل مل گیا ہے اور جو زبا نزد ہر خاص وعام ہے جناب علی مرتضی کا سالا

اور حضرت عباس علمبردار کا حقیقی ماموں تھا۔ صد ہزار لعنت بر دولت و ثروت دنیا۔ جسکے سبب ماموں نے اپنے حق پرست بھانجوں کے گلے کٹتے دیکھے اور بہن کی ماتا پر ذرا ترس نہ کھایا۔

روایت ہے کہ جب امام عالی مقام کے لشکر مین سے پچاس سے زیادہ آدمی شہید ہو چکے تو دنیا آپکی آنکھوں مین سیاہ ہو گئی اور ایک نعرہ مارا کہ کوئی ہے جو اس مصیبت اور بیکسی کیوقت مین خدا کیواسطے مدد کرے اور دشمنوں کے ظلم سے رسول اللہ کے اہلبیت کو بچائے۔ یہ سنتے ہی جناب حر ابن یزید ریاحی اپنے بھائی۔ بیٹے۔ غلام اور تیس آدمیوں کو ساتھ لیکے لشکر ابن سعد سے جدا ہوئے اور جناب امام سے آملے اور حضور سے التماس کی کہ مین آپ پر جان قربان کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ جب دشمن سامنے آئے، تو حر نے بڑھکے اونہین للکارا کہ اے اہل کوفہ۔ تم پر افسوس ہے تمنے رسول اللہ کے اہلبیت کو اپنے شہر مین بلا کے تنگ کیا اور اونکو پرندون اور چرندون سے بھی کمتر سمجھکے قید کر لیا ہے کیا معنی کہ فرات کا پانی کافر اور دام و دد تو پیتے ہین مگر نبی زادون کو ایک قطرۂ آب میسر نہین اسکا جواب تو نہ ملا مگر شمر ذی الجوشن نے بڑھکے ایک تیر جناب امام حسین کے خیمہ مبارک پر پھینکا۔ ملازمان امام ہمام اوسوقت حضور کے خیمہ سے آگے نہ بڑھے اسلئے صرف ایک خفیف سی لڑائی ہوئی اوسکے بعد اگلے زمانہ کے رواج کے مطابق ایک کے مقابلہ مین ایک آتا رہا۔ چونکہ جناب امام حسین کے ساتھی بڑی شجاعت سے لڑے اسلئے اسمین فریق ثانی ہی کا بڑا نقصان ہوا۔

نماز ظہر کیوقت فریقین جدا ہو گئے اور جناب امام حسینؓ نے صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ نماز کے بعد پھر دشمنوں ہی کی طرف سے تیر آیا اور لڑائی شروع ہوئی۔ لشکر امام کا ایک ایک بہادر کام آیا اور حضور تنہا رہ گئے اسپر بھی کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپکے گرد پھٹکے۔

اتنے مین خیمہ مبارک سے جو شیر خوار صاحبزادہ جناب علی اصغر کے رونے کی آواز حضور کے

کان مین پہونچی اور اونکی والدۂ ماجدہ کی یہ بین سنی۔

بن پانی مرا بچہ اب جی سے ہراساہے	مالک لب کوثر کے پوتا تراپیاسا ہے

کلیجہ منہ کو آنے لگا اور خیمہ مین جاکے اوس گلاب کے پھول کو گود مین لے باہر نکل آے اور ندا کی اے لوگو۔ اس شیرخوار پر تو رحم کرو ایک قطرہ پانی مین اسکی جان بچ جائیگی تین دن کی بھوک پیاس مین اسکی مان کے دودہ بھی نہین رہاہے جو اس بے زبان کا حلق تر ہو۔ مگر حیف صد حیف جب قلب سیاہ ہو جاتے ہین تو کچھہ نہین سوجھتا۔ ایک تیر لشکر مخالف سے آکے ٹھیک علی اصغر کے گلے مین دوسار ہو گیا یہ تیر حرملہ کا تھا۔ بچہ نے سانس بھی نہ لی یہ دیکھکر جناب امام کے جسم مبارک پر لرزہ طاری ہو گیا اگرچہ نہایت صابر و شاکر تھے مگر رہا گیا اور شہزادہ کا خون چلّو مین لیکر آسمان کی طرف پھینکا اور عرض کی۔ اُے خدا۔ اس معصوم کے خون کا بدلہ ان ظالمون سے لے" اسی طرح جب آپکے بھتیجہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ شہید ہوے ہین تو عنان صبر و قرار حضور کے ہاتھہ سے جاتی رہی تھی۔ ایک انگلی کے اشارہ سے اشقیاء کی ایک صف کو بے سر کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ یہ سب لوگ میرے نانا کی ہی ضعیف امت ہین۔ غیر نہین۔ اسلئے ہاتھہ روک کر آسمان کی طرف دیکھا اور صبر کیا۔

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے	نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

اتنے مین جناب زینب رضی اللہ عنہا نے بھائی کو تن تنہا اعدا کے نرغہ مین جو گرفتار دیکھا تو پروانہ وار اوس شمع شبستان نبوی کی طرف یہ فرماتی ہوئی دوڑین کہ قاتلان خاندان نبوت کو خدا غارت کرے۔ شمر لعین نے جو یہ حالت دیکھی تو سمجھا کہ حضرت زینب کو اس بدحال سے نکلتے دیکھکر میری طرف والے برگشتہ نہو جائین اسلئے غل و شور اور گڑبڑ فوج مین مچادی اور کسی کو اونکی طرف متوجہ نہونے دیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالے عنہ شربت شہادت نوش فرما چکے تو جناب امام زین العابدین عصا تھا کے حضرت امام عالی مقام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور التماس کی۔ اے والد بزرگوار۔ اب میری باری ہے مجھے حکم ہوتا کہ مین بھی درجہ شہادت حاصل کرون اور اس دولت عظمےٰ سے محروم نرہون۔ جناب امام یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا۔ اے جان پدر۔ اب کیا تمہارا یہ ارادہ ہے کہ میرے بعد کوئی میرا نام لیوا اور پانی دیوا نرہے بیٹا صبر کرو تم ہی بقیہ آل عبا اور یادگار محمد مصطفےٰ ہو۔ اگر تم بھی خدانخواستہ جان سے جاتے رہے تو رسول اللہ کی نسل دنیا سے بالکل اوٹھ جائیگی تمکو ابھی بہت کچھ دیکھنا ہے صبر اور شکر کئے بیٹھے رہو۔ پائے استقلال کو جادۂ استی سے ڈگنے ندینا یہ فرما کر حضرت زین العابدین کو پھر خیمہ مبارک مین بھیجدیا۔

جناب امام کے سب ساتھی اس معرکہ جانکاہ مین شہید ہوگئے۔ اون مین سترہ آدمی بنی فاطمہ سے تھے۔ فریق ثانی کے اٹھاسی آدمی مقتول اور بہت سے زخمی ہوئے۔

اگرچہ ابن سعد نے منع کیا تھا مگر پھر بھی حضور کا مال و اسباب مال غنیمت کی طرح لوٹا گیا شمر لعین سر مبارک لیکر کوفہ روانہ ہوا۔ وہان پہونچتے پہونچتے شام ہوگئی قلعہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا اسلئے رات بھر اوسنے سر کو اپنے گھر رکھا۔ شیخی مین آکے اپنی بہادری کی یہ نشانی اپنی بیوی کو دکھائی وہ بجائے اسکے کہ خوش ہو اپنے خاوند کو تھوڑا کرنے لگی کہ اے کمبخت مرد ہو کے کیون تیری مت ماری گئی تھی کہ رسول اللہ کے خاندان کا ستیاناس کردیا۔ اسکا نتیجہ تیرے حق مین کبھی اچھا نہوگا۔

جب کوئی دشمن صف مخالف سے لڑنے کو آتا تو سب سے پہلے جناب امام حسین کا دریائے شجاعت جوش زن ہوتا اور آپ چاہتے کہ مین لڑ کے اسکی خبر لون۔ رفقا سد راہ ہو جاتے کہ آپکو

جانے ندیتے اور عرض کرتے کہ یا امام جب تک ہم مین سے ایک کی بھی جان باقی ہے۔ آپکو میدان جنگ مین نجانے دینگے اور ساتھیون مین سے کوئی جا کر اوس سے دوچار ہوجاتا۔

لشکر اعدا سے جو آدمی مستعد جنگ ہو کر سامنے آتا اوسے انصار و مددگار حسینؑ کتے کیطرح مار لیتے تھے۔ پس مخالف سمجھ گئے کہ رفقاے حسینؑ مستعد جنگ ہین اپنی جان اونکو عزیز نہین اگر ہم ایک کا مقابلہ ایک سے کرینگے تو کبھی ان سے عہدہ برآنہ ہوسکینگے اور امام کا ایک ہی آدمی ہم سبکو بس ہے۔ پس بعد صلاح و مشورہ یہ ہونے لگا کہ امام ہمام کے ایک آدمی کے مقابلہ مین دس دس بیس بیس آجاتے اور چارون طرف سے تیر و تبر کی بارش کرنے لگتے۔ خوف جان سے ایک بھی پاس نہ آتا اسطرح سے اوسے شہید کر ڈالتے یہانتک کہ پچاس انصار سے زیادہ شہید ہوگئے اور فقط اعزا و اقرباے امام باقی رہگئے۔ اوسوقت جناب امام ہمام نے غضب خدا کی آگ لشکر اعدا مین شعلہ زن دیکھی۔ رحمۃ للعالمین کے نواسہ تھے۔ رحم آگیا کہ کہین کوئی آدمی بیکس ذیل کا لشکر مخالف مین نہ رہجاے اسلیئے اتمام حجت کے لیئے پھر آپنے ایک دردناک نعرہ بلند کیا کہ ہے۔ تم مین کوئی ایسا جو اہلبیت نبوت کی اس مصیبت کو دفع کرے۔ رحمت ایزدی جوش زن ہوئی یعنی حُر بن یزید ریاحی جو ہزار سوار کے ساتھ پہلے آپکو روکنے اور گرفتار کرنے کو بھیجواے گئے تھے اپنے گھوڑے کو کودا کر فوج اشقیا سے باہر نکل آے۔ اونکے ساتھ اونکا ایک بھائی ایک بیٹا اور ایک غلام آزاد بھی تھا۔

روایت ہے کہ اسوقت آفتاب دائرہ نصف النہار سے گذر چکا تھا اور اول وقت ظہر کی نماز کا تھا۔ جب تک حضور پشت زین پر رہے کسی کی مجال نہوئی کہ پاس پھٹکے بلکہ حضور کے تیر کی زد پر بھی کوئی نہین آسکتا تھا دور دور سے جو کارروائی حضور کے ساتھ ہوسکتی تھی وہی کیجاتی تھی یعنی اشقیا تیر یا تبر اور وہ اسلحہ آپ کے لگاتے تھے جو بہت فاصلہ سے لگا سکتے تھے۔ یہان تک کہ جسم

مبارک پر زخموں سے اتنی بھی جگہہ باقی نہ رہی کہ تل رکھہ لیا جاسے۔ باوجود اس حال کے کوئی جراوت نہیں کر سکتا تھا کہ پاس پہونچکے تلوار کی ضرب حضور پر لگاسے۔ اوسوقت شمر ملعون نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اے لوگو۔ زوف ہے تمہاری نامردی پر۔ ایک اکیلا آدمی وہ بھی زخموں سے چور اور تمہیں یہ ہمت نہیں ہوتی کہ اوسے قتل کرو۔ لیکن کسی نے بھی آپکی طرف رخ نہیں کیا۔ آخر شقی نے تاک کے ایک تیر آپ کے حلق پر مارا کہ پار ہوگیا اور حضور شہید ہو کے گھوڑے سے زمین پر آ گئے۔ شہادت کے بعد شمر لعین نے ایک ضرب تلوار کی آپ کے چہرۂ اقدس پر لگائی۔ سنان بن انس نخعی نے آکے ایک نیزہ مارا یہ حال دیکھکے نفرین خر شتہ تلوار لیکر سر کاٹنے کے ارادہ سے پاس آیا مگر اوسپر ایسا خوف غالب ہوا کہ ہمت نہ بندہی اور خولی بن یزید نے گھوڑے سے اوتر کے خنجر ظلم سے سر مبارک کو تن اطہر سے جدا کر لیا اور اپنا منہ دونوں جہان میں سیاہ کیا۔

جب جسم اطہر حضرت امام کا زخموں کی کثرت سے چور چور ہوگیا اور اتنے زخم لگے جنکا شمار ممکن نہ تھا۔ اوسوقت حضور پشت زین سے روئے زمین پر آسے اور روضہ رضوان کی راہ لی۔ حوران بہشتی کو اپنے جمال جہان آرا سے منور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہلے تو سید بیکس کا سر تیغ بیداد سے کاٹا گیا پھر قیس بن اشعث نے حضور کا پیراہن جسم نازنین سے اوتارا اور حبیب بن ہذیل نے آپکی تلوار لی۔ شمر نے چاہا کہ امام زین العابدین کو قتل کرے لیکن کسی نے اوسکا ہاتھہ پکڑ کے کہا کہ اے بیرحم۔ بیدین مسلمان لوگ کافروں کے بچوں کو بھی قتل نہیں کرتے اور تو امیر المومنین کے مریض بچہ پر بھی رحم نہیں کھاتا ذرا تو گریبان میں منہ ڈالکے دیکھہ کہ تو کون ہے اور یہ کون ہے۔ خدا سے ڈر اور اس حرکت مذموم سے باز آ۔ شمر بولا ابن زیاد کا یہی حکم ہے کہ آل مصطفےٰ میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو۔ یہ سنکر وہ بولا۔ آخر یہ سب ابن زیاد ہی کے پاس جائینگے وہ جو چاہیگا ان بیچاروں کے ساتھہ کریگا تجھے کیا کام ہے

جو ایک بیمار بچہ کے خون مین اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔ غرضکہ ایسے ایسے ظلم وستم کے بعد اشقیا ے بیدین اہلبیت اطہار کو شتران بے پردہ اور بے کجاوہ پر سوار کرکے کوفہ روانہ ہوئے۔

ابن سعد نے سر اقدس اور اسیران اہلبیت کو بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھہ ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیجدیا اوس نے سر اقدس کو نیزہ پر رکہکے اور بیبیون اور بچون کو شتران بے ہودج پر سوار کراکے کوفہ کے تمام بازارون مین تشہیر کرایا۔ افسوس صد ہزار افسوس۔

پھر شمر ذی الجوشن سر امام اور اہلبیت کو فوج کثیر کے ساتھہ لیکر دمشق پہونچا۔ یزید نے اسکی خوشی مین دربار عام کیا اور حکم دیا کہ سب امرا و غربا و اہل شام جمع ہون۔ اوسی مجمع عام مین سر اقدس حضرت حسین رضی مظلوم اور اونکے اہلبیت اوس خبیث کے سامنے لاے گئے وہ مردود بوسہ گاہ رسالت پناہ یعنی لب اقدس حسین پر لکڑی مارتا تھا اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہتا جاتا تھا کہ تیرے باپ نے میرا حق نہین پہچانا اور میرے ملک خداداد کا دعوی کرنا چاہا اوسکا یہ نتیجہ ہوگا اب تو مختار ہے جہان چاہے چلا جا۔ پھر حضرت ممدوح کی درخواست کے بموجب آپکو معہ اہلبیت کے پالان خشک کے اونٹون پر مدینہ روانہ کردیا۔ چند روز کے بعد امام مظلوم کا سر بھی اونکے پاس بھیجدیا حضرت زین العبا نے کفن دیکے دادی صاحبہ کے مزار پر انوار کے پاس دفن کردیا یہان کربلا مین گرد و نواح کے گانوں (موضع غاضریہ) والون نے تیسرے دن جمع ہوکے ایک بڑی قبر مین تو اور شہداے کربلا کو دفن کیا اور جدا قبر مین جناب امام کے تن اقدس کو مدفون کردیا۔ اوسوقت امام مظلوم کا سن شریف چھپن ۵۶ برس چند ماہ کا تہا۔

علاوہ دیگر احباب اور اعوان کے جناب امام حسین کے عزیزون مین سے حضرات ذیل کربلا مین شہید ہوئے۔

۱۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے چھہ صاحبزادے۔

حضرت عباسؑ[1] علمبردار۔ حضرت عثمانؑ[2]۔ حضرت عبد اللہؑ[3]۔ حضرت جعفرؑ[4] یہ چاروں صاحب ام البنین بنت حرام کے بطن سے تھے۔ حضرت محمد[5] ام الولد سے۔ ابوبکر[6] جو لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ سے تھے۔

۲۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے۔

حضرت ابوبکر[1] حضرت عمر[2] حضرت قاسم[3] حضرت عبد اللہ[4]

۳۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے۔

حضرت علی اکبر[1]۔ حضرت علی اصغر[2] الملقب بہ عبد اللہ۔

۴۔ حضرت عبد اللہ ابن حضرت جعفر بن ابی طالب کے دو صاحبزادے جناب زینب کے بیٹے محمد[1] و عون[2]

۵۔ حضرت عقیل بن ابی طالب کے تین صاحبزادے۔ جعفر[1]۔ عبد الرحمن[2]۔ عبد اللہ[3]۔

۶۔ حضرت محمد بن عقیل کے تین صاحبزادے۔

حضرت عبد اللہ[1]۔ حضرت عبد الرحمن[2]۔ حضرت جعفر[3]۔

۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسلم بن عقیل۔

۸۔ حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل۔

یہ سب نام بائیس[22] ہوئے انکے علاوہ ایک خود جناب امام ہمام اور تین حضرت مسلم اور اونکے دونوں صاحبزادے یعنی کُل ۲۷۔ آدمی ایک گھر کے کربلا کے نیگ لگے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

تاریخ ابن اثیر مطبوعہ مصر میں سلیمان سے روایت ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوچکے تو اپنی کارگذاری اور بہادری کے ثبوت میں قبیلہ کندہ نے جنکا سردار قیس بن الاشعث تھا تیرہ[13] سر۔ قبیلہ ہوازن نے جنکا سردار شمر بن ذی الجوشن ضبابی تھا بیس[20] سر۔ بنو تمیم نے سترہ[17] سر۔ بنو اسد نے چھہ[6] سر اور مذحج نے سات سر اور لشکر مخالفین میں اور جتنے قبیلے تھے اون نے

سات سر ابن زیاد کے پاس روانہ کئے۔

جناب امام حسینؑ کی اولاد میں اختلاف ہے صفوۃ الصفوۃ میں محدث ابن جوزی نے تو یہ فرمایا ہے کہ تین صاحبزادے تھے۔ علی اکبر۔ علی اصغر۔ جعفر۔ اور دو شہزادیاں تھیں۔ فاطمہ سکینہ معالم العزۃ میں ابن الاخضر نے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں بتائی ہیں یعنی عبداللہ ایک صاحبزادہ کا نام اور لکھا ہے۔

ذخائر العقبیٰ میں حافظ محب الدین ابوالعباس نے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں لکھی ہیں یعنی علی اوسط اور محمد کو زیادہ کیا ہے۔ صاحبزادی کا نام زینب بتایا ہے۔

بعضوں کے نزدیک امام زین العابدین ہی کا لقب علی اصغر ہے اور بعضے انکو علی اوسط کہتے ہیں ان ناموں میں سے محمد و جعفر کا حال معلوم نہیں ہوتا شاید نابالغی ہی میں وفات پائی ہو۔ جناب علی اکبر بائیس برس کی عمر میں شہید ہوئے۔ حضرت علی اصغر ایام رضاعت ہی میں شہید ہوئے لوگ انہیں کا نام عبداللہ بتاتے ہیں۔

حضرت سکینہ کی عمر کربلا میں سات برس کی تھی۔ یہ حضرت قاسم کے ساتھ منسوب تھیں مگر اس حادثہ ہوش ربا کے باعث شادی نہو سکی۔ اہلبیت رسالت کے ہمراہ مدینہ آئیں اور مصعب بن زبیر کے ساتھ انکا نکاح ہوا۔

بڑی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ کی شادی حضرت امام حسن کے صاحبزادہ حسن مثنیٰ کے ساتھ ہو گئی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے پاس مدینہ میں رہگئی تھیں کربلا نہیں آئیں۔

امام زین العابدین کی والدہ ماجدہ کا نام بانو اور لقب شاہزنان تھا جو صاحبزادی تھیں یزدجرد بن خسرو پرویز بن نوشیروان شاہ فارس کی۔ حضرت امام حسین کا اجرائے نسل صرف امام زین العابدین سے ہوا۔

حضرت علی اکبر کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن ابی عروہ بن ہر قربن مسعود تھا یہ قبیلہ بنی ثقیف کے سردار کی لڑکی تہین۔

حضرت علی اصغر کی مان کا نام نہین معلوم ہوتا صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ قوم عرب اور نسل بنی قضاعہ سے تہین۔

بی بی سکینہ کی مان کا نام رباب بنت امراء القیس بن عدی تھا جو بنی کلب مین سے تہین جناب امام حسینؓ بہ نسبت اور بی بیون کے حضرت رباب سے زیادہ محبت رکہتے تہے۔ اونکی عزت و وقعت بہی زیادہ کرتے تھے۔ چنانچہ اس باب مین آپکا ایک شعر بہی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

اوس جگہہ کو دوست رکہتا ہون مجہے اپنی قسم		جس جگہہ پر اوترین یہ دونون سکینہ اور رباب

حضرت فاطمہ صغریٰ کی مان کا نام ام اسحاق بنت حضرت طلحہ ہے جو عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔

حضرت امام باقرؓ کا سنِ ولادت ۵۶ھ ہے یعنی وہ معرکہ کربلا سے چار برس قبل پیدا ہوے تہے کربلا مین جناب امام کے ساتھہ آپکی صرف دو بی بیان تہین۔ ایک حضرت شہر بانو۔ دوسری حضرت علی اصغر کی مان۔ آپکی باقی بی بیون کا حال معلوم نہین کہ وہ کربلا کے زمانہ مین زندہ تہین یا وفات پا چکی تہین

جناب امام ہمام پانچ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوے تھے اس حساب سے عاشورہ ۶۱ھ کو عمر شریف چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کی تہی۔

روایت ہے کہ جب اسیرانِ اہلبیت کا قافلہ باحالت تباہ اور دلِ پر درد وآہ کے ساتھہ کوفہ مین پہونچا تو ابن زیاد کے گہر شادیانے بجنے لگے اور بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا۔ اوسنے محل کو اپنے خوب ہی آراستہ کرکے دربار عام کا اشتہار دیا اور کوفہ کے ہر وضیع و شریف کو اوسمین بلایا اور لازم کر دیا کہ سب حاضر ہون چھوٹے بڑون مین سے کوئی باقی نہ رہے۔ پس اوس دربار مین اتنا مجمع ہوا کہ جسکا حساب نہین۔ اوسوقت حکم ہوا کہ پہلے سر ہاے شہداے کربلا اور اسیران اہلبیت

کو سارے کوفہ مین گلی گلی اور بازار بازار پھراؤ اور پھر میرے سامنے لاؤ۔

صاحب غیرت کے دلون سے انصاف طلب ہے کہ آج اوس خاندان پاک کی خرابی ہے کہ جسکے دروازہ کے دربان حضرت جبریل تھے اور اوس صاحب عزت و مراتب عالی کا سر کوفہ کی گلیون مین مارا مارا پھرتا ہے جسکے رخ انور کے بوسے لیتے لیتے صاحب لولاک کا منہ سوکھتا تھا۔ ہائے ہائے رسول اکرم بہشت مین جسطرح تڑپے ہونگے وہ حال ہم سے کیسے بتایا جاسکتا ہے اور فاطمہ زہرا نے جیسی پچھاڑین کھائی ہونگی ویسی ہم سے کب ممکن ہین۔ اے بیوفا دنیا۔ لعنت ہے تیری بیوفائی پر اور اے حشمت دنیا۔ طلاق ہے تیری شان و شوکت پر۔ تو اونکے پاس بھی تو نہ رہی جنھون نے تیری خاطر ایسے ایسے اعمال قبیحہ کا ارتکاب کیا تھا۔

جب سر مبارک حسین مظلوم کا ابن زیاد کے سامنے پہونچا تو وہ طالب دنیا خوش ہوا اور خوب ہی ہنسا۔ جو کچھ منہ مین آیا اول فول بکنے لگا اور اپنے ہاتھ کا عصا لب و دندان پاک پر مارا۔ اتفاقاً زید بن ارقم صحابی رضی اللہ عنہ اوسوقت دربار مین موجود تھے یہ گستاخی دیکھکے اون سے نہ رہا گیا پھوٹ پھوٹ کے روے اور فرمایا۔ اے بے حیا۔ تجھے کچھ بھی خیال ہے۔ مین نے لاکھون دفعہ رسول اللہ کو ان گلاب کی پنکھڑیون پر بوسہ دیتے دیکھا ہے آج اونکی روح پر فتوح پر کیا قیامت گذری ہوگی۔ ابن زیاد یہ باتین سنکے برہم ہوگیا اور بولا زید بن ارقم۔ تمہارے بڑھاپے کا ادب کرتا ہون ورنہ تمہاری اس بے ادبی کا مزا چکھا دیتا۔ ابن ارقم نے فرمایا کہ ابھی تو نے سنا ہی کیا ہے اس سے زیادہ ایک بات اور سناتا ہون جو یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت صلعم نے امام حسن کو اپنے داہنے زانو پر بٹھایا اور امام حسین کو بائین زانو پر بٹھا کے ہاتھ دونون شاہزادون کے سرون پر پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے بارخدا۔ مین اپنے ان دونون جگر پارون کو تجھے اور تیرے بندگان صالح کو امانتاً سپرد کرتا ہون۔ اوسی امانت مین اے ابن زیاد۔ آج تو نے خیانت کی ہے

خدا و رسول بیشک تجھسے اس بے ایمانی کا بدلہ لینگے اور تو ہرگز ہرگز نہ تو دنیا مین پہلے پھولیگا اور نہ عقبیٰ مین بہتری پائیگا - پھر کوفیون کی طرف متوجہ ہوکے ابن ارقم نے خطاب کیا کہ تم سے خدا کبھی خوش نہوگا تم نے لخت جگر بتول اور آل رسول کے ساتھہ بڑی بڑی بدسلوکیان کی ہین اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنالیا ہے - یہ فرما کے ابن ارقم اپنا سر پیٹتے اور ڈاڑہین مارتے اوس دربار حشر آثار سے اوٹھے ہوئے چلے گئے -

اب ابن زیاد منبر پر گیا اور کہنے لگا کہ شکر ہے خدا کا اوسنے حق بات ظاہر کردی یزید اور اوسکے لشکر کو فتح بخشی اور حسین کو جو برسر باطل تھے قتل کرایا - اسی طرح کے اور کلمات کفر زبان سے نکالے عبداللہ بن عفیف سے جو مرد مسلمان اور صالح تھے ضبط نہوسکا کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے دشمن خدا اور اے تباہ کنندہ خاندان مصطفےٰ - تو جھوٹا ہے - تیرا باپ جھوٹا تھا اور جسنے تجھے یہ عہدہ دیا ہے وہ خود جھوٹا ہے - اے ظالم - افسوس ہے تیرے حال بد پر - تونے آل پیمبر کو قتل کیا اور ناموس نبی کو تکلیف دی - اے مردود - منبر نیک اور پاک لوگون کا مقام ہے اس پر چڑہکے تونے ایسے ایسے کلمات کفر بکے قیامت مین خدا تجھے دوزخ کا ایندہن بنائیگا -

جب اسیران اہلبیت نے کلمات بیہودہ ابن زیاد کی زبان سے سنے تو حضرت ام کلثوم نے دندان شکن جواب اسطرح دیا - شکر ہے خدا کا کہ اوسنے ہمین اہلبیت نبوی مین پیدا کیا محمد مصطفےٰ کے طفیل سے ہمین بزرگی دی - آیہ تطہیر ہماری شان مین نازل ہوئی - اسکے جواب مین ابن زیاد بول اوٹھا - تمنے خدا کی قدرت دیکھی کہ اوسنے کیا کیا - حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھہ تجھے وہ اور کچھہ بھی دکھائیگا یعنی وہ دن قریب آنے والا ہے کہ ہم تم دونون میدان قیامت مین جمع کئے جائینگے اور تیرے ظلم اور ہمارے صبر کی داد ملیگی - یہ سنکر ابن زیاد جل بھنکے کباب ہوگیا اور کہنے لگا - الله الله - رسی جل گئی ہے لیکن بل اوسکا ابھی تک نہین گیا ہے - پھر چاہا کہ

اونہیں اور زیادہ ستاتے مگر لوگوں نے بیچ بچاؤ کرادیا اور سمجھا دیا کہ جانے بھی دو۔ عورتوں کی باتوں کا کیا اعتبار۔

یہاں پر ہم اپنے ناظرین کو یہ بات دکھانا چاہتے ہیں کہ ظالم لوگ اپنی زندگی میں بھی بغیر منہ کی کھائے نہیں رہتے۔ کوئی یہ نہ خیال کرے کہ دنیا پرست اور ظالم اپنی زندگی میں تو عیش کر جاتے ہیں عاقبت کی خبر خدا جانے۔ نہیں یہ بات نہیں۔ لوگ اونکے منہ پر بھی تھوڑم تھوڑا کرتے ہیں جیساکہ آپنے اسوقت کا حال سنا۔ لوگوں کی لعنت و ملامت سے جو تکلیف شاید ابن زیاد اور ابن سعد اور یزید کو ہوئی ہوگی وہ ہرگز ہرگز اوس مصیبت سے کم نہیں جو اہلبیت پر پڑی اور سانحہ کربلا کے بعد جو حال قاتلان حسین کا ہوا وے آگے آپ دیکھینگے۔ ظلم کی کھیتی کبھی ہری نہیں ہوتی۔

جسوقت ابن زیاد اپنے محل سے نکلا ہے اوسنے چند عورتیں ستم رسیدہ شکستہ دل دروازہ پر فرش خاک پر دیکھیں۔ پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ معلوم ہوا کہ اہلبیت نبوی ہیں۔ پس حضرت زینب کی طرف اشارہ کرکے بولا کہ میں بہت خوش ہوا جو یہ مغرور شرمندہ ہوئی۔ خون ہاشمی ان میلے کچیلے کپڑوں اور ردی حالت میں بھی کب چھپنے والا تھا۔ حضرت زینب نے جواب دیا کہ شکر ہے خدا کا جسنے ہمارے خاندان کو اپنے نبی برحق کے قدوم میمنت لزوم سے معزز و ممتاز کیا قیامت کے دن ہمیں اور تمہیں جمع کرکے اسباب کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اس سخت جواب سے ابن زیاد کو بہت غصہ آیا۔ لوگ ڈر گئے کہ دیکھیں اب کیا حکم دیتا ہے مگر اوسپر جناب زینب کی ان باتوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ یہ کہتا ہوا چلدیا۔ ہمنے اس باغی خاندان کو تباہ کردیا اور ہم ان پر غالب ہوئے ہمارے لئے اتنا ہی بہت ہے۔ اس عورت کو بکنے دو۔ حضرت علی مرتضیٰ اسکے باپ لایق اور شجاع اور شاعر تھے یہ تو ایسی ہی باتیں کریگی پھر ابن زیاد نے حضرت زین العابدین کی طرف

دیکھا جنکا سن شباب تھا اوس قتل کا حکم دیا کوتوال کوفہ آگے بڑھا ہی تھا کہ مارڈالے مگر جناب زینب کا دل اختیار مین نہ رہا۔ موسے بھائی کی نشانی کو اپنے سینہ کے تلے دبا کے اوپر گر پڑین اور فرمایا کہ پہلے میری جان جائیگی جب اس یتیم کا بال بیکا ہونے پائیگا۔ اے بدنصیبو۔ کیا تمہارا دل ابھی اتنے ظلمون سے نہین بھرا اگر مارڈالنا ہی ہے تو ہم سبکو بھی مارڈال یہی ایک مرد کی صورت ہم مین بچی ہے اگر یہ بھی سٹ گئی تو ہم سب عورتین بے محرم رہجائینگی۔ یہ سنکر ابن زیاد پر دیر تک سکتہ کا سا عالم طاری رہا اور حضرت زین العابدین بچگئے لیکن اونکے بیمار گلے مین طوق ہاتھون مین ہتکڑیان اور پیرون مین بیڑیان ڈالکے معہ سر مبارک جناب امام اور قافلہ اہلحرم کے دمشق شمر کے ساتھہ روانہ کئے گئے مگر کبھی ان ظلمون کے شاکی نہوے۔

روایت ہے کہ جب اہلبیت باحال پریشان و دل بریان نالان و گریان کوفہ مین پہونچے تو اہل کوفہ نے اونکا یہ حال دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خوب روے۔ حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ اے لوگو۔ تمہارے ہی کرتوتون سے تو ہمارا یہ حال ہوا ہے اب تم روتے کیون ہو۔

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے قیدیون کو زندان مین لیجاکر رکھنے کا حکم دیا چنانچہ دربار سے اونکو معہ سرہاے شہداء کے لیچلے جب سر اقدس امام حسین کا نیزہ پر میرے مکان کے پاس پہونچا ہے تو مین اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ سر پاک نے میرے سامنے آکے یہ آیت پڑھی جسے مین نے بخوبی اپنے کانون سے سنا اَمْ حَسِبْتَ اِنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا اٰیٰتِنَا عَجَبًا میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ بیشک آپکا معاملہ اصحاب کہف کے قصہ سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے۔

اب شمر ذی الجوشن جو جنگ صفین مین جناب علی مرتضی کا طرفدار ہو کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑا تھا بعد معرکہ کربلا حضرت علیؓ کے بیٹے امام حسین کا سر نیزہ پر رکھکے اونکے بیٹے یزید کو خوش کرنے

دمشق کو چلا - واہ - کیا دنیا ہے کہ کبھی ادہر اور کبھی اودہر - تھالی مین سکین کو بھی تو لوٹ کتے ہوئے دیر لگتی ہے مگر ان دنیا پرستون کو ذرا بھی توقف نہین ہوتا - اس فوج کے ساتھہ اور شہداء کے سر اور اسیران اہلبیت بھی تھے - عورتین شتران بے پردہ پر سوار جس شہر و دیار سے گذرتی تھین وہین کہرام مچ جاتا تھا -

جب یہ لوگ دمشق مین پہونچے تو یزید نے اپنے محل کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے تمام رؤسائے دمشق کو جمع کیا - شہداء کے سرون اور اہلبیت کو اوس دربار عام مین منگوایا اور ایک ایک کا سر دیکھنا اور حال پوچھنا شروع کیا - جب شمر نے امام ہمام کا سر مبارک اوسکے سامنے رکھا تو بڑے فخر سے جنگ وجدل کا حال بھی بیان کرنے لگا - یزید اوسکا بیان سنکر خوش ہوتا تھا اور اشعار پڑھتا تھا اور اکڑتا تھا - وہ بدبخت شراب بھی پیئے ہوئے تھا - اوسوقت درخت خرزان کی لکڑی اوسکے ہاتھہ مین تھی اوس سے حضور کے لب و دندان پر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ابا عبداللہ الحسین مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم اس سن مین بھی خضاب نہین کرتے نہ تمہارے بال سفید ہین - سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ عنہ سوجود تھے بے اختیار بول اوٹھے قطع اللہ یدك یعنی خدا تیرے ہاتھہ کاٹ ڈالے تو یہ کیا گستاخی کرتا ہے - ارے یہ تو بوسہ گاہ نبوی ہے اوسکے ساتھہ یہ بے ادبی - یزید بولا چونکہ تو صحابی ہے اسلئے درگذر کرتا ہون ورنہ اسی وقت تیرا سر تن سے جدا کرا دیتا - حضرت سمرہ نے جواب دیا - سبحان اللہ - مجھہ مین تو بہ سبب صحبت رسول شرافت آگئی مگر نبی کے لخت جگر کے ساتھہ وہ وہ سلوک کیئے گئے جو کافر بھی ادنی مسلمانون کے ساتھہ نہین کرتا - یہ فرما کے حضرت سمرہ ادہر تو اوسکے دربار سے اوٹھکے چلنے لگے اور اودہر یہ خبر اور صحابہ کے پاس پہونچی جو اوس زمانہ مین دمشق مین تشریف رکھتے تہے - وہ یہ سنکر روتے اور واویلا مچاتے دوڑے اور یزید سے کہا کہ اے بیدین ملعون - تو نے یہ کیا کیا - خدا سے ذرا بھی نہین ڈرا - یہ سنکے اوسنے اوسیوقت سات

صحابہ کو شہید کرا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اوسوقت مجلس مین ایک یہودی سوداگر بہی شامل تھا اوس نے سر مبارک کو دیکھکے یزید سے پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے۔ یزید نے جواب دیا کہ یہ اوس آدمی کا سر ہے جو میری ہمسری کا دعویٰ کرتا تھا۔

یہودی۔ تو یہ شخص اپنی قوم کا سردار اور بڑا اشریف ہوگا جب ہی اوسنے یہ حوصلہ کیا۔

یزید۔ ہان۔ شرفاے بنی ہاشم مین سے تھا۔ **یہودی**۔ مین اسکے اور اسکے والدین کے نام جاننا چاہتا ہون۔ **یزید**۔ حسین صاحب سر کا نام۔ علی باپ کا اور فاطمہ اسکی مان کا نام تھا۔ **یہودی** چونک کر۔ فاطمہ کسکی بیٹی تہی؟ **یزید**۔ محمد رسول اللہ کی۔ **یہودی**۔ تو یون کیون نہ کہو کہ یہ تمہارے نبی کے نواسہ کا سر ہے۔ افسوس صد افسوس۔ تمنے اپنے پیمبر کا ذرا بھی لحاظ نکیا۔ دیکھو۔ مجھہ مین اور حضرت داؤد مین ستر پشت کا فاصلہ ہے۔ مین اونہین کی اولاد مین مشہور ہون۔ یہودی آجتک میری وہی عزت و توقیر کیے جاتے ہین جو حضرت داؤد کی کرتے تھے۔ تمہارے نبی کل تک دنیا مین موجود تھے اور آج تمنے اونکی اولاد کو اپنے ہاتھون سے خاک مین ملا دیا۔ کبھی کسی قوم مین ایسا نہین ہوا۔ **یزید**۔ اگر ہمارے نبی نے ذمی کی حفاظت کا حکم نہ دیا ہوتا تو ابہی تجھے قتل کرا دیتا۔ **یہودی**۔ جس نبی نے ذمی کا اسقدر پاس ملحوظ خاطر رکھا ہے وہ اپنے جگر بند سے کسقدر محبت نہ رکھتا ہوگا۔ انصاف کیدن جب اسکا نانا داور محشر کے سامنے تیرے ظلم کی داد چاہیگا تو تو کیا جواب دیگا۔ اوسوقت یزید نے غضبناک ہوکر جلاد کو طلب کیا۔ یہودی نے جوش گریہ اور محبت سے سرشار ہوکر سر گود مین لیلیا اور کلمہ پڑہکر صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور کہا کہ مجھکو قتل سے کیا ڈراتا ہے مجھکو اُمید ہے کہ اس سر والے کے نانا حشر کے دن میری شفاعت کرینگے اور اس خون ناحق کی مجھکو داد ملجاویگی۔ یزید نے بہی اوس شہید محبت کو قتل کرا دیا۔

جب یزید امام ہمام کے سر اقدس کے ساتھہ بے ادبیان کر رہا تھا اوسوقت قیصر روم کا سفیر بھی یزید کے دربار مین کسی کام سے آیا ہوا تھا۔ اوسنے کہا۔ اے یزید ہم لوگ نصاریٰ ہین

جہان نشان سم خر عیٰسے پاتے ہین ہر سال اوسکی زیارت کو جاتے ہین - جواہرات وموتی اور انواع واقسام کے تحائف اوسپر چڑہاتے ہین - اوسکی بہت تعظیم وتکریم کرتے ہین اور اسطرح پیش آتے ہین جیسے تم لوگ خانہ کعبہ کی عزت کرتے ہو اور ہمیشہ اوسکا ادب کرتے ہین - وائے بر حال شما - کہ تمنے اپنے نبی کی لخت جگر کو ایسی بیرحمی اور سنگدلی سے مارڈالا - پھر اوسکے اہلبیت کے ساتھہ ایسی بدعزتی سے پیش آ رہے ہو اور اوسپر بیحیائی سے یہ خوشی مناتے ہو - تمہین شرم نہین آتی - تم بڑے ظالم لوگ ہو" یزید نے یہ سنکے گریبان مین تو منہ ڈالا نہین بلکہ کہنے لگا - اے شخص - تو قیصر روم کا ایلچی ہے اسلیئے تجھے سزا نہین دے سکتا ورنہ تیرا سر جسم سے اوترو الیتا" سفیر روم نے جوابدیا کہ اے پیدین - تو قیصر روم کا تو اتنا پاس ولحاظ کرتا ہے مگر رسول زادون کی ذرا بھی عزت تیرے سامنے نہین - یہ سنکر وہ سانپ کی طرح پیچ وتاب کھا خاموش ہو رہا -

روایت ہے کہ جسوقت شمر ملعون نے ابن زیاد کی مبارکباد کے ساتھہ سر مبارک یزید کے سامنے پیش کیا تو یزید بہت رویا اور بولا - اے حسین - اگر تم میرے ہاتھہ پڑتے تو ہرگز مارے نجاتے اوس ولد الحرام ثومیہ (سمیہ) لونڈی کے جنے ابن زیاد نے تمہارا یہ حال کیا خدا اوسپر اپنا قہر نازل کرے

حضرات ناظرین! یہان پر ہم بھی دنگ ہین کہ کیا کہین اور کیا کہین - اگر ہمارے یزید صاحب کو سلطنت کی اتنی لیاقت بہی نہ تہی کہ ماتحت قابو مین رہین تو کس برتے پر تتا پانی - حضرت امام حسینؓ سے بیعت ہی طلب کرنا عبث تہی اور جب ہم اس روایت کو اوسکے رونے سے ملاتے ہین تو ہرگز یہ رونا دل سے نہین معلوم ہوتا - وہ روایت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی حسین اور خوبصورت بیوی کو طلاق دیدی - یزید نے اون سے نکاح کرنا چاہا - وہ نہین عقیل اور فہمیدہ - اونہین یزید کے ڈہنگ پسند نہ آئے اوس سے تو انکار کردیا اور سرپڑکے جناب امام حسینؓ سے نکاح کرلیا اسباب سے یزید آپکا جانی دشمن ہو گیا تھا پھر جناب امام برحق نے اوس سے بیعت نہین کی - لوگ بہی

بہ نسبت یزید کے آپکی وقعت اور عزت زیادہ کرتے تھے۔ اودہر ہمارے معظم و مکرم جناب معاویہ کی وصیت کہ بیٹا امام حسین سے کان کھڑے رکھنا۔ یہ ایسی باتین ہین کہ یزید کے دل مین امام کی جگہہ ہو ہی نہین سکتی تہی۔ کہاں انکا رونا اور کہاں انکا غم۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ الولد سر لابیہ باپ کی طرح کوئی مصلحت ملکی سمجھکے پیاز کا عرق آنکھون مین لگالیا ہو تو دوسری بات ہے۔

پھر اسیران اہلبیت کی طرف مخاطب ہوا اور حضرت زینب وام کلثوم وامام زین العابدین کو اپنے سامنے بلایا۔ وہین سر اقدس حسین رکھا تہا۔ جناب زینب کی نظر جو اپنے مظلوم بھائی کے سر پر پڑی تو بے اختیار ہو کے پچہاڑین کھانے اور رونے پیٹنے لگین۔ حضرت امام زین العابدین نے پھوپی کو بہت کچہہ سمجہایا بجہایا۔ آخر یزید سے فرمانے لگین کہ اے ظالم بدبخت۔ ذرا کان کہو لکے سن کہ تونے ہمکو بے پردہ شہر بشہر اور گانوں گانوں پھرایا اور اوسی ذلت کی حالت مین اس بھرے دربار مین بلوایا حالانکہ ہمارے حق مین آیہ تطہیر نازل ہوئی۔ ہم عترت رسول ہین اوسکا کچہہ بہی خیال تجہے نہوا۔ اپنی عورتون کو تو پردہ مین بٹھایا ہے اور ہمین یون بے عزت کیا ہے۔ قیامت کے دن اسکا حال تجہے معلوم ہوگا۔ اس چند روزہ اوج موج پر تکیہ نکر۔ یزید نے پوچہا یہ کون ہے۔ لوگون نے بتایا کہ یہ زینب بنت فاطمہ امام حسین کی بہن ہین۔ پہر حضرت ام کلثوم سر مبارک سے لپٹ کے رونے لگین اور ایسا روئین کہ غش آگیا بعد ہوش آنے کے فرمایا کہ اے یزید۔ تیرا دین و دنیا مین برا ہو اور تو اپنی زندگی سے پھل نہ پائے جیسا تو نے ہمارے ساتھ کیا ہے خدا تیرے ساتھ بھی قیامت مین ویسا ہی کرے۔ یزید نے دریافت کیا کہ شاید یہ عورت بہی حسین کی بہن ہے لوگون نے جوابدیا کہ ہان

یزید نے جناب زین العابدینؑ کو پوچہا کہ یہ کون ہین۔ معلوم ہوا کہ ابن حسین ابن علی ہین۔ یزید نے امام سے کہا کہ تمہارا باپ مسند خلافت کا دعویدار تھا اور چاہتا تھا کہ اوسکے نام کا خطبہ منبرون پر پڑہا جائے بارے شکر ہے خدا کا کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا۔ حضرت امام زین العابدین نے فوراً

جوابدیا سچ بتلا کہ یہ منبر ہمارے آبا واجداد ذی الجاد کی ہین یا تیرے باپ دادون نے ۔ خلافت وامامت ہمارا حق ہے یا تیرا ۔ ہمارے باپ دادا نے مشرکین کے ساتھہ جہاد کیئے اور دشمنان خدا کو قتل کرتے رہے ہین ۔ تیرے آبا واجداد ہمیشہ سے کفر وشرک مین گرفتار تھے ۔ پھر تو کیسے امیر المومنین ہو سکتا ہے ۔ صبر کر عنقریب اسکا فیصلہ حشر کے دن ہو جائیگا ۔ داد ہماری داور محشر کے ہاتھہ ہے ۔

یہ بھی روایت ہے کہ یزید کے درباریون مین سے کسی نے حضرت زین العابدین کے قتل کی بھی صلاح دی تھی تاکہ بنی فاطمہ کا نام ونشان ہی دنیا سے مٹ جاے مگر رحمدل لوگون کے کہنے سننے سے اوس صلاح پر عملدرآمد نہوا ۔

کہتے ہین کہ جب اہلبیت اطہار کثیف لباس اور ردی حال مین شرفاے شام کے سامنے لاے گئے تو یزید کا دل ہلگیا اور ابن زیاد پر لعنت کی لیکن اسپر بھی جناب علی مرتضی اور حضرت امام حسین کا نام بے ادبی سے لیتا تھا ۔ مگر جب ابن زیاد اور ابن سعد کو اوسوقت سزا کا حکم نہین دیا تو یہ روایت بھی اوسی طرح کی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ اوپر سر دیکھکے رونے کی گذری ۔ باپ اور بھائی کی اہانت سنکے جناب زینب سے پھر نہ رہا گیا ۔ سخت جواب یزید کو دیا اور بہت کچھہ کہنا چاہتی تھین مگر جناب زین العابدین نے پھوپی کو روکا ۔ یزید بھی کچھہ سوچ سمجھکے خاموش ہو رہا ۔ راویون نے یہ بھی کہا ہے کہ اسکے بعد اوسنے حضرت زینب اور اونکے ساتھیون کی بہت عزت کی ۔ اونکے لیے حمام تیار کرایا اور اونہین اپنے محل خاص مین فروکش ہونیکی اجازت دی ۔ ہمارے معظم ومکرم حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کی بیوی یعنی یزید کی مان نے اہلبیت کو پرسا دیا اور غم حسین مین اونکے ساتھہ ماتم کیا ۔

یزید نے حضرت زین العابدین اور عمر بن حسین کی بہت قدر ومنزلت کی ۔ حضرت عمر اوس زمانہ مین نہایت ہی صغیر سن تھے ۔ دونون شاہزادون کو یزید اپنے ساتھہ سیر کرنے اور ہوا خوری کو

لیجاتا تھا۔ ایک دن یزید نے ازراہ مذاق جناب عمر سے کہا کہ تم میرے بیٹے خالد سے لڑوگے
شاہزادہ نے جوابدیا کہ ہان۔ ایک تلوار میرے ہاتھہ مین دیدو پھر مزا دیکھو۔ یہ سنکر لوگون نے
یزید کے کان بھر دئیے کہ اس لڑکے سے ہوشیار رہنا۔

چند دن کے بعد یزید نے سامان سفر مہیا کر کے اہلبیت کو مدینہ روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ مدینہ
پہونچگئے تو حضرت زینب اور جناب فاطمہ بنت حسین نے اون لوگون کے سردار نعمان بن بشیر کو جو یزید
کی طرف سے قافلہ اہل حرم کو پہونچانے آے تھے کچھہ انعام دینا چاہا۔ اوس لایق شامی نے
لینے سے بالکل انکار کر دیا اور عرض کی کہ آپ رسول صلعم کے ذریات طیبات ہین ہم نے یہ کام
خدا کیواسطے کیا ہے نہ کہ صلہ کے لالچ سے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ یزید کے حکم سے امام ہمام کا سر اقدس معہ اور شہدا کے سرون کے
دمشق کی شہر پناہ کے پھاٹک پر لٹکایا گیا۔ تین دن تک ان مظلومون کے سر اوسی طرح شہر کے
پھاٹک پر لٹکتے رہے بعد تین دن کے حکم ہوا کہ اسیران اہلبیت اور شہیدون کے سرون کو مدینہ
پہونچا دو۔ واہ۔ مدفون مدینہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کو کیا اچھا تحفہ بھیجا گیا ہے
حیف صد حیف۔

واضح ہو کہ جمہور اہل سنت والجماعت کا مذہب مختار یہ ہے کہ یزید قتل امام حسین سے نہایت ہی
خوش ہوا تھا۔ بیشک۔ اوسی کے حکم سے یہ تمام ان ہونی باتین جو ابتک آپنے سنین عمل مین
آئین۔ ماتحت لوگ ہما شما کے ساتھہ جو چاہے کرسکتے تھے مگر ایسے خاندان کی نسبت جو سبکا تاج
تھا اونکی مجال نہ تھی کہ بغیر حکم حاکم کان بھی ہلا سکین پس تحقیق اوسنے قتل امام پاک کا حکم دیا اور
پھر کان کھولکے سن لیجیے کہ وہ بدل راضی اور خوش تھا کہ خاندان نبوی نیست و نابود ہو جاے
سنیون کی روایات متعددہ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ۔

۱- مرزا محمد بدخشی نے مفتاح النجاۃ مین -

۲- ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے مناقب السادات مین -

۳- ملا سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفی مین -

۴- اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین ایسا ہی لکھا ہے - سوا انکے اور کتب اہلسنت والجماعت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اوس پر لعن کرنا براہین ساطعہ سے درست ہے

۵- علاوہ برین مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی اپنی کتاب تحریر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ راقم الحروف اور سب اساتذہ صوری و معنوی کا یہی مذہب ہے کہ یزید راضی اور آمر اور مستبشر قتل حسین تھا اور اسی باعث وہ مستحق لعنت ابدی اور عذاب سرمدی کا ہے - سچ تو یہ ہے کہ اوس سے یہ ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جسکی حقیقت منتقم حقیقی ہی جان سکتا ہے - چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ رسالہ حسن العقیدۃ کے حاشیہ مین یزید کے نام کے ساتھ علیہ ما یستحقہ لکھتے ہین جو بات اس کلمہ مین پائی جاتی ہے وہ لعنت مین نہین پیدا ہو سکتی کیونکہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید مین لعنت اوس شخص پر فرمائی ہے جو ایک مومن کو قتل کرے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے - مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا یزید نے تو خاص نبی کے لخت جگر کو ذبح کیا ہے - سزا اوسکی اللہ پاک ہی تجویز کر سکتا ہے ہمارے تو خیال مین بھی نہین آسکتی - کرورون لعنتون سے اوسکا درجہ بڑھا ہوا ہونا چاہئے - بعض یہ کہتے ہین کہ لعنت کو ایک فعل عبث سمجھکر اوس سے درگذر کرنا چاہئے -

قرطبی نے لکھا ہے کہ یزید نے سر مبارک امام حسین کا مدینہ منورہ مین بھیجدیا تھا وہان اوسے حضرت فاطمہ کے مزار کے پاس جنۃ البقیع مین دفن کر دیا - یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے

اسی پر بہت سے لوگون کا اتفاق بہی ہے۔

خلاصتہ الوفاء مین مرقوم ہے کہ امام حسین کا جسم اطہر کربلاء مین ہے اور سر اقدس مدینہ مین حضرت امام حسن کی قبر کے پاس مدفون ہے۔

کربلائے معلی مین سر مبارک کے دفن ہونیکی روایت صحیح نہین معلوم ہوتی۔ البتہ بعض لوگون نے یون لکھا ہے کہ امام ہمام کا سر یزید کے خزانہ مین رہا چلا آیا۔ جب زمانہ سلیمان بن عبد الملک کا آیا تو اوسنے اوسمین خوشبو ملی اور کفن دیکے وہین دمشق مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن کردیا۔ اوسی رات کو خواب مین سلیمان بن عبد الملک نے آنحضرت صلعم کو اپنے اوپر بہت ملتفت پایا صبح تعبیر اس خواب کی حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھی۔ اونہون نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمنے کوئی نیکی اہلبیت رسول کے ساتھہ کی ہے سلیمان نے جواب دیا۔ اور تو کچہہ نہین مگر مین نے یزید کے خزانہ سے امام کا سر نکلوا کے اور نماز جنازہ پڑہکے دفن کرادیا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہی وجہ آنحضرت صلعم کی مہربانی کی ہے۔

محدث ابن جوزی فرماتے ہین کہ ابن زیاد نے جو ظلم و ستم اہلبیت اطہار پر کئے اونکی نسبت تو کچہہ تعجب نہین کیونکہ وہ مامور اور تابعدار یزید تھا۔ جو جو احکام اوسکے نام جاری ہوتے گئے اونکی تعمیل کرتا گیا۔ مگر حیف ہے یزید کی شقاوت و ضلالت پر کہ حسین کے لب و دندان پر لکڑیان مارین اور اہلبیت کو بے پردہ ننگی پیٹھہ کے اونٹون پر سوار کراکے ذلت و خواری کے ساتھہ مدینہ روانہ کردیا۔ نعمان بن بشیر معہ فوج کے اسلئے متعین ہوئے کہ قافلہ اہلبیت کو بحفاظت تمام مدینہ پہونچا دین۔ حضرت نعمان کمال ادب اور حسن عقیدت سے اہلبیت کے ساتھہ پیش آے اور نہایت اطاعت اور پاسداری سے اونکو مدینہ منورہ پہونچا دیا۔ اہل مدینہ نے جب اہلبیت کی آمد آمد کی خبر سنی تو تمام مہاجر و انصار اور چھوٹے بڑے استقبال کو دوڑے۔ مگر حیف صد حیف۔ جب آنیوالون کا غیر حال دیکھا

تو کیا کیا چھاتی پھٹی ہے جسکا بیان قلم سے نہیں ہو سکتا - گریہ وزاری کا شور اور واویلا کا ہنگامہ عرصہ قیامت کی یاد دلاتا تھا - جو حال مدینہ کا سرور کائنات علیہ التحیتہ والصلوٰۃ کے انتقال کے دن تھا اُس سے بدتر آج نظر آتا تھا اور جو بُرا حال حضرت ام سلمہ اور فاطمہ صغریٰ کا تھا اوسکے ذکر سے پتھر کا جگر پانی ہوتا ہے - وہ ایک ایک سے ملکر روتی تہیں اور ایسے ایسے بین کرتی تہیں جس سے کلیجے پھٹے جاتے تھے - آخر سبکو جناب رسول مقبولؐ کے روضہ مبارک پر لے پہونچیں اور سبکو قبر اقدس کے گرد ڈالکے وہ وہ بین کیئے کہ کثرتِ غم والم سے درودیوار پر زلزلہ آرہا تھا -

تنہا شبِ فرقت مین بکا کرتی تہین صغرا
جینے کی نہ صحت کی دعا کرتی تہین صغرا
دن آمدِ اکبرؑ کے گنا کرتی تہین صغرا
زہرا کی لحد سے یہ کہا کرتی تہین صغرا

بیمار کو بیکس کو مسیحا سے ملادو
صدقہ گئی - دادی ! مجھے بابا سے ملادو

وہ دن گئے جو راہ کے کرتی تھی نظارے
پھروں کوئی جب نام مرا لیکے پکارے
اب آنکھ بھی کھل سکتی نہین ضعف کے مارے
تب کہو لگے آنکھین کرون دو ایک اشارے

سر بالشِ بستر سے مرا اوٹھ نہین سکتا
اب ہاتھ سے صغرا کے عصا اوٹھ نہین سکتا

جب مرقدِ زہرا سے یہ کہتی تھی وہ دکھیا
دادی ہے کہاں جس سے یہ تو کہتی ہے صغرا
ہوتی تھی صدا قبرِ پیمبر سے یہ پیدا
شبیر کے ہمراہ لحد سے گئی زہرا ✢

روتا ہے تری دادی کو لاشہ پہ پسر کے
اب آئیگی شبیر کا چالیسوان کرکے

سنکر یہ ندا ہوتی تھی بیہوش وہ بیمار
فرماتی تہین عباس کی مادر بھی بہت پیار
ام سلمہ چھاتی سے لپٹاتی تہین ہر بار
تھا صبر نہ اوسکے دلِ بے صبر کو زنہار

کہتی تھی کہ جان نذر پدر کرتی ہوں لوگو
فکر کفن و گور کرو مرتی ہوں لوگو ✢

اسطرح سے اب راوی صادق نے ہے لکھا
تشویش میں سب چاند محرم کا بھی گذرا

پردیسیون کا نامہ و پیام نہ پہونچا ۔ اک لڑکی نے آکر کہا اکروز کہ صغرا
کیا روتی ہے دل شاد ہو بابا ترا آیا ۔ اے فاطمہ بیمار مسیحا ترا آیا ✣

ام سلمہ ہنستی ہوئی آئین پھر او سجا ۔ بولین کہ حسین آے مبارک تمہین صغرا
اب تو مرے کہنے کا یقین تمکو پڑے گا ۔ مین تم سے نہ کہتی تھی۔ ہین آتے شہ والا
جان اپنی عبث تمنے یہان ڈالی تھی غم مین ۔ اب تم مین نہین اوٹھنے کی طاقت ہے کہ ہم مین

صغرا نے سنا مژدہ جو ہین یہ۔ پدر آے ۔ لب کھلگئے شادی سے اور آنسو بھی بھر آے
سجدہ کیا بولی مرے ارمان۔ بر آے ۔ پھر پوچھا کہان تک شہ جن و بشر آے
ہے خبر رفیقان شہ عرش نشین کی ۔ کیا دھوم سے آتی ہے سواری شہ دین کی

کب ہوئیگا داخل یہان فرزند ید اللہ ۔ ہین اکبر و عباس بھی ہمراہ شہنشاہ
اک لڑکی لگی کہنے اے بنت شہ ذی جاہ ۔ جو ساتھ سدھارے تھے وہ سب ہونگے ہمراہ
عرصہ نہین اب گھر مین حسین آتے ہین صغرا ۔ لینے کے لئے اہل وطن جاتے ہین صغرا

کچھ اونکے تصدق کے لئے جلد منگاؤ ۔ تکیہ علی اصغر کے بھی جھولے مین لگاؤ
بابا کے قدم آتے ہین۔ آنکھون کو بچھاؤ ۔ پوشاک نئی پہنو یہ ملبوس بڑھاؤ
اب آمد فرزند رسول دوسرا ہے ۔ بالون سے یہ گھر آج بہارو تو بجا ہے

اتنے مین ہوا دور سے اک حشر نمودار ۔ تھی جسمین صداہاے حسینا کی ہر اکبار
اوس غول کے حلقہ مین بشیر جگر افگار ۔ یہ مرثیہ پڑھتا ہوا آتا تھا بہ تکرار
اے اہل وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر مین ۔ گھر لٹگیا احمد کے نواسہ کا سفر مین

اے اہل مدینہ ہوئی تم سب کی حیا کیا ۔ بیکور کئی دن رہا شبیر کا لاشا ✣
تم مین سے کوئی گاڑنیکو اوسکے نہ نکلا ۔ کیا راستہ معلوم نہ تھا کرب و بلا کا

پہنایا کفن بھی نہ حسین ابن علی کو
کیا دوگے جواب اسکا قیامت مین نبی کو

تم لوگون مین کس پہ نہین احسان پیمبر
کس شخص کی مشکل کو نہ حل کرتے تھے حیدر
افسوس کہ زینب گئی بلوون مین کھلے سر
چادر بھی خدارا تمنے اوڑھائی اوسے جاکر

اب زینب غمدیدہ سے کیا بات کروگے
سجاد کی کس منہ سے ملاقات کروگے

اب شہر مین کیا بیٹھے ہو دروازہ پہ جاؤ
زینب نہین آئی ہے یہان اوسکے تو
منت کرو قدمون پہ گرو قسمین دلاؤ
جس طرح بنے خواہر شبیر کو لاؤ

وہ کہتی ہے بھائی مرا مارا گیا رن مین
بیوارثی مین ہوگئے سجاد تکی وطن مین

اس حادثہ کے سنتے ہی غش کر گئی صغرا
اور یاد مین عباس کا دل سینہ مین تڑپا
ام سلمہ بولین کہ یہ قہر ہوا کیا
سب لوگ لگے ہاتھون سے سر پیٹنے اپنا

حسرت سے کوئی پشت بدیوار کھڑا تھا
ہر کوچہ مین اک ایک پہ بیہوش پڑا تھا

کہتا تھا کوئی ہائے ید اللہ کا پیارا
کہتا تھا کوئی ہائے شہنشاہ ہمارا
فریاد ہے گھر فاطمہ کا لٹ گیا سارا
افسوس مدینہ کا مسافر گیا مارا

جو حشر کہ رحلت سے پیمبر کے ہوا تھا
اوس دن بھی وہی حشر مدینہ مین بپا تھا

ظاہر تھے مدینہ مین تو یہ حشر کے آثار
جو اونٹ ہوئے آل محمد کے نمودار
غل پڑ گیا لو آتی ہے وہ عترت اطہار
وہ اونٹ پہ سجاد بھی سر ننگے ہین اسوار

وہ زین ڈھلا گھوڑا ہے فرزند نبی کا
دیکھو وہ علم آتا ہے عباس علی کا

اک اونٹ عماری کا ہوا پھر تو نمودار
تھے جسکی مہار آپ لئے عابد بیمار
انبوہ خلایق جو سوا ہوتا تھا ہر بار
سجاد حزین کرتے تھے ہر ایک سے گفتار

اس اونٹ سے ملکر نہ چلو بے ادبی ہے
یہ اشتر بانوئے حسین ابن علی ہے

ہر دم یہ سواری سے صدا ہوتی تھی پیدا	لو لٹ کے ہوا آئی ہے یا حضرت زہرا ✤
اوسی اونٹ کے پہلو سے بندھا ایک قمر تھا	ہر چند کہ سیہ اوسکا تو پردہ بھی تھا کالا
بیٹی تھی نہ صاحب ہو وہ جو تھی یہ روکر	فریاد وطن آئی ہے بن بھائی کی ہوکر
ناگہ شتر بانو سے مقدم گیا تھم ✤	سجاد کو محمل سے پکاری وہ بصد غم ✤
اس بھیڑ کو سرکاؤ کہ کربت سے ہے مرا دم	روضہ پہ محمد کے مجھے لے چلو اس دم
کیا وجہ سواری کی جو یہاں آکے ٹھہر گئی ہے	بولا کوئی صغرا یہاں بے ہوش پڑی ہے
بانو نے کہا لوگو مرا اونٹ بٹھا دو ✤	بچھڑی ہوئی بیٹی کو گلے میرے لگا دو ✤
دل ڈوبا ہوا جاتا ہے مرا صغرا کو دکھا دو	عابد تمہیں پردہ مری محمل کا اوٹھا دو
میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغرا	تم کہدو بلاتی ہیں تری ماں لیتی ہے صغرا
پھر ہاتھ سے خود پردہ محمل کو اوٹھایا	دروازہ پہ صغرا کو تڑپتا ہوا پایا ✤
گھر دیکھکے خالی یہ بصد شور سنایا	اے گھر ترے والی نے تو جنگل کو بسایا
لوٹا گیا گلزار نبی تین پہر میں	اے گھر ترے والی کو میں کھو آئی سفر میں
یہ کہتے ہی اس طور کی رقت ہوئی طاری	گھبرا کے وہ یوں عابد بیکس کو پکاری
اکبر ہیں کہاں اون سے خبر کرو ہماری	پردہ کرو بانو کی اوترتی ہے سواری ✤
گھر دوڑ کے ہاں ہاتھ ذرا بغلوں میں دو تم	پھر جاکے جو آتا ہے مدینہ سے ملو تم
اے عابد بیمار کھڑے دیکھتے کیا ہو	اصغر کو سکینہ کی ذرا گود سے لیلو
ہے گود جو خالی مری وسواس ہے مجھکو	لاکر مری آغوش میں اصغر کو مرے دو
گھر سے تو ہری گود گئی تھی میں سفر میں	اب گود میں اصغر کو لئے اوترونگی گھر میں
سجاد بھی رونے لگے بانو کے بیان سے	کی عرض یہ فرماتی ہیں کیا آپ زبان سے

پردہ کے لئے لاؤن ہین اکبر کو کھان سے
ناشاد پر ارمان سدھارے وہ جہان سے
تم ڈھونڈھ رہی ہو علی اکبر کو وطن ہین
وہ کون تھا جو نیزہ سے مارا گیا رن ہین

اصغر ہے کھان گود مین لو گی کسے امان
مارا گیا جو تیر سے تھا کون وہ نادان
گردن سے تمھین نے تو نکالا تھا وہ پیکان
کیا بھول گیا آپکو اے مادر ذی شان
کس قبر پہ وان دودہ کے کوزون کو رکھا تھا
وہ پیار سے بابا نے کسے دفن کیا تھا

زینب کے اوترنیکی بھی پھر آئی جو باری
منہ اپنا سوے کرب و بلا کرکے پکاری
اے بھائی کھان ہو ہین تمھاری گئی واری
تم آکے اوتارو تو بہن اوترے تمھاری
ہو دور مگر صاحب اعجاز بڑے ہو
آؤ یھان اور روکے چادر کو کھڑے ہو

زینب کو صدا روح برادر کی یہ آئی
خواہر ترے ہمراہ یھان آیا ہے بھائی
موجود ہے یان روح شہ کرب و بلائی
تم شوق سے اوترو اسد اللہ کی جائی
سب جانتے ہین صاحب عصمت تو بڑی ہے
مادر مری روکے ہوتے چادر یہ کھڑی ہے

سیڑھی سے اوتری شہ مظلوم کی خواہر
داخل ہوئے سب اہل حرم گھر مین کھلے سر
فضہ نے کیا فرش سیہ با دل مضطر
سر ننگے حرم بیٹھ گئے آکے برابر
اوس فرش پہ تو قافلۂ اہل عزا تھا
اور سامنے لوٹا ہوا اسباب دھرا تھا

صغرا کو لئے گود مین عباس کی مادر
زینب کے قرین آنکے بیٹھی اوسی صف پر
چپکے سے کھڑا روتی ہو کیا زینب مضطر
صغرا کو تسلی دو کہ مرتی ہے یہ دختر
جس وقت سے حال اپنی یتیمی کا سنا ہے
کچھ منہ سے نہین بولتی سکتہ سا ہوا ہے

زینب کو تو کچھ ہوش سر و پا کا نہین تھا
کہنے لگی لاؤ ہے کھان فاطمہ صغرا
ایسا نہو مرجائے وہ شبیر کی شیدا
بھائی کی نشانی کھان پاؤنگی مین دکھیا

جب تیغ گلے پر شہ بیکس کے چلی تھی — صغرا کی سفارش مری ماں جای نے کی تھی

عباس کی مادر نے یہ زینب کو بتایا — دیکھو تو مری گودی مین صغرا کو غش آیا
تب چہرہ سے زینب نے بھی پلّے کو ہٹایا — لپٹا کے بھتیجی کو گلے سے یہ سنایا
اس سن مین اوٹھا باپ کا سایہ تری سر سے — ہے ہے تو بچھڑ کر نہ ملی اپنے پدر سے

سینہ مرا پھٹتا ہے نہ رو وا ے مری پیاری — اب داد خدا حشر مین دیویگا ہماری
تب عرض کی صغرا نے بصد نالہ وزاری — یہ تو مجھے بتلادو پھوپی تم یہ مین واری
کچھ مجھکو مرے باپ نے پیغام دیا ہے — کچھ مجھکو وصیت مین بھی ارشاد کیا ہے

زینب نے کہا وقفہ وصیت کا کہان تھا — فرمایا تھا مجھ سے یہ دمِ نزع کہ بھینا
کہدیجیو صغرا سے کہ مرتا ہون مین پیاسا — پر تمکو مین پانی کی منا ہی نہین کرتا
جب پیاس لگے شوق سے تم پیجیو صغرا — جب پیجیو تو یاد ہمین کیجیو صغرا

یہ سُنکے لگی کہنے وہ شبیر کی جانی — اے ابن علی ہاے تری تشنہ دہانی
پھر پوچھا یہ زینب سے بصد اشک فشانی — کچھ میرے موے باپ کی لائی ہو نشانی
وہ بولین نشانی کوئی مجھ پاس کہان ہے — اک داغ جگر رکھتی ہون یا آہ وفغان ہے

پھر فضہ سے ارشاد کیا بادلِ غمناک — لے آ مرے ماں جاے کی وہ خون بھری پوشاک
حاضر کیا فضہؔ نے وہ پیراہنِ صد چاک — زینب نے یہ صغرا سے کہا سر پہ اوڑا خاک
یہ پیرہنِ خاص حسین ابن علی ہے — تحفہ ہے یہی اور نشانی بھی یہی ہے

ان کپڑون کو سونگھو یہ لہو کسکا پڑا ہے — یہ فاطمہ کا دودھ لہو ہوکے بہا ہے
جسد رچہ کہ تیرون سے یہ ملبوس چہنا ہے — بھائی کا بدن بھی یونہی غربال ہوا ہے
اور سب کے سوا حلق پہ ایک تیغ چلی ہے — جس سے کہ ہوا ذبح حسین ابن علی ہے

صغرا نے وہ پوشاک کلیجہ سے لگائی	اور بین یہ کرنے لگی شبیر کی جائی
ہے ہے مرے بابا یہ تری شکل بنائی	کس ظلم سے مارا تمہیں خالق کی دہائی
تم پر تو یہ کچھ ہو گیا میں شاد سفر میں	اور سکھ سے میں شادی رہی گھر میں
سنتی ہوں تمہیں تیر دن کا بتایا	سنتی ہوں دم ذبح بھی پانی نہ پایا
سنتی ہوں کفن آپ کے لاشہ نے نہ پایا	سنتی ہوں کوئی آپ کو رونے بھی نہ آیا
سید تجھے بھی زار ہے مغموم و حزیں ہے	اس تحریر میں کیا ہے سلامت نہیں ہے

اے محبان آل احمد مختار واسطے فدیان اہلبیت رسول کے ایسا باعث ہے جسکا بیان نہیں۔ مجمل بیان واقعہ کربلا کا اور معتبر روایتیں راویان صادق البیان کی تو آپ سن چکے۔ اب جداگانہ تفصیل وار حال ہر ایک شہید کی لڑائی کا ہمیں معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے نذر کیا جاتا ہے۔

شہادت حضرت حُر بن یزید ریاحی رضی اللہ عنہ

جب صفین کارزار کی آراستہ ہو چکیں اور فریقین کی نظریں ہمہ تن انتظار لگیں کہ دیکھیں کون سبقت کرتا ہے اوس وقت جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جناب والد ماجد رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ جب تک مخالف حرب میں ابتدا نہ کرے خاموش کھڑے رہنا چاہئے پس حضرت اسی فکر میں مستعد اور تیار کھڑے تھے کہ حضرت حُر ابن سعد کے پاس پہونچے اور فرمایا۔ اے ابن سعد کیا تو خواہ مخواہ حسین ابن علی کے ساتھ مقاتلہ کرے ہی گا۔ ابن سعد بولا ہاں اس جنگ میں بہت سے تن بے سر ہونگے جناب حُر نے فرمایا۔ اچھا تو کوئی جواب قیامت کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کے لئے بھی تجویز کر رکھا ہے۔ ابن سعد نے کچھ نہ کہا خاموش ہو رہا۔ حضرت حُر پھر کچھ نہ بولے میدان میں چلے آئے مگر جسم کا ہر جوڑ بند لرزہ میں مبتلا تھا

دل کا ثرط پناہی باہر سے محسوس ہوتا تھا یہانتک کہ پاس کھڑے ہونے والے اوسکے دھڑکنے
کی آواز سنتے تھے - اونہین کی قوم مین سے مہاجر بن اوس نے یا حضرت حر ہی کے بھائی
مصعب ابن یزید نے اون سے کہا کہ جتنی سی لڑائی اور معرکہ مین تمکو ایسا خوف زدہ نہین دیکھا -
ایسے مشہور دلاور اور اعلیٰ درجہ کے بہادر سپاہی ہو کے ڈرے جاتے ہو کوفہ کے دلیرون
اور بہادرون کا شمار کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے لوگ تمہارا نام لیتے ہین - آج کیا سبب ہے کہ تم
اپنے آپے مین نہین ہو - حضرت حر نے جواب دیا - بھائی - میری یہ حالت خوف سے نہین ہے بلکہ
اسوقت دوزخ اور بہشت میری آنکھون کے سامنے ہین - دوزخ کو دیکھکے میرا دل پگھلا جاتا ہے
اور بہشت مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے - حیران ہون کہ کیا کرون - ہاتھ پیر مین طاقت نہین اور سارا
جسم تھرایا جاتا ہے - تھوڑی دیر کے بعد خود بخود ایک نعرہ جگر سے کھینچا اور فرمایا - اے بھائی -
خوش ہو میرے دل نے تو جنت کو اختیار کر لیا - اتنا کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کے امام عالیمقام کے
حضور مین جا اوترے - پاے مبارک کو بوسہ دیا اور التماس کی - اے ابن رسول اللہ - مجھے
ہرگز یقین نہ تھا کہ یہ لوگ حضور کے قتل پر اودھار کھاے بیٹھے ہین - مین جانتا تھا کہ دو چار دن مین
یون ہی غرفش ہو کے صلح ہو جائیگی مگر اب جو دیکھتا ہون تو اونکا تمرد و طغیان حد سے بڑھ گیا ہے
اسلئے مین خدمت مبارک مین حاضر ہوا ہون - آپ میرا قصور معاف کردین - مین اپنے گناہ سے
توبہ کرتا ہون - حضور نے مہربان ہو کے اپنا دست مبارک حضرت حر کے سر اور منہ پر پھیر کر فرمایا - اے
بھائی حر - بندہ ہر چند گناہ کرتا ہے مگر جب خداوند کریم جلشانہ کی بارگاہ کی طرف منہ کر کے اپنے گناہ
سے توبہ کر لیتا ہے تو رحمت غفار جوش مین آتی ہے اور پشیمان و خجل کی امید پوری ہو جاتی ہے
کیا تو نے سنا نہین وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا یعنی اللہ وہ پاک ذات ہے
جو اپنے بندون کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اونہین بخشدیتا ہے مین نے تیری تقصیر معاف کی

اب تو ذرا بھی اوسکا خیال دل مین نہ لا۔ آج کے دن بازار سعادت کھلا ہے یہ میدان جلوہ گاہِ شہادت بنگیا ہے۔ جا۔ اور اشقیا سے لڑنیکے لئے مستعد رہ تیرے لئے جنت موجود ہے حضرت حُر محبت حسین سے مخمور ہو کے میدان جنگ مین اپنا گھوڑا کودانے لگے۔ اونکے بھائی مصعب بن یزید نے جو دیکھا کہ بھائی نے دنیا کو لات مار کے آخرت قبول کی اور لپک کے دامن آلِ عبا کو مضبوط پکڑ لیا تو خود بھی گھوڑے کو دوڑا امام عالیمقام کے قدسون پر آگرے لشکر ابن سعد یہ سمجھا کہ بھائی کو سمجھانے اور نشیب و فراز سوجھانے جاتے ہین۔ کوئی متعرض نہوا۔ حضرت مصعب نے آتے ہی جناب حُر سے کھا کہ تم میرے بھی خضر راہ ہو گئے اور مجھے ظلمتِ کفر سے نکال کے آبحیات معرفت کے کنارہ پہونچا دیا۔ مین بھی ان دشمنانِ اہلبیت سے بیزار اور تمہارا مددگار ہون پس حضرت حُر بھائی کو دوبارہ امام عالیمقام کے پاس لاے اور حضور کے گلے سے ملا دیا۔

امام اسمٰعیل نے اپنے مقتل مین لکھا ہے کہ حضرت حُر نے عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ رات کو مین نے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین یہ کہتے ہوئے سُنا "بیٹا حُر۔ تو اِن دنون مین کھان گیا ہوا تھا۔ مین نے عرض کیا کہ اے پدر مہربان۔ حسین ابن علی کو گرفتار کرنے اور روکنے گیا تھا تاکہ وہ مدینہ واپس نہ جائین۔ یہ سنتے ہی والد بزرگوار نے دونون ہاتھون سے اپنا سر و سینہ پیٹ لیا۔ مظلومون اور ستم زدون کی طرح واویلا مچانے لگے اور مجھسے فرمایا کہ وامصیبتاہ اے حُر۔ تو نے یہ کیا کیا۔ نبی زادہ کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کر بیٹھا۔ بیٹا۔ اگر آتشِ دوزخ مین جلنے کی طاقت رکھتا ہے تو جا اور حسین سے لڑ۔ البتہ اگر شفاعت رسول خدا اور رضاے حق جل و علا کا طلبگار ہے تو اونکے دشمنون سے جنگ کر۔ بیٹا۔ دونون صورتون کا انجام مین نے تجھے بتا دیا یہ تیرے اختیار مین ہے جسے چاہے اختیار کر لے"۔ یہ فرما کر والد تو غایب ہو گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا کیا ہون کہ تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہین اور خود بخود لرزہ چڑھتا چلا جاتا ہے

اوس وقت سے غیر حال تھا۔ اب خدمت اقدس مین جو حاضر ہون تو نہ خوف ہے نہ لرزہ اور نہ اضطراب
اے جگر گوشہ فاطمہ زہرا۔ مجھے جہاد پر جانیکی اجازت ملے تاکہ حضور کے دشمنون سے لڑتا ہوا جنت
مین جا داخل ہون۔ جناب امام حسین نے اپنے پیارے مہمان کا یہ سوال سنکر شرم سے سر جھکالیا
اور رو کے فرمایا۔ بھائی۔ تو ہمارا مہمان ہے۔ ہم تیری کچھہ خاطر و مدارات نہ کر سکے۔ دیکھہ تین دن سے
ایک دانہ بھی اوڑکے ہم لوگون کے منہ مین نہین گیا ہے اور اس سخت گرمی اور لوہ اور دھوپ مین
پانی کو ترستے ہین۔ چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچون کی لبون پر جان ہے۔ تجھہ سے کیا کیا کہین
اے بھائی۔ تو یہان مزہ سے بیٹھکر دیکھہ۔ پھر چو پڑیگی بھگت لینگے۔ مہمان کو تو مرنیکی اجازت
دیتے ہوے میری چھاتی پھٹتی ہے حضرت حُر نے امام ہمام کی یہ بیکسی اور مجبوری دیکھکے ایک
لمبی آہ دل پر درد سے کھینچی اور رو کے عرض کی کہ اے قاسم کوثر کے لال۔ صدقہ رسول اللہ کا
مجھے اجازت ہو۔ مین سب سے پہلے حضور سے لڑنیکو آموجود ہوا تھا مجھے ہی شرماتا چاہیئے نہ آپکو
مین چاہتا ہون کہ مین ہی ہراول بنکے سب سے پہلے آپکے دشمنون سے لڑنے جاؤن۔ جناب
امام عالیمقام اونکی منت وزاری سے مجبور ہوئے اور اجازت جنگ دیدی۔ حضرت حُر نے جھککر
تسلیم کی اور خوش ہوکر عازم میدان جنگ ہوئے۔

واضح ہو کہ حضرت حُر رضی اللہ عنہ ابن زیاد کے لشکر کے سپہ سالار اور بڑے دلاور و شجاع تھے
لوگ اونکو لڑائی مین ہزار مردون کے برابر سمجھتے تھے۔ آپ اسپ تازی نژاد صبا رفتار پر سوار
ہوکے میدانِ رزم مین آئے۔ ابوالمفاخر نے اونکی رجز کا ترجمہ فارسی مین یون کیا ہے۔

منم شیر دل حُر مردم ربائے	کمر بستہ پیش ولیِ خدائے
منم شیر و شمشیر بُرّان بدست	کہ دارد بر شیر و شمشیر پائے

ابن سعد نے حُر کو میدانِ جنگ مین جب یون گونجتے سنا تو چور کے پانؤن کپتے تھر تھر

کانپنے لگا کیونکہ پانی اوسی کی طرف مرتا تھا۔ گھبراگیا اور پیچ وتاب کھا کے عرب کے ایک نامی گرامی مشہور و معروف پہلوان صفوان بن خنظلہ کو اونکے سمجھانیکو بھیجا اور کہدیا کہ جہانتک ہو سکے ملامت نصیحت دلاسے و دلبری سے اونکو میرے پاس لے آنا۔ جو کسی طرح بنے ہی نہین تو بہ مجبوری سر اوتار لانے مین کسی طرح کمی نہ کرنا صفوان وہان سے مستعد ہو کے حضرت حُرؑ کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔ بھائی حُر۔ تم وہ ذکی و فرزانہ ہو کہ لوگ تمہاری عقلمندی کی قسم کھاتے ہین پھر خدا نے شجاعت اور دلیری بھی کوٹ کوٹ کے تم مین بھر دی ہے۔ تمہاری قدردانی کیواسطے تو یزید سا بادشاہ اور عزت افزائی کے لیئے ابن زیاد سا حاکم چاہیئے تاکہ تمہارے جوہر خداداد دنیا مین آفتاب کی طرح روشن ہو جائین۔ سپاہی کو نام اور نام آوری سے غرض ہونی چاہیئے تم نے فن سپہگری سے خلاف یہ کیسی بات کی کہ صاحب ثروت سے منہ موڑ لیا اور حسین کے ساتھ ہو لیئے۔ مجھے تمہاری اس حرکت سے بڑا ہی تعجب ہے حضرت حُر اوسکا یہ کلام سنکے مسکرائے اور فرمایا۔ صفوان۔ نہین۔ مین نے جو کچھ کیا اچھا کیا ہے۔ تجھہ تیری ہی عقل پر پڑ گئے ہین کہ تو یزید سے ذرا بھی واقف نہین۔ وہ بڑا فاسق اور محض ناپاک ہے۔ برخلاف اسکے حسین پاک اور پاکیزہ زادہ ہین۔ اونکی والدہ ماجدہ کا عقد نکاح بہشت مین باندھا گیا۔ اونکے والد بزرگوار علی مرتضٰیؑ داماد رسول برحق تھے اور رسول مقبولؐ نے اونہین اپنے باغ کا پھول فرمایا۔ پھر تو ایسی سرکار کا دشمن اور ایسے مردود کا دوست ہے۔ صفوان بولا مین یہ سب کچھہ جانتا ہون اور اس سے زیادہ بہت کچھہ مجھے معلوم ہے لیکن مال وجاہ اور دولت تو یزید ہی کی طرف ہے اور ہم ٹھیرے سپاہی ہمین تو مرتبہ اور منصب درکار ہے تقویٰ و طہارت اور علم و فضل ہمارے کس کام کا۔ حضرت حُر نے جواب دیا۔ کمبخت تو جان بوجھہ کے جیتی مکھی نگلتا اور سمجھہ سوچ کے حق پر خاک ڈالتا ہے تیرا برا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ تیرا سر پرغرور اسی میدان مین ٹھوکرین کھاتا پھریگا صفوان یہ سنتے ہی جل گیا اور بڑھکے ایک نیزہ آپکے مارا حُر نے بڑی مردانگی اور تھوری کے ساتھہ

اوسکے ٹکڑے کرڈالے اور فرمایا - اے مردود سنبھل - اب مردون کا وار ہے - یہ کہا اور ایسا ایک ہاتھہ نیزہ کا مارا کہ چھاتی سے گذر کے اوسکی انی گزبہر پیٹہ سے پار گذر گئی پھر پشت زین سے اوسی نیزہ پر اوٹھا کے للکارے کہ دیکھو - بہادرون کے یہ ہاتھہ ہوتے ہین - دونون طرف والون کی آنکھین چارون طرف سے سمٹ کے حضرت حُر کے ہاتھون پر آلگین - آپنے اپنے سر کے گرد ہاتھہ کو چکر دیکے اس جھٹکے سے اوسکو زمین پر مارا کہ ہڈیان چورا ہوگئین - حضرت امام حسین نے یہ صفائی ہاتھہ کی ملاحظہ کرکے فرمایا - شاباش - میرے عزیز مہمان شاباش - خدا تجھے نظر بد سے بچائے حضرت عباس بھی پھڑک کر بولے کہ وہ مارا - غرضکہ دونون لشکرون مین شور ہونے لگا -

صفوان کے تینون بھائی طیش کھا کے بدلہ لینے دوڑے اور اکبارگی حضرت حُر پر حملہ کردیا - حضرت حر نے شیر نر کی طرح گونجکے اللہ اللہ کہا - ایک کے دوال کمر مین ہاتھہ ڈالکے خانہ زین سے اوٹھا لیا اور سر سے اونچا کر کے سر کے بل زمین پر دے مارا کہ اوسکی گردن ٹوٹ گئی - پھر جھپٹکر دوسرے بھائی کے سر پر جو تلوار کا ہاتھہ مارا تو سینہ تک کہولدیا - تیسرے نے دیکھکر سوچا کہ آدمی آدمی سے لڑ سکتا ہے ملک الموت سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا تو کدھر میدان سے بھاگا - حضرت حُر نے فرمایا - اونامرد - کہان جاتا ہے اگر بچگیا تو تو بھی لوگون کو ستائیگا - یہ کہکر اوسکے پیچھے لپکے اور پیٹہ سے نیزہ کی نوک سینہ کے پار کردی - چارون بھائی ایک ہی کہیت رہے -

اب حضرت حُر نے ہاتھہ جوڑ کے جناب امام حسین سے عرض کی حضور اب مجھسے راضی ہوئے یا نہین - دل سے میرا جرم معاف کردیجئے - حضور نے فرمایا نعم انت حر کما سمتک امک یعنی مین خوش اور میرا خدا خوش - بیشک تو آتشِ دوزخ سے آزاد ہے تیری مان ہی نے سمجھہ سوچکے تیرا نام ایسا رکھا ہے - حضرت حُر یہ مژدہ جانفزا سنکے نہال ہوگئے - گھوڑے کا رُخ صف اعدا کی طرف پھیر کر خوش خوش جنگ مین مشغول ہوگئے اور کشتون کے پشتے لگا دئے - ناگاہ

ایک پیادہ نے دوڑ کے آپکے گھوڑے کے پیر قطع کردئے اور صف اعدا مین بھاگ گیا۔ لاچار جناب حُر پیادہ پا لڑنے لگے۔ شعلۂ غضب جان سوز اور آتش قہر غیرت افروز آپکی پہلے سے بھی زیادہ مشتعل ہوگئی۔

بہ نیزہ صخرہ را سوراخ میکرد	بہ پیکان موئے را صد شاخ میکرد

جب اشقیا نے آپکو اس جوش و خروش مین دیکھا تو خوف جان سے بھاگنا اور منہ چھپانا شروع کیا۔ جناب امام حسین نے جو اپنے عالی قدر مہمان کو اس سرگرمی سے پیدل جنگ کرتے دیکھا تو ایک آراستہ و پیراستہ عربی گھوڑا اونکی سواری کو بھیجدیا۔ جب وہ حُر کے پاس پہونچا تو آپ نے تسلیم بجالا کے کہا۔ اپنے آقا کی بندہ نوازی کے قربان کہ غلامون کی ایسی ہمدردی فرماتے ہین اور رکاب کو بوسہ دیکے اوسپر سوار ہوگئے۔ جتنے شقی بھیڑ بکریون کی طرح گھر آے تھے اوس ہژبر نیستان شجاعت نے سبکو ایک ہی ڈانٹ مین منتشر کردیا اور چاہا کہ واپس ہو کے امام عالیمقام کے قدمون پر پھر جا پڑون یکایک ہاتف غیبی کی صدا کانون مین آئی کہ اے حُر دلاور۔ خبردار۔ یہان سے قدم نہ ہٹانا۔ حورین تیرے قدوم میمنت لزوم کے اشتیاق مین بیقرار ہین۔ یہ سُنکے حضرت حُر امام انام کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ مین حضور کے ناناصاحب کی خدمت مین جاتا ہون مجھے یہان کی ہوا خوش نہین آتی۔ کچھہ کہنا ہو تو فرمادیجئے رسول مقبول کے دربار مین گذارش کردونگا۔ جناب امام روے اور فرمایا اے حُر تیری خوشی۔ جا تجھے خدا کو سونپا ہم بھی تیرے پیچھے ہی آتے ہین۔ اس گفتگو سے اصحاب حسین مین رونے پیٹنے کا ایک شور مچگیا اور حضرت حُر نے پھر لشکر مخالف پر گر کے لے دے مچادی یہان تک کہ نیزۂ حُر نامدار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ پھر آپ نے تیغ خون آشام نیام سے نکالی۔ بکھر بکھر کے جس صف پر جا پڑتے تھے کائی کی طرح پھٹ جاتی تھی اور اللہ اللہ کہکے جس پر صفائی کا ہاتھہ مارتے تھے سر سے سینہ تک

لکڑی کیطرح کھل جاتا تھا۔ کم ضرب لگی نہین کہ ایک کے دو نظر آئے۔ کبھی میمنہ پر حملہ کرکے کھلبلی ڈالدیتے تھے اور کبھی بجلی کیطرح میسرہ والونکے ہوش وحواس کھو دیتے تھے۔ یون لڑتے لڑتے لشکر مخالف کے علمدار کے پاس جا پہونچے چاہتے تھے علمدار اور علم کے ایک ہی ہاتھ مین چار ٹکڑے کردین کہ شمر ذی ایک دو ہتڑ اپنے سر پر مارا اور سینہ کوٹنے لگا جسکی آواز دونون لشکرون نے سُنی اور فریاد بلند کی۔ اے نامردو کیا غضب ہے کہ ایک آدمی نے تم سب کو اونگلی پر نچا رکھا ہے۔ ہزارون ہو کے بھی تمہین شرم نہین آتی۔ فرات پاس ہے جاؤ ڈوب مرو۔ خیر اگر تم سے اس شیر کا مقابلہ نہین ہوسکتا تو چارون طرف سے ٹوٹ کے اس پر گر پڑو۔ اگر ایک ایک مٹھی بھی ریت ڈالوگے تو اسکی قبر بھین بنجائیگی یہ سنکر وہ مردود کچھہ شرمائے اور ٹیڑی دل کی طرح چارون سمت سے ایک بہادر کو تیر و تبر اور نیزہ وسنان سے زخمی کرنے لگے مگر واہ رے حُر۔ جوان مرد ہو تو ایسا ہو۔ تیور پر بل بھی نہ پڑا۔ اونہین دلیرانہ تیورون سے سبکو جواب دیتا تھا اور بڑے جوش وخروش سے اونہین پیسے ڈالتا تھا۔ ناگاہ قسور بن کنانہ کا نیزہ سینہ حُر پر لگا اور کام کرگیا۔ تاہم حضرت حُر کے حواس بجا تھے۔ دیکھا کہ اس ضرب کی تکان سے قسور کے سر سے خود گرگیا ہے۔ موقع کو خالی نہ جانے دیا اور تڑپ کے ایسی ضرب دو دستی ابن کنانہ کے سر پر ماری کہ پھوٹ کی طرح سینہ تک کھل گیا۔ ادہر قسور بیجان ہو کے اپنے گھوڑے سے زمین پر گرا اور ادہر حضرت حُر پکارے یا ابن رسول اللہ ادرکنی یعنی اے حسین مدد فرمائے۔ حضور یہ دردناک آواز سنتے ہی بے چین ہوکر دوڑے۔ اس ہجوم مین سے اپنے مہمان کی لاش اوٹھا کے صاف لے آئے اور اپنے لشکر مین لاکے رکھدی پھر اپنے ہی دامن سے اوسکے رخسار کی گرد صاف کی اوسوقت ایک رمق جان کی جسم مبارک مین باقی تھی۔ آپنے آنکھین کھولدین اور اپنا سر جناب حسینؑ کے زانوئے اقدس پر دیکھکے مسکرائے اور عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ حضور مجھسے راضی بھی ہوئے یا نہین۔ جناب امام نے فرمایا۔ بھائی۔ تونے مجھے نہایت خوشنود کیا۔

التجا کرتا ہون کہ خدا بھی تجھسے راضی ہو جائے" حضرت حُر نے اس مژدہ جان فزا کے صلہ مین اپنا نقد جان امام عالی جاہ کے قدمون پر نثار کر دیا اور سید ہے جنت کو سدہارے۔

روایت ہے کہ حضرت امام حسین اور اونکے اصحاب لاش حُر پر بہت روے حاکم خثعمی نے لکھا ہی کہ جناب امام نے حضرت حُر کے مرثیہ مین تین شعر فرمائے۔ اونمین سے ایک یہ ہے۔

لنعم الحر حر بنی ریاح	صبور عند مختلف الرماح

ابو المفاخر نے اون اشعار کا ترجمہ فارسی مین یون کیا ہے۔

خوشا حُرِ فرزانہ نامدار	کہ جان کردہ بر آلِ احمد نثار
ززخش تکبر فرود آمدہ	شدہ بر براقِ شہادت سوار
بعشقِ جگر گوشہ مصطفےٰ	برآوردہ از جانِ دشمن دمار

مرثیہ

رگ رگ سے حُر کے چھٹنے لگی جب لہو کی دہار	غش مین جھکا وہ گھوڑے کی گردن پہ ایکبار
نیزہ کسی نے آکے جو مارا قضائے کار	تب یا حسین کہکے گرا حُرِ نامدار
یہ سنکے ابر غم دل سرور پہ چھا گیا	اک آہ کی کہ عرشِ خدا تھرتھرا گیا
رہوار سے اوتر کے چلے مضطر و حزین	رکھا زمین پہ پانوئن کہین اور پڑا کہین
اکبر نے دوڑ کر یہ کہا یا امامِ دین	جاتا متاسب آپکا اس فوج مین نہین
تنہا حضور جائین نہ حر کی تلاش کو	ہو حکم تو غلام اوٹھا لائے لاش کو
شہ نے کہا کہ تم مجھے روکو نہ میری جان	میرے لئے شہید ہوا میرا میہمان
ملتا ہے دوست خلق مین اسطرح کا کہان	میرے بغیر اور نہین کوئی اوسکا یان
رخصت کو اوس غریب کے جانا ضرور ہے	میہمان کو گلے سے لگانا ضرور ہے

یہ کہکے لاش پر گئے حُر کی بچشم تر — وہ زخمی لوٹتا تھا پڑا ریگ گرم پر ⁂
اوس سے لپٹ کے رونے لگے شاہ بحر و بر — زانو پہ اپنے رکھہ لیا شفقت سے اوسکا سر
تہ جمگئی تھی چہرہ پہ اوسکے جو خاک کی — حضرت نے آستینِ مبارک سے پاک کی

منہ اوسکا دیکھہ دیکھہ کے اسطرح روتے تھے — روتا ہے جسطرح کوئی فرزند کے لیئے
اشکِ امام حُر کے جو رخسار پر پڑے — تب اوسنے آنکھین کہولکے۔ کی عرض شاہ سے
آغوش مین لیئے ہوئے حضرت جو روتے ہین — واللہ ٹکڑے میرے کلیجہ کے ہوتے ہین

اس بندہ پروری پہ ہون سو جان سے فدا — شفقت وہ مجھہ پہ کی۔ کہ نہین جسکی انتہا
تشریف لائے آپ خوشا میرا مرتبا۔ — ممتاز اس غلام کو کونین مین کیا ⁂
لغزش مین تھا قدم مرا لیکن سنبھل گیا — بیڑا مرا تباہی سے باہر نکل گیا

زخمی ہون تیغ و تیر سے مین سر سے تا قدم — کس طرح اوٹھکے گرد پھرون یا شۂِ امم
کہنے لگے یہ تب شۂِ بیکس بچشم نم — واللہ تو تو زخمی ہے اور ہے مجھے الم
کوئی نہ بچ رہیگا حسینی سپاہ مین — ہم سب شریک درد ہین خالق کی راہ مین

مجروح جس طرح سے ہوا ہے ترا بدن — تلوارین یون ہی کھائیگا لختِ دل حسن
جس طرح ہاتھہ کٹ گئے ہین تیرے تیغ زن — بیدست یون ہی ہوئیگا عباسِ صف شکن
زخم سنان ہے تیرے دل دردناک پر — زخمی ہو یون ہی تڑپیگا اکبر بھی خاک پر

جس طرح تیر ظلم ہے تیرے گلے کے پار — مجروح یون ہی ہوگا مرا طفلِ شیرخوار
بعد اوسکے مجھکو زخمی کرینگے ستم شعار — جس دم گرونگا گھوڑے سے باجسمِ زخمدار
تو برچھی مارے گا کوئی تلوار مارے گا — چھاتی پہ چڑھکے شمر مرا سر اوتارے گا

زخمی جو تو ہوا تو مین آیا ترے قرین ⁂ — آغوش مین لیا تجھے باخاطرِ حزین

زانو پہ تیرا سر رکھا اے حر با یقین ٭	لیکن چلیگی جب مری گردن پہ تیغ کین
جز یاس و بیکسی نہ کوئی پاس ہوئیگا	زانو پہ رکھکے سر کو مرے کون روئیگا
ہوئیگا سوئے خلد رواں جب تو نیکنام	لیجاوینگا میں لاش تری تا درِ خیام ٭
پر اپنی بیکسی کو کہوں کیا میں تشنہ کام	روندینگے میری لاش کو گھوڑوں سے اہل شام
بعد فنا بھی ہوئینگے رنج و محن مجھے	چالیس دن تلک نہ ملیگا کفن مجھے
شہ نے جو حر سے اپنی مصیبت یہ کی بیان	اوس باوفا کی آنکھوں سے آنسو ہوے رواں
قدموں سے شہ کے ملنے لگا چشم خوں فشاں	ہچکی جو آئی موت کی غازی کو ناگہاں
آنکھیں پھر آئیں زیست کا نقشہ بدلگیا	حسرت سے دیکھا شاہ کو اور دم نکل گیا

شہادت حضرت مصعب بن یزید ریاحی رضی اللہ عنہ

جب حضرت حر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ میرے بھائی نے جام شہادت نوش فرما کے روضۂ اقدس کی راہ لی تو اونکے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور امام عالیمقام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکے التماس کی کہ آج اس سرکار سے خلد برین کی جاگیریں عطا ہو رہی ہیں۔ میں کیوں محروم رہجاؤں مجھے بھی رن کی رضا ملے تاکہ اس فقیر حقیر پر یہ مثل صادق نہ آئے۔

چو من مباد کس آوارہ ہزار وطن	فلک زداغ جدائی بہر دیارم سوخت

یہ ایک سخی اور قدر شناس کا دربار ہے میں بھی اپنا ہنر دکھادوں۔ جناب امام نے اونکو مستعد پاکے فرمایا۔ اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو تم بھی اپنے بھائی کی طرح مجھے داغ دے جاؤ۔

پس حضرت مصعب نے مردانہ وار دشمنوں پر حملہ کیا اور اونمیں سے بہت سے بیحیاؤں کو دوزخ کی طرف روانہ کرکے خود شہید ہوے اور حضرت حر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔

شہادت حضرت علی بن حُر ریاحی

روایت ہے کہ حضرت علی بن حُر اسوقت تک ابن سعد ہی کے لشکر مین تھے۔ اونھون نے جب دیکھا کہ میرے والد ماجد اور عم مکرم دونون امام انام پر نثار ہوگئے تو نہایت بیچین ہوئے اور دنیا آنکھون مین سیاہ ہوگئی۔ اپنے غلام سے فرمایا کہ میرے ساتھ چل گھوڑون کو پانی دکھالائین۔ پس دونون لشکر کوفہ سے باہر آکے امام حسینؑ سے آملے۔ حضرت علی گھوڑے سے اوتر کے آداب بجالاے اور باپ کی لاش پر گرکے اپنا منہ اونکے منہ سے ملنے لگے۔ جناب امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے جوان مرد تو کون ہے۔ جواب ملا کہ حضور مین اس شہیدِ خنجر جفا کا بیٹا ہون۔ علی میرا نام ہے میری بھی یہی خواہش ہے کہ حضور کے قدمون پر نثار ہو کے الولد الحر یقتدی بابٓئہ الغر کے معنی لوگون پر واضح و آشکار کردون۔

پسر کو ندارد نشانِ پدر ٭	تو بیگانہ خوانش مخوانش پسر ٭

جناب امام نے اونکے حق مین دعا کی۔ حضرت ابن حر اجازت لیکے میدان وغا مین آے اور رجز پڑھکے اپنا مقابل طلب کیا۔ لشکر شام سے ایک پہلوان دریاے آہن مین غرق سر سے پانوٴن تک ہتیار لگاے اونکے سامنے آیا۔ ابن حُر وفادار نے اوسے دم بھی نہ لینے دیا ایک چشم زدن مین نوک نیزہ پر اوٹھا زین سے الگ کر کے زمین پر دہم سے دے پٹکا اور فرمایا۔

ریاحی نژادم نہ من بندہ ام ٭	بسے دشمنان را سر افگندہ ام
من از والدِ خویش شرمندہ ام ٭	چو او کشتہ شد من چرا زندہ ام ٭

ناگہان ایک شخص نے برابر آکے باپ اور چچا کی دشمنی کے باعث اونہین شہید کرڈالا۔ جناب حسینؑ نے یہ ماجرا دیکھکے نہایت افسوس سے اونکے حق مین دعاے مغفرت کی اور فرمایا

آفرین خدائے بر پدرے *	که تو پروردہ مادرے که تو زاد

شہادت حضرت غرہ

یہ نام جناب حُر کے غلام کا ہے۔جب اونہون نے دیکھا کہ میرے آقا اور آقا زادہ دونون نے سفر آخرت اختیار کیا تو بہت روے اور اونکی آتش فراق سے کباب ہو کے گھوڑے کی عنان کو فہ کے لشکر کی طرف پھیر دی۔بہت سے اشقیاء کو عدم کا راستہ بتا کے حضور امام مین آکر عرض کی اے ابن رسول اللہ۔میری گستاخی معاف ہو۔اپنے آقا اور آقازادہ کی مفارقت کا داغ میرے دل کو ایسا ناگوار ہوا کہ مین ضبط نہ کر سکا۔

نالہ را ہرچند میخواہم کہ پنہان برکشم	دل ہمیگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

اسلئے ناچار پہلے اپنے دونون مخدومون کا عوض جی بھر کے ان لعینون سے لے آیا ہون جب میرے دلِ بیقرار کو قرار ہوا ہی اب امیدوار ہون کہ مجھے اجازت ہو تا کہ آپکے قدمون پر نثار ہو جاؤن اور میدان قیامت مین سرخرو اٹھون۔جناب امام تشنہ کام نے فرمایا۔آفرین و مرحبا۔نمک حلال اور وفادار ایسے ہی ہوتے ہین۔اچھا تم بھی سدہارو۔حضرت غرہ فرط خوشی سے جامہ مین پھولے نہ سماے نہایت مسرور ہو کے لشکر اعداء مین گھسکر داد شجاعت دی اور نقد جان دیکے سعادت جاودانی خریدی۔

اتمام حجت

جب یہ چارون غازیان جانباز شہید ہو چکے تو جناب امام عالیمقام نے دونون لشکرون کے درمیان کھڑے ہو کر آواز دی۔اے اہل کوفہ و شام خوب سمجھلو اور یاد رکھو کہ ابتداے حرب میری طرف سے نہین ہوئی ہے۔پہلے تمہین نے میری جان لینے کے لئے جھجے تیر مارے تہے مین ابھی تک تم سے لڑنا پسند نہین کرتا نہ جنگ کرنا چاہتا ہون مین نے نہ میرے کسی ساتھی نے ابھی تک تمہارا

کوئی آدمی مارا ہے - یہ چارون آدمی جو تم سے لڑ گئے تمہارے ہی لشکر کے تھے - تمہاری بیرحمی اور سنگدلی کی برداشت اون غریبون سے نہ ہو سکی اور بے اختیار نہ وہ تم سے بھڑ گئے - اسمین میرا کیا قصور ہے - بہائیو - اب بھی مین تمہین سمجھاتا ہون - کان کھول کے سنلو کہ یہ کرتوت تمہارے اچھے نہین ہین ان سے باز آؤ اور اہلبیت نبوی کا خون زمین پر نہ بہاؤ - اودہر سے آواز آئی ایسا نہین ہو سکتا - حضور نے فرمایا - مین مکرر تمہین سمجھاتا ہون کہ مجھے یزید کے پاس چلا جانے دو مین اوس سے گفتگو کر لونگا اگر حق اوسکی طرف نکلا تو اوس سے بیعت کر لونگا ورنہ ہم اور وہ جیسے بنیگا بٹ لینگے اودہر سے ایک بیدین نے جواب دیا کہ یہ بھی ممکن نہین - اے حسین - تم شیرین زبان اور چابک سخن ہو - اپنی لسانی سے اوسکو فریب کے جال مین پہنسالو گے اور رہا ہو کے پھر فتنہ اور فساد کی آگ سے ملک کو پہونکنے لگو گے - ارشاد ہوا - خیر - مجھے اپنے جد بزرگوار کے روضہ مقدسہ ہی پر بیٹھہ رہنے دو تاکہ مجاور بنکے عبادت الٰہی مین مشغول رہون - دشمنون نے کہا کہ ہم اسکو بھی نہین مانتے - ممکن ہے کہ اجلاف عرب کو تم جمع کر لو اور پھر مدعی خلافت بنکے جھگڑنے لگو -

پھر حضرت امام حسین رضی نے فرمایا کہ تم نے یہ دو باتین تو میری قبول نہین کین - اب مجھے اور میرے اصحاب کو پانی ہی پلا دو - دریا پر تو سبھی کا حق ہے پھر ہم کیون محروم رکھے جاتے ہین - اودہر سے جواب ملا کہ پانی کا تو نام بھی نہ لو - جب تک یزید سے بیعت نہ کر لوگے پانی کا ایک قطرہ نہ پاؤ گے -

حسین - اور طلبِ آب - اے معاذ اللہ		تمام کرتے تھے حجت - سوالِ آب نہ تھا

حضور نے فرمایا الحمد للہ اب حجت تمام ہوئی تاکہ تم قیامت کے دن کوئی عذر پیش نہ کر سکو -

دل من پارہ گشت از غم نہ زانگونہ کہ بہ گردد		اگر جانان باین شاد است یارب پارہ تر بادا

اشقیاء بولے - یہ سب کچھہ ہو چکا اب لڑنیکی تیاریان کرو یہ سنکر جناب امام تشنہ کام نے آسمان کی طرف دیکھکے فرمایا کہ مین نے تو تمہین نشیب و فراز سب کچھہ سمجھایا تمہین اپنا بھلا برا سوجھتا ہی نہین

اب تم جانو اور تمہارا کام مین بری الذمہ ہون۔ بسم اللہ ایک کے مقابلہ مین ایک آتا جائے تاکہ مرد اور نامرد کا فرق معلوم ہو اور ہنرمندی اور بےہنری کی تمیز ہو۔ صف اعدا سے آواز آئی نعم النصفتہ یاابن فاطمہ یہ بات منظور ہے۔

مصلحت اوس منظوری مین یہ تھی کہ اول تو وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ بھوکے پیاسے ہم سے کیا لڑینگے ہمین ور رہینگے۔ دوسرے عربون کی جنگ کا یہ دستور تھا کہ معرکہ جدال و قتال مین اپنا نام و لقب آشکارا کر دیا کرتے تھے۔ اپنے اپنے قبیلہ و عشیرہ کے مفاخر و مآثر بڑی دہوم دہام سے بیان کیے جاتے تھے تاکہ سبکی ہنرمندیان دنیا مین یادگار رہین۔ جب یہ بات مقرر ہو گئی تو جناب امام عالیمقام اپنے لشکر مین واپس تشریف لے آئے۔

شہادت حضرت زہیر بن حسان اسدی رضی اللہ عنہ

ابن سعد نے بڑے غور و فکر سے اپنے کل لشکر مین سے چھانٹ کے ایک معروف و مشہور جنگ آور مسمی سالم ازدی کو میدان کارزار مین بھیجا۔ سالم اسپ تیزگام پر سلاح ملوکانہ پہنکے سوار ہوا اور میدان مین آکے اپنے مرکب کو جولان اور گرم عنان کرنے لگا۔ پھر اپنا نام پکار کے ھل من مبارز کی صدا بلند کی اوسوقت زہیر بن حسان اسدی نے حضرت امام حسین کی خدمت مین حاضر ہو کے اجازت لڑنے کی مانگی۔ عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ۔ سالم صف شکن اور جوان مرد ہے مجھے اسکے مقابلہ کو بھیجیے پھر دیکھیے کہ کیسا نیچا دکھاتا ہون۔ یہ ساری ڈینگین جو اسوقت اسنے میدان مین ماری ہین معلوم ہو جائینگی۔ آپنے فرمایا۔ بسم اللہ۔ شوق سے سدہارو۔

واضح ہو کہ حضرت زہیر قبیلہ بنی اسد مین سے تھے۔ یہ قبیلہ کربلا کے نواح ہی مین مسکن پذیر تھا جناب زہیر مبارز مردانہ۔ دلاور فرزانہ اور تجربہ کار تھے۔ بہت سی لڑائیون مین مظفر و منصور ہو چکے تھے

سام نے اونکو اپنے سامنے جو دیکھا تو تھر تھرانے لگا مگر حیلہ بازی کے طور سے زبان نصیحت
دراز کی اور بولا کہ اے زہیر تم ہر پر میدانِ شجاعت اور نہنگ دریاے مبارزت ہو۔ تمہین شرم
نہین آتی کہ مال و منال اور اہل و عیال تم سے چھوٹے جاتے ہین۔ اگر حسین کو تمہاری مدد سے
فتح بھی ہو گئی تو تم اون سے کیا لے لوگے ہماری طرف آملو دیکھو یہان سب کچھہ ہے۔ مال لو۔
خلعت لو۔ جاگیر لو۔ منصب لو اور ظاہر ہے کہ ہم سپاہیون کو نام و مرتبہ ہی چاہیئے۔ جناب زہیر نے
فرمایا۔ اے ناکس و ذلیل۔ بے شرم تو ہے اور مجھے نادان بتاتا ہے۔ تجھے یہ ہی نہین معلوم
کہ تو ایک سید غریب الوطن بھوکے پیاسے کے ذبح کرنے اور خاندانِ ختم المرسلین کی تباہی
کیواسطے تیار ہے اور دنیا کی نعمت فانی کو سعادت جاوید کے بدلے اختیار کرتا ہے۔ سام اسکے
جواب مین کچھہ کہا چاہتا تھا مگر حضرت زہیر کے کانون نے اوسکے کفر کو سننا پسند نہ کیا اور آہستہ سے
ایک نیزہ اوسکے سنیہ مین مارا جو گُدّی کے پیچھے نکل گیا۔ سام نے فوراً گھوڑے سے گر کر جان دیدی
جناب زہیر نے ابن سعد کے مقابل پہونچکے آواز دی۔ اے اہل عراق و شام جو مجھے پہچانتا ہی
پہچانے اور جو نہین جانتا ہے تو کان کھولکے سُنلے کہ مین ہون زہیر بن حسان الاسدی مین
جان سے ہاتھہ دہوکے تمہارے سامنے آیا ہون اب تم مین سے کوئی او رمیرے مقابلہ کو نکلے
دیکھین بخت کسکی یاری کرتا ہے اور نکبت کسے خاک مذلت و خواری مین ڈالتی ہے۔ مخالف
یہ نام یگانہ آفاق سُن چکے تہے اور شجاعت و دبدبہ حضرت زہیر کا اونہین معلوم تھا۔ لرز گئے اور اپنے
اپنے سرنیچے کر لیے۔ کوئی اون سے لڑنیکو مستعد نہوا۔ ابن سعد نے اپنے لشکر کو للکارا کہ اے
نامردو۔ یہ کیا بے حمیتی ہے۔ تم مین کوئی ایسا نہین جو اسکا سامنا کر سکے اور پہلوانون کے اس
مجمع مین اوسکا نام بلند ہو۔ یہ سنکر کوفہ کا ایک رئیس نصر بن کعب جو سو سواروں سے تنہا لڑ سکتا
تھا گھوڑا کودا کے ابن سعد کے پاس آیا اور کہا۔ اے سردار مین جاتا ہون۔ یہ کہکر حضرت زہیر کے

مقابل آموجود ہوا اور بولا کہ اے عرب کے بہادر۔ تو کیون اپنی قسمت کی دولت و حشمت پر جان بوجھکے لات مارتا ہے اور اپنے چچازاد بھائیون کے خون مین ہاتھ بہرتا ہے۔ تو میرے ساتھ چل تجھے امیر جلیل ابن زیاد کے پاس لیچلون گا سچ تو یہ ہے کہ خارستان نکبت و کلفت سے نکلکے گلستان دولت و راحت مین پہونچ جائیگا۔ جناب زہیر نے جواب دیا۔ اے لعین۔ آلِ زیاد کی خدمت دین کے دامن مین بدعت کے غبار اولجھا دیتی ہے اور دربار حسین کے باغ مین ہر قسم شجر معرفت دریاے حقیقت کے کنارہ پر سر سبز اور بار آور رہتا ہے۔ نصر سمجھ گیا کہ ایسے لوگ کب دولت کے پہندہ مین پہنستے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہئیے کہ باتون باتون مین دہوکھا دیکے اسے مارلون غرضکہ ادہر اودہر کی چکنی چپڑی باتین کرنے لگا حضرت زہیر سمجھ گئے کہ چال ہے۔ اوسے ایک بات بھی نہ کرنے دی اور نیزہ کے ایک ہی اشارہ سے عدم کے سیدہے راستہ پر لگادیا۔ پہر اوسکا بھائی صالح بن کعب میدان مین آیا۔ زہیر نے نیزہ سے اوسے بھی ٹال بتائی۔ صالح اونکے نیزہ کو رد کرنیکے لئے ایک طرف جھکا اور نیزہ نے گھوڑے کو زخمی کر دیا۔ رہوار بھڑک اوٹھا۔ صالح پشت زین سے زمین پر آیا مگر پیر رکاب مین اولجھا رہگیا کہ گھوڑے نے اپنی اوچھل کود اور لگد کوب سے جسم کے پرزے پرزے کر دئے اور یار کی سب تمنائین خاک مین ملگئین۔

اسکے بعد نصر کا بیٹا کعب جو اپنے باپ سے بھی زیادہ دلیر اور شجاع تھا میدانِ کارزار مین آیا اور نریا دلی کہ مین اپنے باپ اور چچا کا عوض لینے آیا ہون۔ جناب زہیر نے اوسے سانس بھی نہ لینے دی۔ نیزہ اوسکے پیٹ مین بہونکدیا جو پیٹھ کے پار نکل آیا۔ زہیر نے مقتولون کے اسپ وسلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نکر کے پیادون پر حملہ کر دیا اور اونکے پیچھے سواروں کی صف تک پہونچگئے اور اونمین سے بہتون کو قتل کر ڈالا۔ پہر مراجعت فرما کے میدان مین کھڑے ہوئے اور مبارز طلب کیا جو اونکے سامنے آ کھڑا ہوتا تھا اوسکو ایک ہی اشارہ مین زمین کا پیوند بنا دیتے تھے۔

یعنی گھنٹہ بھر کے اندر اندر ستائیس نامی سردار اور پہلوانان نامدار کو ناپید کر دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ صفحۂ ہستی پر ان ستمون کا نام ونشان ہی نہ تھا۔

اسوقت ابن سعد نے حجر الاحجار کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ تو میرا سہارا اور میرے لشکر کی پشت
پناہ ہے۔ جا کے زہیر کو میرے پاس لے آ جو مانگیگا پائیگا۔ حجر نے جوابدیا۔ ہیہات ہیہات۔ لومڑی
شیر ژیان سے کیا لڑیگی اور بدی شاہ باز کا سامنا کیسے کر سکیگی۔ زہیر بنی اسد کا شجاع اور تن تنہا
ہزار سوار سے لڑ سکتا ہے۔ مجھے اپنی جان سر پر وبال نہین کہ اوس سے مقابل ہون۔ البتہ
ایک ترکیب ہے کہ سو سو سوار تین جگہہ کمین گاہون مین چھپا دو مین اوسکے سامنے جا کر تھوڑی
دیر تک ادہر اودہر کاوے دیتا ہونگا جب وہ تنگ ہو کر میرے اوپر حملہ کریگا تو سوارون کی کمین گاہ
کی طرف بھاگونگا۔ چونکہ وہ مرد سپاہی اور بڑا دلیر ہے ضرور میرا پیچھا کریگا۔ پہلی کمین گاہ سے سو سوار
نکلکے اوسپر حملہ آور ہون اگر وہ اونہین زیر و زبر کرکے مغلوب کرلے تو وہ سب کے سب دوسری کمین گاہ
کی طرف اپنا رخ پہیر دین اور وہان کے سوار باہر آ کے اوسپر ٹوٹ پڑین اگر زہیر اونپر بھی غالب آجاے
تو سب ملکے تیسری کمینگاہ کا راستہ لین اور وہان کے سوار اوسپر آ گرین۔ شاید اسطرح سے زہیر
مارا جاے پس اس راے کے مطابق تین سو سوار مکمل اور مسلح کرکے تین مختلف مقامات مین
چھپا دئیے گئے اور حجر زہیر کی طرف چلا۔ حضرت زہیر بے خبر میدان مین کھڑے ہوئے اپنے
مقابل کا انتظار کر رہے تھے مگر افسوس صد ہزار افسوس۔ لب آپکے تشنگی سے خشک اور منہ
میدان کی خاک سے اٹا ہوا تھا۔ ناگاہ حجر آپ سے دور آ کے کھڑا ہو گیا۔ آپنے فرمایا اے ابن الاحجار
پاس آ۔ ہمارے تمہارے دو دو ہاتھ ہو جائین۔ وہ بولا۔ مین تم سے لڑنے نہین آیا ہون بلکہ
سمجھانے آیا ہون کہ تم شجیع اور زیرک و دانا ہو۔ ابن زیاد کے پاس کیون نہین چلتے۔ مال و دولت
سے غنی ہو جاؤگے حسین کے پاس کیا دہرا ہے جو تجھے خوش کرینگے تیری ہمت بلند کا اقتضا

تو یہ ہونا چاہیئے کہ اہل دولت سے پیوند کیا جاے - جناب زہیر نے جواب دیا - اے ملعون خاموش زبان سنبھال حضرت امام حسین رضؓ آسمان ولایت کے ہماے ہمایون فال ہین اور ابن زیاد محض نابکار اور بد سگال - کینہ طبیعتون اور دون ہمتون نے زمام اختیار اوسکے ہاتھہ مین دیدی ہے -

حجر یہ دندان شکن جواب سنکے خاموش ہو رہا اور خوف جان سے پتھر کی طرح جہان کا تہان دہر رہگیا - حضرت زہیر نے گھوڑے کو آگے بڑہا کے اوس پر حملہ کیا - ابن الاحجار ڈرتا کانپتا کمینگاہ کی طرف بھاگا - زہیر کی ہمت بلند نے اوسے بچکے بھاگ جانے دینا پسند نہ کیا اوسکے پیچھے پیچھے چلے - ابہی دونون کمینگاہ تک پہونچنے بھی نہ پاے تھے کہ زہیر نے حجر کو جالیا - اوسنے چیخنا چلانا شروع کیا کہ لوگو - خدا کیواسطے دوڑو اور مجھے اس خونخوار کے ہاتھہ سے بچاؤ اور گھوڑے سے زمین پر گر کے بھاگا - زہیر ہی نیزہ تانے ہوئے اوسکے پیچھے تھے کہ سوار کمینگاہ سے نکلکے اون پر آن گرے اور تیر و تبر اور سنان و نیزہ کی چپ و راست سے بوچھار کردی - مگر واہ رے جوانمردی - جناب زہیر کے تیور پر ذرا بھی بل نہ آیا - نیزہ تان کے شیرون کی طرح اون سواروں کی طرف مخاطب ہوئے وہ سب بدحواس ہو کر دوسری کمینگاہ کی طرف بھاگے - حضرت زہیر اونکے پیچھے تھے - یہانتک کہ تین سو۳۰۰ سوارون نے اونہین گھیر لیا اور شیث ربعی مردود نے نیزہ اونکے شانہ پر مارا کہ زرہ اونکی ٹھیکگئی اور سنان کا زخم کند ہے پر لگا - زہیر یہ زخم کھاتے ہی شیث کی طرف جھک پڑے - وہ شقی اونکے خوف سے بھاگ کر سوارون مین جا ملا - جناب زہیر نے نیزہ پھینک کے برق درخشان نیام سے باہر نکالی اور سوارون پر جھپٹ کر اونکے تن سے سرون کو جدا کاٹنے لگے -

روایت ہے کہ اوس یکہ و تنہا دلیر نے اوسوقت پچاس سوار کاٹ ڈالے اور اپنے تن مبارک پر نوے۹۰ زخم کھاے - جب حضرت امام حسین نے یہ صورت مشاہدہ فرمائی تو اپنے ملازمون سے ارشاد کیا کہ جلدی جاؤ اور زہیر کی مدد کرو - چنانچہ حضرت سعد جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضؓ کے غلام

دس آدمیون کے ہمراہ اودہر گئے اور ان سوارون مین سے بہتون کو قتل کرکے زہیر کو اونکے نرغہ سے باہر نکال لائے - چالیس تیرون سے زیادہ اونکے جسم پر لگے تھے اور زخمون سے مینہ کی طرح خون برس رہا تھا - جب اونہین امام عالیمقام کے حضور مین لائے تو آپ گھوڑے سے اوترکے اونکے سرہانے آ کھڑے ہوئے - زہیر نے جو آنکھین کھولکے روئے منور دیکھا تو سر اپنا قدم مبارک پر رگڑکے عرض کی -

خاکِ قدمِ دوست شدم نیست کسے را	این عیش کہ امروز مرا در قدمِ اوست

ارشاد ہوا - زہیر - تم نے میری بڑی خیر خواہی کی اور شرائط وفاداری اور جوانمردی مین تم سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا - اب تمہاری جو آرزو ہو مجھسے بیان کرو تاکہ بجالاؤن - زہیر نے جوابدیا کہ اے فرزند رسول - میری تقصیر معاف ہو - آبِ سرد اور صاف کا جام فرشتے میرے پاس لائے ہین مین پی لون تو حضور سے باتین کرون - جناب امام ہمام نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ اے لوگو - زہیر کا مقام اسوقت اوسے دکھلایا جاتا ہے اور شراب بہشت یہین سے اوسکے پاس آنا شروع ہوگئی ہے - لوگون نے دیکھا کہ واقعی زہیر کچھہ غٹ غٹ پیئے چلے جاتے ہین اور چٹخارے مارتے ہین - بعد ازان ایک آہ سرد بھر کے طوطی روح اونکا شکرستان قدس کو پرواز کر گیا - جناب امام روے اور دعا کی یا اللہ العالمین - یہ اوس جہان مین میرا ہمسایہ اور مصاحب رہے اور نانا جان بھی اس سے خوش رہین - پھر فرمایا -

کچھہ مجھہ سے وصیت تو کر اے میرے وفادار	خون ہے ترے غم سے جگر اے میرے وفادار
رکھلے مرے زانو پہ سر اے میرے وفادار	نزدیک ہے شاید سفر اے میرے وفادار
کچھہ تجھہ سے ملاقات نہ صحبت ہوئی بہائی	جی بھر کے نہ دیکھا تھا کہ فرقت ہوئی بہائی
کچھہ بات کر اے یار وفادار ہمارے	اے عالمِ غربت کے مددگار ہمارے

اے صف شکن اے صفدر رو جرار ہمارے — تا حشر تجھے روئینگے غمخوار ہمارے ✤
رتبہ ہے ترا سب سے دو بالا شہدا مین — تیرا بھی تو حصہ ہے ان ایام عزا مین

خم ہو کے پکارے یہ حبیب ابن مظاہر — آ ہوش مین اے منزل جنت کے مسافر
بیتاب ہے بھائی ترا آقا تری خاطر — کر نور الٰہی کی زیارت دم آخر ✤
دیکھ اپنا شرف آنکھون کو کیون بند کیے ہے — فرزند نبی سر ترا گودی مین لیے ہے

سنکر یہ صدا اوسنے جو آنکھون کو کیا وا ✤ — سر حضرت شبیر کے آغوش مین دیکھا
جلدی قدم شاہ پہ منہ ملکے یہ بولا ✤ — صدقے ترے الطاف کے اے سید والا
تکیہ ترے زانو کا میسر ہوا آقا ✤ — ذرہ تھا یہ اب مہر منور ہوا آقا ✤

غش سے جو نہ کھلتے تھے مرے دیدۂ پرنم — صحبت تھی مرے گرد عجب طرح کی اس دم
ارشاد یہ فرماتے تھے خود سید عالم — لے آے ہین یان پر ترے لینے کیلئے ہم
شبیر کا جو دوست ہے پیارا ہے نبی کا — تو آج سے مہمان ہے رسول عربی کا

مجھ پر حسن و جعفر و حمزہ کا ہے یہ پیار — جس طرح دم نزع لگاتے ہون پرستار ✤
ارشاد علی ہے ملک الموت سے ہر بار — ہان رفق و مدارا کہ ہمارا ہے یہ غمخوار ✤
زخمی ہے جدا کیجیو یون روح بدن سے — جس طرح اوٹھاتا ہے کوئی پھول چمن سے

اک سیدہ ہین سبز ردا چہرہ پہ ڈالے — دو حورین ہین لٹکی ہوئی چادر کو سنبھالے
چلاتی ہین مہمان کو لگے ظلم کے بھالے — ہے ہے پسر فاطمہ کے چاہنے والے
شبیر پہ غربت مین ستم ہو گیا ہے ہے — اک دوست بڑھا تھا سو وہ کم ہو گیا ہے ہے

ارشاد کیا شہ نے کہ سب کو ہے ترا غم ✤ — یہ میرے بزرگ آے ہین لینے تجھے باہم
آتی ہے جو رونے کی صدا خیمہ سے اس دم — ناموس محمد مین بپا ہے ترا ماتم ✤

احوال یہ ہے زینب آوارہ وطن کا	جو بھائی کے مرجانے سے عالم ہو بہن کا
اشک آنکھوں سے ٹپکا کے پکارا وہ وفادار	صدقہ ہے یہ سب آپکا اے سید ابرار
نازاں نہو کیوں اپنے شرف پر یہ گنہگار	جس کے لئے روئیں حرم احمد مختار
رتبہ مرا افلاک سے برتر ہوا آقا	ہیں ثانی سلمان و ابا ذر ہوا آقا
یہ ذکر تھا ظاہر جو ہوئے موت کے آثار	تن سرد ہوا زرد ہوئے پھول سے رخسار
دم سینہ ہوا کھولدئے دیدۂ خونبار	مڑ کر سوئے شمشیر کراہا وہ نکوکار ✤
بس دیکھکے دیدار امام ازلی کا ✤	رخصت ہوا مہمان حسین ابن علی کا
لاش اسکی اوٹھا کر شہ دیں ڈیوڑھی پہ لائے	پردہ کے ادھر اہل حرم پیٹتے آئے ✤
اوسکے لئے سیدانیوں نے اشک بہائے	حضرت کی غلامی میں بڑے مرتبے پائے
عقبیٰ بھی سنور جاتی ہے جب کام ہوا ایسا	یوں عشق میں مرجائے تو انجام ہوا ایسا

شہادت حضرت عبداللہ بن عمرو کلبی رضی اللہ عنہ

جب حضرت زہیر شربت شہادت نوش فرما چکے تو دونوں لشکر منتظر کھڑے تھے کہ دیکھیں اب کون میدان میں آتا ہے۔ ابو المویّد نے روایت کی ہے کہ ابن سعد کے لشکر سے دو مرد مرکبان کوہ پیکر ہاموں نورد پر سوار ہو کے میدان جنگ میں آئے اور گھوڑوں کو کدانے لگے۔ ایک نے کہا کہ میں ہوں یسار مولائے زیاد بن ابیہ۔ دوسرے نے نعرہ مارا کہ میں سالم مولائے ابن زیاد ہوں جسکی اجل سر پر کھیل رہی ہو اور اپنی عُمر سے سیر ہو گیا ہو وہ ہم لوگوں کے سامنے آئے تاکہ نیزہ کی طعن اور صمصام خون آشام کی ضرب سے اوسے زمین کا پیوند کردیں۔ یہ سنتے ہی جناب بریر بن حضیر اور حضرت حبیب بن مظاہر چیں بجبیں ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول پاک

حکم ہو تو ہم ان نابکارون کی زبان گدی کے پیچھے سے نکال لیکے گستاخی کا مزہ چکھا دین۔ شاہزادہ
کونین جناب امام حسین نے فرمایا کہ آپ دونون صاحب مہربانی فرماکر توقف کرین۔ مین اور آدمیون
کو بھیجنا چاہتا ہون۔ وہ دونون خاموش ہو گئے۔ اتنے مین حضرت عبداللہ بن عمرو کلبی نے
حاضر ہو کے التماس کی۔ مجھے اجازت ہو۔ حضور نے جو اونکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک صاحب
گندم گون۔ سروقد۔ قوی بازو۔ کشادہ سینہ۔ میرے سامنے کھڑے ہین۔ فرّ شجاعت اونکی
پیشانی سے ہویدا ہے۔ ارشاد ہوا کہ شوق سے سدھارو۔ بیشک۔ تم ان دونون اشقیا کا ڈھیر
کردوگے۔ جناب عبداللہ تسلیم بجالاکے پاپیادہ شمشیر آبدار ہاتھ مین لیئے ہوئے اون دونون
سوارون کے بیچ مین آ کھڑے ہوئے۔ دونون غلامون نے حقارت کی نظر سے اونہین دیکھ کے
پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا گیا مین بنی کلب مین سے ہون اور عبداللہ میرا نام ہے۔ غلام بولے
تو جا۔ ہم تجھے نہین پہچانتے۔ تجھسے نہ لڑینگے اور حسین سے جاکے کہدے کہ زہیر بن قیس
(قین) یا بریر ہمدانی کو ہمارے مقابل مین بھیجین۔ حضرت عبداللہ نے للکار کے جواب دیا۔ ای ناکس
مردود۔ غلامو۔ تمہارے ایسے مغز چلگئے ہین کہ سرداران لشکر اور مبارزان دلاور سے ہمسری کا
دعوی کرتے ہو۔ خبردار۔ اب اگر ان لوگون کے نام پاک میرے سامنے زبان سے نکالے تو
چھاتی پر چڑھکے خون پی جاؤنگا۔ مردود۔ اپنی حیثیت تو دیکھو۔ تم پاجی غلام اور وہ ہمارے سردار
ہو کے تم سے لڑنے آئین گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تمہین تو مین ہی بس ہون۔
یاد رکھنا کتّون کی موت مارے جاؤ گے انشاء اللہ تعالی۔ اگر یہ گرمی۔ یہ لوہ۔ یہ دھوپ کا تڑاقا
اور سب سے زیادہ بھوک پیاس کی مصیبت ہم لوگون پر نہوتی تو ہم آزاد لوگ تم غلامون سے لڑنا
عار سمجھتے اب کبھی ایسی گستاخی نہ کرنا اپنے کفو اور مثل کا نام زبان پر لایا کرو۔ یسار کو یہ سخت باتین
سنکر تاب نہ رہی اور غصہ مین آکر نیزہ کا وار حضرت عبداللہ پر کیا۔ اونہون نے وار خالی دیکے تلوار

اوسکی رانپر ماری ۔ ایسا زخم کاری لگا کہ طرفۃ العین مین یسار تڑپکر گھوڑے سے تلے تھا ۔ عبد اللہ بجلی کی طرح تڑپکے اوسکی گردن پر نظر آے چاہتے تھے کہ سر تن سے جدا کرین کہ سالم تلوار کھینچکے اونکی طرف لپکا ۔ یکایک لشکر امام عالی مقام سے شور اوٹھا ۔ عبد اللہ ہوشیار سالم کی تلوار تمہارے سر پر پہونچی ۔ عبد اللہ نے کسی کی بہی نہ سُنی اور تلوار کی نوک یسار کے سینہ پر رکھہ کے زور جو کیا تو پشت کے پار تہی وہ لعین اوسی وقت مُرغ بسمل کی طرح تڑپکے ٹھنڈا ہوگیا ۔ اب سالم کی تیغ بھی اونکے پاس پہونچ چکی تہی حضرت عبد اللہ نے اوسپر ہاتہہ ڈالدیا اور کچہہ بہی اندیشہ نہ کیا ۔ اونگلیان تو البتہ کٹ گیئن مگر یسار کے سینہ سے اپنی تیغ براّن نکالکے سالم کی گردن پر جو دیتے ہین تو اوس لعین کا سر گیند سا لڑکتا ہوا زمین پر دور جا پڑا ۔ یہ دیکھکے ابن زیاد کے سب غلام اکبارگی حضرت عبد اللہ پر ٹوٹ پڑے ۔ اوس بہادر جرّار نے اون مین سے بہی بہتون کو جہنم رسید کیا اور بہت سے مجروح کئے آخر کو شہید ہوئے ۔

شہادت جناب بریر بن حصیر ہمدانی رضی اللہ عنہ

روایت ہے کہ حضرت بریر زاہد بزرگوار اور پیر پاکیزہ روزگار تھے ۔ امام عالیمقام سے اجازت لیکر میدان جنگ مین تشریف لاے ۔ نظم بلیغ اور رجز فصیح مین اپنا نام و نسب بیان فرمایا ۔ بولے اے مردود نابکارو تم نے دنیاے دنی کے عشق مین اپنی انکھون پر ٹھیکری کیون رکھلی ہے کہ مسلمانون اور فرزند رسول آخر الزمان کے خون بہانے پر مستعد ہوگئے ہو مرنیکے بعد خدا کو کیا منہ دکہاؤگے ۔ کچہہ ہمت رکھتے ہو تو میرے سامنے آؤ ۔ دیکھو ۔ تمہاری بدکرداریون کی سزا تمکو کیسی کیسی دیتا ہون ۔ پس جو کوئی قدم آگے بڑہاتا تھا اوسکا سر تن سے جدا نظر آتا تھا ۔ اسی طرح کئی نامی نامی دلاور دشمنون کے آپنے جہنم واصل کئے ۔ اوس بڑہاپے مین ایسا لڑے کہ فلک

دوّار حیران اور مریخ خنجر گذار انگشت بدندان رہگیا۔ یہانتک کہ مخالف اونکی تیغزنی سے تنگ آگئے۔ ابن سعد نے بڑی منت وساجت سے ترغیب وتحریص دیدے کے یزید ابن معقل کواون سے لڑنے بہیجا۔ اوسنے آتے ہی کہاکہ اے بریر۔ ہم سب کا تیری نسبت یہ گمان ہے کہ توگمراہی پر ہے حضرت بریر نے جوابدیا کہ اسکا امتحان بہی کرلے۔ آؤ۔ ہم تم مباہلہ کرین۔ یزید راضی ہوگیا اور دونون نے ملکر ہاتہہ اوٹھائے اور دعاکی۔ خدایا۔ ہم دونون مین سے جوراہ راست پر ہو وہ گمراہ پر فتح پاے۔ یہ کہکر دونون مستعد ہو گئے۔ ابن معقل نے تلوار کا ہاتہہ جناب بریر پر دیا وہ خالی گیا اور شمشیر ہاتہہ سے چہوٹکے کہن سے الگ جاپڑی پہر جناب بریر نے نعرہ تکبیر کے ساتہہ ایک ہاتہہ ابن معقل کے سرپر مارا کہ سینہ تک تلوار اوترگئی۔ اب دونون فریق کا حال روز روشن کی طرح سب پر منکشف وہویدا ہوگیا۔

یزید کے قتل ہونیکے بعد حضرت بریر خدمت امام مین آے۔ حضور نے اون سے فرمایا کہ تم قطعی بہشتی ہو۔ وہ پیرپاک اعتقاد اس بشارت سے خوش ہوکر پہررن کو سدہارے۔ بحیربن اوس ضبی نے اونہین شہید کیا۔

یہ حال مشاہدہ فرماکے جناب امام ہمام نے بہت تاسف کیا اور فرمایا ان بریرًا من عباد اللہ الصالحین۔ یعنی بیشک بریر خدا کے نیک بندون مین سے ہے۔

روایت ہے کہ عبد بن جابر قاتل بریر کا چچازاد بہائی تہا۔ اوسنے بحیربن اوس سے کہاکہ افسوس تونے بریر کو مارڈالا بہت براکیا۔ خدا کی قسم۔ وہ مقرب درگاہ اللہ اور خواص اہل الدین سے تہے۔ یہ سنکر بحیر نہایت پشیمان ہوا اور کفار کے لشکر سے نکل بہاگا۔ یکایک ایسا خوف اوسکے دلپر طاری ہوا کہ فریاد کرتے ہی کرتے جان سے جاتا رہا۔



شہادت جناب وہب بن عبداللہ الکلبی رضی اللہ عنہ

حضرت وہب جوان زیبا رو۔ نیکخو۔ چہرہ تابندہ مثل ماہ اور زلفین آپکی مانند سنبل تر ومشک سیاہ تہین۔ نقاش قدرت نے وصورکم فاحسن صورکم کے قلم سے نقشہ آپ کا کھینچا اور فی احسن تقویم کی لوح پر آپکی تصویر بنائی تھی۔ سب سے زیادہ رونیکا مقام یہ ہے کہ آج کے دن آپکی شادی پر صرف سترہ دن گذرے تھے کہ یہ قیامت کا عشرہ آگیا۔ حضرت وہب کی والدہ ماجدہ قمر رضی اللہ عنہا اونکے پاس آئین اور فرمانے لگین کہ اے چراغ جسم وجان واے گلِ روح وروان مین ایک ساعت بھی بغیر تیرے نہین جی سکتی۔

چو در خواب باشم توئی در خیالم		چو بیدار گردم توئی در ضمیرم	

مگر سوچنے کی بات ہے کہ جگر گوشہ مصطفےٰ اس دشتِ کربلا اور گروہ اشقیا مین گرفتار جفا ہو گیا ہے بیٹا۔ مین چاہتی ہون کہ تیرے خون کا شربت پیون تاکہ میرا دودہ تجھپر حلال ہو۔ یاد رکھیو کہ اگر تجھسے پہلے دلبند فاطمہؑ دنیا سے اوٹھیگا تو ہرگز ہرگز اپنا دودہ تجھے نہ بخشونگی۔ پس اے جانِ مادر۔ تو حسین سے اجازت جنگ لیکر جا اور اپنا سر اون کے قدمون پر نثار کر۔

حضرت وہب نے عرض کی۔ اے والدہ ماجدہ۔ مجھے آپکے حکم کی تعمیل مین کوئی حجت نہین بسر وچشم شاہزادہ دوجہان پر قربان ہونیکو موجود ہون مگر رہ رہکے یہی خیال آتا ہے کہ اوس نئی نویلی دولہن کے دل پر کیا گذریگی جسنے اس غربت مین میرا دامن پکڑا ہے اور میرے بعد اس مصیبت مین وہ کسکی ہوکے رہیگی اور کون اوسکی ڈھارس بندھائیگا اگر حکم ہو تو مین اوس سے مہر سعادت کرا لون۔ ماں نے جواب دیا کہ اے جانِ مادر۔ اوسکے پاس جائیگا تو مین ممانعت نہین کرتی شوق سے جا۔ مگر عورتین ناقص العقل ہوتی ہین کہین ایسا نہو کہ وہ اپنی فسون سازی اور حیلہ بازی سے تجھے اپنے فریب کے جال مین پہانس لے اور تو سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے

محروم رہجاے - جناب وہب نے جوابدیا کہ ایسا نہین ہوسکتا آپ خاطر جمع رکھین ہین حسین کی
محبت مین ایسا مخمور ہون کہ اسکا فریب مجھے اس قصد سے باز نہین رکھہ سکتا - پس حضرت وہب نے
اپنی دولھن کے پاس آکے فرمایا - اے بانوئے دمساز اور اے مونسِ دلنواز - آج ابن رسولِ
خدا پر اس دشت بلا مین مصیبت آپڑی ہے مین چاہتا ہون کہ اونکی حمایت مین اشقیا سے لڑ بھڑکے
اپنی جان قربان کرون تاکہ فرداے قیامت کو رضاے الٰہی اور شفاعت رسالت پناہی سے محروم
نرہون - یہ سُنکر نو عروس نے ایک آہِ سرد دلِ پر درد سے کھینچی اور بولی کہ اے یار غمگسار اور
اے انیسِ روزگار - شوق سے اپنی جان بندگان حسین پر قربان کر - اگر شریعت نے عورتون کو
بھی جنگ کی اجازت دی ہوتی تو مین بھی تمہارے ساتھہ چلکے اِن سیدیون سے لڑتی - بیشک
آج کے دن جو حسین پر نثار ہوجائیگا قیامت کے دن بڑے بڑے رتبے پائیگا - چلو ہم تم دونون شاہزادہ
عالم کی خدمت مین چلین اور تم اون کے سامنے مجھہ سے یہ اقرار کرلو کہ بغیر میرے بہشت مین قدم نرکھوگے
تو مین بھی اپنا مہر تمہین بخشدونگی - حضرت وہب بیوی کا ہاتھہ پکڑے ہوئے امام عالی مقام کے حضور
مین حاضر ہوئے - عروس نے تضرع و زاری اور جزع و بیقراری کے ساتھہ عرض کی - یا ابن رسول اللہ -
مین نے سُنا ہے کہ جو شہید مرکب زین سے فرش زمین پر گرتا ہے اوسے حورین اپنی بغل مین اوٹھاکر
بہشت مین لیجاتی ہین - یہ میرا شوہر بھی اپنا سر حضور کی نذر کیا چاہتا ہے اسکے بعد یہان مین
بے یار و مددگار ہوجاؤنگی اگر بہشت مین بھی حورون نے مجھے اس سے محروم رکھا تو مین کہین کی
بھی نرہونگی - اگر میرا خاوند آپکی گواہی کے ساتھہ مجھہ سے یہ وعدہ کرلے کہ مین بغیر تیرے جنت مین
نجاؤنگا تو مین اسے جنگ کی اجازت دیتی ہون اور مہر معاف کرتی ہون ورنہ مجھے انکار ہے -
آپ سے میری یہ درخواست ہے کہ اسکے بعد مجھے حرم محترم کی لونڈیون مین بھرتی کرلین - جناب امام اور
اونکے اصحاب عالیمقام اوس عورت کے اس کلام پر ڈہک مار کے رو پڑے اور سامان حشر نظر آنے لگا -

اوسوقت جناب وہب ہاتھہ جوڑکے کھڑے ہوگئے وعرض کی - اے فرزند رسول امین نے
اس عورت کی التجا آپکی خاطر سے قبول کی قیامت کے دن مین اسے طلب کرونگا اور جب آپکے نانا صاحب
میری سفارش درگاہ حق جل وعلا مین کرینگے اور مجھے بہشت مین داخل ہونیکا حکم ملجائیگا تو مین بغیر اسکے
ہرگز وہان نجاؤنگا - یہان اسے حضور کے سپرد کرتا ہون امید کہ اپنی کنیزون کے زمرہ مین داخل کرلین
یہ سنکر جناب امام کے دربار مین دوسری دفعہ شور ماتم برپا ہوا اور جناب وہب چودہوین رات کے
چاند کی طرح پشت مرکب پر نظر آئے زرہ داودی در بر اور سپر کی دوش چپ پر ڈالے - نیزہ خطی دست
راست مین سنبھالے اجل کی طرح دشمنون کے سر پر جا دھمکے اور رجز پڑہی جسکا اول شعر یہ تھا -

امیری حسین ونعم الامیر	له لمعة كالسراج المنير

پھر اسپ کو دپٹکر کو میدان جنگ مین جولان کرکے ایسے ایسے کرتب سپہگری کے دکھلائے
کہ دوست ودشمن سب مرحبا وآفرین کرتے تھے بعد اوسکے مبارز طلب کیا - جو سامنے آتا تھا کسی کو
نیزہ سے پشت مرکب کے نیچے زمین پر لے آتے تھے اور کسی کو تیغ بے دریغ سے ہلاک کرتے تھے
یہانتک کہ بہت سے روبہ تنون کو خاک کا پیوند کردیا - حد سے زیادہ مردانگی دکھلاکے اپنی ماں کے
پاس آئے اور التماس کی - اے والدہ ماجدہ - اب بھی حضور مجھسے راضی ہوئین یا نہین کئی دن کی
بھوک پیاس مین تمہارے اس غلام نے فوج عدو کے لتے بکھیر دئے ہین - مان نے ہاتھہ اوٹھاکر
دعا دی اور فرمایا کہ بیٹا - میری خواہش یہ ہے کہ جبتک تیرے دم مین دم رہے طریق حرب کو
ہاتھہ سے نجانے دیجیو - سعادتمند بیٹے نے جوابدیا کہ فرمانبردار ہون جو آپ فرمائین گی وہی کرونگا
اب مجھے اجازت ہو کہ عروس کے پاس جاکے وداع ہو آؤن - مان نے حکم دیدیا اور حضرت وہب بیوی
کے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے - دیکھا کہ نئی دلہن سوز فراق سے سرگرم نالہ ہے اور حرارت اشتیاق
سے از سر تا پا شمع کی طرح گھلی جاتی ہے - آپکو ضبط کی تاب نرہی اور مرکب سے گرکر تڑپنے لگے -

لوگون نے جون تون خیمہ مین لیجا کے ڈالا- عروس نے شوہر کے سر کو زانو پر رکھکے اشکون سے منہ دہونا شروع کیا- بوئے دوست جو دماغ مین پہونچی اوٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ کیا حال ہے- دلہن کیسی ہو اوس دکھیاری غم کی ماری نے جوابدیا- اے آرام جان و اے انیس دل ناتوان-

جان غم فرسوده دارم چون ننالم آه آه	آه درد آلوده دارم چون نگریم زار زار

حضرت وہب اوس مصیبت زدہ کا سر اپنی بغل مین لیکر سمجھانے اور ہمت بڑھانے لگے کہ اتنے مین میدان جنگ سے صدائے ہل من مبارز کان مین آئی- جناب وہب لپک کر گھوڑے پر سوار ہو گئے اور الوداع الوداع کہتے ہوئے سدہارے- دولہن اونہین دیکھتی تہی اور زار زار رو کے یہ کہتی تہی-

از پیش من آن ماه چو تعجیل کنان رفت	دل نعره برآورد که جان رفت و روان رفت

جناب وہب خنجر بریان اور اژدہائے دمانکی مانند تیغ آبدار و نیزہ جان شکار ہاتھہ مین لئے ہوئے میدان کارزار مین داخل ہوئے اور نیزہ کی نوک سے اوس مبارز کو جو میدان جنگ مین تھا پشت مرکب سے گرادیا- نام اوسکا محکم بن طفیل اور وہ بڑا شہسوار اور تجربہ کار تھا- آپنے ایک ہی حملہ مین زمین پر لا اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے- دونون لشکرون سے ایک غل اوٹھا- اب کسی کی مجال نہ ہوئی کہ آپکا سامنا کرے- اوسوقت حضرت وہب گھوڑے کو للکار کے لشکر دشمن کے قلب پر جا پڑے اور دائین بائین حملہ کرنے لگے یہانتک کہ لشکر مخالف اونکے جنگ کرنے سے تنگ آگیا- آخر ابن سعد نے آواز دی اور تمام لشکر آپ پر ٹوٹ پڑا اور چارون طرف سے ہاتھہ پڑنے شروع ہوئے- ناگاہ کسی کا تیر آپکے مرکب پر لگا اور وہ گرا- حضرت وہب پیادہ رہگئے- دشمنون نے موقعہ پاکر آپکو زمین پر گرالیا اور سر مبارک تن سے جدا کر دیا-

والدہ ماجدہ آپکی یہ ماجرا دیکھکے دوڑین اور سر کو اوٹھا کے کلیجہ سے لگالیا اور فرمایا ای جان مادر

اور اے لخت جگر۔ احسنت اب تیری ماں تجھسے راضی ہوئی پھر اوس سر کو لاکے دولہن کی گود مین رکھدیا۔ اوس بیچاری نے ایک چیخ ماری اور اوسی وقت سرد ہوکے رہگئی۔

ایک روایت ضعیف مین یون بھی آیا ہے کہ دولہن فلک کی ستائی سر کو دیکھکے میدان مین چلی گئی اور شوہر کے خون مین لوٹکے خاک وخون اپنے منہ سے ملنے لگی۔ شمر نے جو دیکھا تو اپنے غلام کی طرف اشارہ کیا۔ اوس مردود نے عورت بیگناہ کا بھی ایک ہی ضرب مین کام تمام کردیا

دوسری روایت یون ہے کہ حضرت وہب کی ماں نے بیٹے کا سر اوٹھاکے اس زور سے اونکے قاتل کے سینہ پر مارا کہ وہ اوسی جگہ تڑپکے رہگیا پھر خیمہ کی چوب اوکھاڑکے فوج مخالف کی طرف دوڑین اور تین آدمیون کو مارڈالا۔ جناب امام حسین نے بڑی مشکل سے آواز دیکے اونہین اپنے پاس بلالیا۔ اونہون نے آکے معذرت کی کہ اے فرزند رسول خدا۔ بیٹے اور بہو کی موت نے مجھے کہین کا نہ رکھا معاف فرمائے۔ نورالائمہ فرماتے ہین کہ وہ بیزبان آہین بھرتی تھی اور کبھی تھی واویلا۔ وہ زور جوانی بسر کیا ہوا ور نہ آج مین ان ظالمون کو بتادیتی کہ اکلوتے بیٹے کی جوانی کو خاک مین ملادینا ایسا ہوتا ہے۔

شہادت حضرت عمرو بن خالد ازدی رضی اللہ عنہ

جناب عمرو بلند بالا وزیبا لقا تھے۔ بعد حضرت وہب کے مرکب تازی پر شاہانہ اسلحہ سج کے میدان جنگ مین آے اور شمشیر آتش بار سے خوب خوب جوہر مردانگی ظاہر فرماے سنان جان ستان سے اوراق عمر دشمنان پراگندہ کرتے اور رجز پڑھتے جاتے تھے الغرض بہت سے فجار کو قتل کرکے متوجہ ریاض جنت تجری من تحتہا الانہار ہوئے۔

شہادت جناب خالد بن عمرو ازدی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد اونکے صاحبزادہ حضرت خالد نے میدان کی طرف رخ کیا۔ وہان کی خاک خون نامردان

سے لعل بدخشان کی طرح درخشان ہوگئی اور صفحہ معرکہ تیغ آتش فشان سے خون فشان ہوگیا۔ آخرش اون کو بھی اہل بغی و عدوان نے ہر طرف سے گھیر کر بارگاہ خلد کو روانہ کیا۔ رُباعی

چون ذرہ بخور شید درخشان پیوست	چون قطرہ سرگشتہ بعمان پیوست
جان بود میان دے و جانان حایل	فی الحال کہ جان داد بجانان پیوست

شہادت حضرت سعد بن حنظلہ تمیمی رضی اللہ عنہ

جناب سعد آج تک کسی لڑائی سے پیچھے نہین ہٹے تھے۔ شمشیر صاعقہ کردار ہاتھہ مین لئے ہوئے میدان کارزار مین آئے عرصہ گاہ نبرد کو خالی پاکے شیر غران کی طرح دہاڑے صفحہ زمین کو خون اعداء سے گلنار کردیا آخر بہت سی کوشش کے بعد شہید ہوئے۔

شہادت جناب عمرو بن عبد اللہ مذحجی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد حضرت عمرو بن عبد اللہ مذحجی نے دریائے کشت و خون مین غوطہ مارا جدہر تیغ خون آشام لیکر جایا کرتے تھے اُس وسیع زمین کا میدان دشمنون پر تنگ ہوجاتا تھا۔ عاقبت الامر اونپر بھی ایک جم غفیر نے نرغہ کرکے کثرت نیزہ و تیر سے روح پاک کو نشیمن خاک سے آشیانہ افلاک کی طرف روانہ کردیا۔

شہادت حضرت حماد بن انس رضی اللہ عنہ

پھر جناب حماد نے آکے میدان مین اپنے اسپ صبا رفتار کو گرم عنان و جولان کرنا شروع کیا۔ سرہائے دشمنان کو تن سے جدا کرکے مثل گیند کے لڑکانے لگے۔ یہانتک کہ بنائے صبر و قرار دل اشرار سے منہدم ہوگئی اور لوگ الامان الامان پکارنے لگے جب کچھہ بس نہ چلا تو وہی اپنے بزدلانہ ہتکنڈے سے ایک شیر پرلاکھون آن گرے اور جناب حماد بالب خندان و دل شادان شہیدون مین جا ملے۔

شہادت حضرت وقاص بن مالک رضی اللہ عنہ

اونکے بعد حضرت وقاص نے اپنے بادپا کو تیز کیا اور پے در پے بارہ مردان کاری دشمنونکے
چن چن کے ناپید فرد ئے کہ اتنے مین ایک عدا نا شناس نے بڑھکے آپکو صفحہ خاک پر گرا لیا
اور ستمگارون نے جسم پاک کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

جرعہ از جام شہادت چشید	زنست بالوات سعادت کشید

شہادت جناب شریح بن عبید رضی اللہ عنہ

بعد ازان حضرت شریح میدان کی طرف متوجہ ہوئے۔ مرکب تیز گام سمین لجام نے
چپ و راست کی خاک اڑا کے ایک آندہی کی کیفیت پیدا کردی۔ اور شمشیر شرار افگن نے خون
اعداء سے سیلاب کی صورت ہویدا کردی۔ یکایک گھوڑے کا پانون رپٹا۔ آپ زمین پر گر پڑے
اور فوج اشقیاء نے ہر طرف سے فراہم ہو کے جسم نازنین کو چورا چورا کردیا۔

شہادت حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ

حضرت مسلم ایک مرد مردانہ اور شجاع یگانہ ثابت راے اور لشکر آرا تھے جنگ آذربایجان
مین کار ہاے عظیم سے مشرکون کا دم ناک مین کر چکے تھے اور کئی دفعہ قرآن مجید جناب
امیر المومنین علی مرتضی رضہ سے پڑہا تھا۔ حضرت اسد اللہ الغالب اونکو ہمیشہ اپنا بھائی بتاتے تے
وہ جناب امام عالیمقام سے اجازت لیکر مانند بحر جوشان اور رعد خروشان کے مخالفون کے سامنے
آے اور رجز پڑہی۔ اون مین سے ایک ظالم صف سے باہر آکے اون سے لڑنے لگا۔ آپ نے
اوسکے حملہ کو رد کرکے نیزہ پہلوئے راست مین مارا جسکی نوک جانب چپ سے گذر گئی۔ امام ہمام
کے لشکر سے شور تکبیر اور نعرہ صلوات بلند ہو کے آسمان تک پہونچا اور سارے لشکر اشقیا کے
سر نیچے نظر آے۔ دوسرے مبارز نے بھی ابن سعد کے حکم سے آکے ذائقہ مرگ چکھا تیسرا بھی

آگے اپنے مردہ ساتھیوں میں جا ملا - القصہ یوں ہی ایک کے بعد دوسرا آتا تھا اور حضرت مسلم اوسے ملک الموت کی حراست میں سپرد کر دیتے تھے یہاں تک کہ متواتر آپنے پچاس نامی گرامی دلاور ابن سعد کے تہ تیغ بیدریغ کئے اونکے بعد چھہ آدمی باہم ملکے جناب مسلم کے مقابلہ کو نکلے آپنے اونہیں بھی سید ہا دوزخ کو روانہ کیا جب یہ کیفیت دیکھی تو فوج مخالف پر لرزہ طاری ہوگیا اور کسی کو ہمت نہ رہی کہ اکیلا بھرے ہوئے شیر کا مقابلہ کرے - ناچار ابن سعد نے کل لشکر کا دہاوا بولدیا - جناب مسلم بن عوسجہ زخم کاری کہا کے زمین پر گرے - جناب امام حسین اور حضرت حبیب بن مظاہر فوراً دوڑ کے اونکے سرہانے اکھڑے ہوئے - ایک رمق جان باقی پاکے جناب امام نے پکارا کہ اے مسلم - ایک گروہ تو ہمارے یاروں کا جنت کو سدھارا - کچھ لوگ ابھی اور باقی ہیں اونہیں بھی مرگ کا انتظار ہے - تم رنجیدہ نہوتا ہم بھی کوئی دم میں تمہارے پاس آئے جاتے ہیں - سب ملکے ناناجان کی خدمت میں چلیں گے - حضرت مسلم نے یہ آواز سن کے آنکھیں کھولدیں مسکرا کر شاہزادہ کی طرف دیکھا اور عرض کی -

اے خوش آن راہے کہ در وے چون تو ہمراہے بود

اوسوقت حضرت حبیب ابن مظاہر بولے اے مسلم ابشر بالجنۃ یعنی بشارت ہو تمہیں بہشت کی حضرت مسلم نے جوابدیا بشرك الله بالجنة يا حبيب یعنی اے حبیب ابن مظاہر خدا تمہیں بھی جنت دے - یہ سنکر حضرت حبیب نے رونا شروع کیا اور فرمایا کہ ہائے افسوس - اے مسلم اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ تمہارے بعد میں زندہ رہونگا تو تم سے وصیت کی درخواست کرتا حضرت مسلم نے فرمایا کہ بہائی تمہارا رنج فضول ہے - میری وصیت بھی سنلو - لڑائی میں ان مردودوں کے آگے آگے ہرگز پیٹھہ نہ موڑنا خبردار کوئی دقیقہ شجاعت و مردانگی کا باقی نرہ جائے اور حسین کو اپنے سامنے کھڑا کر کے اور دکھلا دکھلا کے ان ظالموں کے گلو پر چھری پھیرنا یہانتک کہ

شاہزادہ کونین پر نثار ہو جاؤ پھر تمہارے جنتی ہونے مین بھی کوئی شبہ نہین"۔ حضرت حبیب نے جوابدیا۔ برب الکعبہ ایسا ہی کرونگا تمہاری وصیت بدل وجان مین نے منظور کی۔ حضرت مسلم نے اونہین دعادی اور امام عالیمقام سے عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ مین رخصت ہوتا ہون۔ حضور کے ناناجان اور والد بزرگوار کو آپکی آمد آمد کی اطلاع کرونگا یہ کہکے آنکھین بند کرلین اور جنت کو سدھارے۔

روایت ہے کہ جسوقت حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی شہید ہوئے تو ابن سعد کے لشکر مین اکثر لوگون نے شور مچایا کہ وہ مارا اور بہت خوش ہوئے شیث بن ربعی نے جو اونہین کے لشکر مین تھا اونہین گالیان دین اور کہنے لگا کہ تم اوس شخص کی موت پر اظہار شادمانی کرتے ہو جسنے جنگ آذربایجان مین مشرکون کی صفین درہم برہم کردین اور کسی سے منہ نہ پھیرا مجال نہ تھی کہ کوئی اوسکا سامنا کرے۔ تمہین شرم نہین آتی کہ ایسے شخص کے ضایع ہونے پر خوشی مناتے ہو۔ حیف صد حیف کہ شیث بن ربعی قتل مسلم پر تو اپنی فوج کو لعنت ملامت کرے اور شاد ہوتے سے روکے مگر سبط ستودہ رسول اور فرزند پسندیدہ بتول کے قتل پر آستین چڑھائے تیار رہو۔ افسوس اون لوگون مین انصاف ہی نہ تھا۔

شہادت حضرت ابن مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ

نور الائمہ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت مسلم کے فرزند دلبند نے دیکھا کہ باپ نے شربت شہادت نوش فرمایا تو تلوار ہاتھہ مین لی اور روتے ہوئے لڑنے چلے۔ جناب امام نے پکارا۔ اے فرزند۔ واپس چلا آ۔ مین تجھے لڑنیکی اجازت نہین دیتا۔ اگر خدانخواستہ تجھپر آنچ آگئی تو ماں تیری روتے روتے مرجائیگی۔ لڑکا غریب مجبور ہو کے چاہتا تھا کہ لوٹ آوے مگر ماں نے فریاد مچائی اور کہا۔ بیٹا۔ اگر تو نے ایک قدم بھی پیچھے رکھا تو عمر بھر تیری صورت نہ دیکھونگی اور

نہ کبھی دودہ بخشونگی - اودہر ہی چلا جا - یہ سنکر لڑکا میدان جنگ ہی کی طرف بہاگا اور اوسکی مان بہی اوس کے پیچھے دوڑتی جاتی تہی اور کہتی تہی کہ اے جان مادر - اس دنیا کی تشنگی کی ذرا بہی پرواہ نہ کیجیو - جان اپنی فرزند ساقی کوثر پر صدقہ کردے - ابہی ابہی تو جام کوثر سے سیراب کر دیا جائیگا - غرضکہ وہ شیر کا بچہ مثل ضیغم غضبناک میدان مین پہونچگیا اور ایک ہی حملہ مین دشمنون کے بیس آدمی مارے آخرکار خود بہی شہید ہوا - ظالمون نے اوسکا سر کاٹکے اوسکی مان کے آگے پہینکدیا - اوس دل سوختہ نے پیارے بیٹے کا سر گود مین لے کے بہت گریہ وزاری کی -

شہادت جناب ہلال بن نافع بجلی رضی اللہ عنہ

اب ہلال بن نافع رن کو جاتے ہین - نام نامی اگرچہ آپکا ہلال ہے مگر جمال جہان آرا حضور کا بدر کامل کو بہی شرماتا ہے - انہین دنون مین آپکی بہی شادی ہوئی ہے تہوڑے ہی دن کے دولہا ہین - ہائے افسوس جسوقت آپنے عزم جنگ فرمایا دولہن نے دامن پکڑا اور کہا - ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ جیتے نہ پہروگے - حضرت ہلال نے چین بجبین ہوکر بیوی کو جہڑک دیا اور فرمایا اے ناقص العقل - دور ہو - مجہے نجات کے راستہ سے روکتی ہے مین تیری ہرگز نہ سنونگا اور دوسرون سے کبھی ہیٹا نہ رہونگا - مین نے تو حسین کی خدمت کے لیے کمر چست باندہ لی ہے جناب ہلال بیوی کو اپنے سے دور کرتے تہے اور وہ لپٹی جاتی تہی اور آپکو کسی طرح نہین چہوڑتی تہی - آخرش یہ قضیہ جناب امام کے حضور مین پہونچا - آپ بہی بیوی کے ہی طرفدار بنگئے اور فرمایا اے بھائی - اس نئی دولہن کا دل کباب نہ کر تیرے بعد یہ کسکی ہوکے رہیگی - ابہی اسنے اپنے سہاگ کا کوئی پہل نہین پایا ہے اور تو نے دلہن مرنیکی ٹہان لی مین نہین چاہتا کہ تم دونون اوٹہتی جوانی مین درد فراق کے صدمے سہو - حضرت ہلال نے عرض کی - اے ابن رسول اللہ مجہسے آپ ہرگز یہ امید نہ رکہین کہ آپکو اس مصیبت جانکاہ مین چہوڑ کے

عشق بازی اور عشرت سازی مین مصروف رہونگا۔ بہلا آپ ہی فرمائین کہ اوس حالت مین قیامت
کے دن آپکے نانا جان سے مجھے کچھ امید ہوسکتی ہے۔ اگر وہ مجھ سے شکایت کرین تو پھر مین
کیا جواب دونگا۔ حضور کو مجھے اجازت دینی پڑیگی اور مین کسی طرح اس عورت کی نہ مانونگا
اسے بکنے دیجئے رو دہوکے چپ ہو رہیگی۔

پس جناب امام بہی مجبور ہوئے اور حضرت ہلال نے خود فولادی سر پر رکہکے اور سپر مدور
مانند جرم قمر دست منور مین لیکے ترکش تیرون سے بہرا ہوا کمر سے باندہا اور تیغ یمانی جو ہر دار صاعقہ
آثار حمایل کی۔ بدر ساطع اور برق لامع کو شرماتے ہوئے میدان جنگ مین آکے چکا چوندہ ڈالدی
اور رجز فصیحانہ بیان فرماکے اپنا مدمقابل طلب کیا۔ لشکر شام سے قیس اونکے سامنے آیا ابہی
وہ پاس بہی نہ آنے پایا تہا کہ جناب ہلال تیر کمان مین لگا نشانہ تاک کے جو چہوڑتے ہین تو اوسکی
سپر چہیدتا ہوا سینہ سے پار ہوگیا۔ پشت سے نکلکے پیچہے جا گرا اور سوفار اوسکی زمین مین پیوست
ہوگئی۔ لشکر ابن سعد حضرت ہلال کے ہاتھ کے اس زور پر کانپ گیا۔ کسی دوسرے کو جرات
نہوئی کہ سامنے آے۔ حضرت ہلال نے اون دنیا طلبون کی یہ بزدلی دیکہکے لشکر مخالف کے
قلب پر حملہ کیا۔ ہر ہر تیر نے اونکے ایک ایک امیر کو اور ہر ہر خدنگ نے ایک ایک نہنگ
کو بیجان کر دیا۔ روایت ہے کہ انتی تیر آپکے پاس تہے کوئی خالی نہین گیا اون سے اسی ہی
آدمی آپنے مارے۔ جب تیر تمام ہوئے تو شمشیر برا کی باری آئی۔ جسوقت وہ ناگن میان سے
باہر آئی ہے تو دشمنون کے سر آندہی کے آمون کی طرح زمین پر گرنے لگے اور تلاطم عظیم برپا
ہوگیا۔ اتنے مین طائر جان پاک نے منادی غیب سے صدائے "ارجعی الی ربک"
جو سنی تو آشیان فادخلی فی عبادی کی طرف توجہ کی اور جناب ہلال شہید ہوگئے۔



شہادت حضرت عبد اللہ یزنی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد جناب عبد اللہ یزنی میدان مین آے اور اٹھائیس[۲۸] یزیدیون کو تہ تیغ فرما کے خود بھی اعلی علیین کو سدھارے۔

شہادت یحیی بن سلیم المازنی رضی اللہ عنہ

حضرت یحیی مرد پسندیدہ اور شجاع کاردیدہ تھے۔ بڑہ بڑہکے لشکر اشقیا پر وار کرتے تھے اور وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ کہتے جاتے تھے۔ دم بہر مین لشکر مخالف کے میمنہ کو زیر و زبر کر دیا پہر آتش جنگ میسرہ مین جا لگائی آخرالامر شہید ہوکے دارالسلام مین جا پہونچے۔

شہادت حضرت عبد الرحمن بن عروہ غفاری رضی اللہ عنہ

حضرت عبد الرحمن بن عروہ رجز پڑہتے ہوئے میدان جنگ مین تشریف لاے اور طرفۃ العین مین تیس[۳۰] آدمی دشمنون کے قتل کیئے ناگاہ کسی کا تیر پیشانی مبارک پر لگا۔ آپنے اوسے تو نکال کے پہینک دیا اور اوسی حالت مین بارہ آدمی اور مار کے شہید ہوئے۔

شہادت حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

اب جناب مالک بن انس جناب امام عالیمقام سے اجازت لیکے ابن سعد کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے عمر واگر حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوتا کہ تجہ سے کسی زمانہ مین ایسا نامعقول کام بن پڑیگا تو تیرے پیدا ہوتے ہی تیری گردن مڑوڑ دیتے۔ یہ روز سیاہ تجھے نصیب نہوتا اور جہان تیرے وجود ناپاک سے پاک ہو جاتا ابن سعد یہ بات سنکے خجل و منفعل ہوا اور پکارا۔ کوئی ہے۔ جو اس شخص کو گستاخی کی سزا دے۔ ایک آدمی اودہر سے نکلا اور جناب مالک نے اوسے قتل کر کے دروازہ موت کا مخالفون کے لیئے کہولدیا اور اہل شام کی صبح اقبال کو ظلمت ادبار سے تاریک کر کے جنت کا راستہ لیا۔

شہادت حضرت عمرو بن مطاع الجعفی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد حضرت عمرو بن مطاع زبان فصیح اور بیان ملیح سے رجز پڑہتے ہوئے میدان نبرد مین تشریف لاے جس طرف تیغ اژدہا پیکر لیکر جہک پڑتے تھے آدمی کا نشان تک نہین رہتا تھا یہانتک آپنے کوشش کی کہ دشمنون کو چارون طرف ملک الموت کی صورت نظر آنے لگی آخرش مرتبہ شہادت پر فایض ہوکے اپنے یاران گذشتہ سے جاملے۔

شہادت جناب قیس بن منبہ رضی اللہ عنہ

روایت ہے کہ حضرت قیس بن منبہ شیر شکاری اور پلنگ کوہساری کی طرح یہ رجز پڑہتے ہوئے لشکر اعدا کے سامنے پہونچے۔

من قیس منبہ ام کہ در جنگ	کیوان بر سد ز دار و گیرم
گر رستم زال زندہ گردد ✤	گردد بخم کمند اسیرم ✤
در دوستی حسین و آلش	با کے نبود اگر بمیرم ✤✤
امروز شوم شہید فردا ✤	در خلد برین بود سریرم ✤

کمان کین بازوے بانمکین مین ڈالے اور کمند گیرودار فتراک مین لگاے بازوے توانا کی قوت سے میدان کی خاک کو دشمنون کے خون سے لالہ زار کردیا۔ پہر میسرۂ لشکر سے ایک کوئی سردار اون سے لڑنے نکلا اور تاب مقابلہ اپنے مین نہ پاکے سامنے سے بہاگا حضرت قیس بہی اوسکے پیچہے صحرا کی طرف چلے۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ بہت سے سوار انکے پیچہے جائین سوار ابہی روانہ بہی نہ ہوئے تھے کہ جناب قیس نے اپنے دشمن کو جالیا چاہتے تہے کہ نیزہ لگائین اتنے مین سوار بہی جا پہونچے اور پیچہے سے زخم لگانے شروع کئے اور شہید کرڈالا۔ وہ سردار کوفی صحیح وسلامت اپنی جگہہ آگیا۔

شہادت جناب ہاشم بن عتبہ بن وقاص اور حضرت فضل بن علی اور اون کے ہمراہیون کی رضی اللہ عنہم اجمعین

اسوقت ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ جناب امام ہمام کے داہین ہاتھہ کی طرف سے ایک سوار اسپ تازی نژاد پر بیٹھا ہوا گنگا جمنی برگستوان اوسپر ڈالے باد تیز رفتار کی طرح چلا آتا ہے سرخ خفتان چہرہ مریخ کی مانند درخشان ہے اور ایک خود افسر کیوان سے بہی عمدہ سر پر ہے شمشیر یمانی زہر میں بجہی حمائل کئے ہوئے اور نیزہ مار ارقم سے زیادہ ہیبت ناک ہاتھہ مین لئے تھا۔ کمان کیانی بازو مین ڈالے مثل شیر ژیان اور اژدہاے آتش فشان دشمنون کے پرے کے سامنے جا کے للکارا کہ اے لعینو۔ اگر تم نہ جانتے ہو تو جان لو اور تم نے نہ سُنا ہو تو خوب کان کھول کے سُنلو اور جو نہ دیکھا ہو تو دیکھہ لو کہ مین تمہارے روسیاہ سپہ سالار یعنی ابن سعد نابکار کا چچا زاد بہائی ہاشم بن عتبہ بن وقاص ہون۔ یہ کہہ کے پہر لشکر حسین کی طرف مخاطب ہوا اور بولا السلام علیک یا بن رسول اللہ۔ ملاحظہ ہو کہ میرے حقیقی چچا کا بیٹا ابن سعد آپکے قتل پر آستین چڑہاے سامنے کھڑا ہے اور مین آپکی خاک پا پر سر قربان کئے دیتا ہون۔ آپ پر روشن ہے کہ جنگ صفین مین مینے اپنے چچا کے ساتھہ بڑے بڑے کار نمایان کئے تہے۔ اسوقت مجھے اجازت حرب مرحمت ہو۔

پس شاہزادہ کونین سے اجازت لے کے حضرت ہاشم پکارے۔ اے فوج اشقیا مین تم مین سے کسی کو نہین چاہتا۔ میرے چچا کے نام کو دہبا لگانے والے ابن سعد کو میرے سامنے بہیجو۔ ہم دونون گہڑی گہر کے آپس مین فیصلہ کر لین گے۔ ابن سعد نے ہاشم کے جگر خراش طعنے جو سنے تو لرزنے لگا کیونکہ وہ ہاشم کی لڑائیان سُن چکا تھا اور اونکی دلیری و مردانگی سے خوب واقف تھا

پس منہ چہپا گیا اور اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہو کے بولا کہ یہ میرا بہائی ہے مین اسکے سامنے جانا مناسب نہین سمجہتا تم مین سے کون ہے جو مجہے اسکے ہاتہہ سے رہائی دے۔

آخر سمعان بن مقاتل حاکم حلب اونکے سامنے آیا جسے یزید نے دمشق سے ہزار سوارون کے ساتہہ ابن زیاد کی مدد کو بہیجا تہا۔ مرد کار دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تہا۔ وہ کہنے لگا کہ اے بزرگزادہ عرب۔ تیرے بہائی ابن سعد کو ابن زیاد نے ملک رے اور طبرستان دیدیا ہے اور حسین کے پاس نہ ملک ہے نہ مال تجہے اون سے کیا ملیگا تو بہی اپنے بہائی سے آمل تاکہ تیری قسمت بہی اوج موج پر آجاے۔ ہاشم نے جوابدیا اے کمینہ ناکس۔ اس دو تین دنکی فانی زندگی کا کیا اعتبار ہے نہ دنیا والون کے دولت و اقبال کو ثبات و قرار ہے۔

گفتم بکسے کہ چیست دولت گفتا		روزے دو سہ دو باشد و باقی ہمہ لت

اے سمعان دیدۂ انصاف کہولکے دیکہہ اور بہشت کی باقی رہنے والی نعمتون کی طرف نظر کرکے اس مردار دنیا سے درگذر جو کتون کے کہانے سے بچ رہی ہے اور فرزند مصطفےٰ و نور دیدۂ مرتضیٰ کی خدمت مین آجا تاکہ دولت رضاے الٰہی اور سعادت نامتناہی حاصل ہو۔ سمعان کی سمجہہ مین یہ باتین بہلا کب سماتی تہین۔ بولا۔ اے ہاشم۔ تجہے نہ اپنے چچازاد بہائی سے شرم آتی ہے نہ ابن زیاد کا ڈر ہے باپ کے نام اور قبیلہ کی ناموس مین دہبا لگاتا ہے اوسے لگا لے۔ تو ایک ہی خیال پر مغرور اور روش عقل و معاش سے دور ہے۔ ہاشم نے جوابدیا۔ نفرین ہے ابن زیاد پر جسنے میرے بہائی کو جال مین پہانس کے دین کو دنیا کے عوض بکوادیا۔ مین عالی ہمت ہون۔ دنیا کو آخرت سے بدلے لیتا ہون معیوب فانی کو دیکے مرغوب باقی خریدتا ہون۔ تم لوگون کو جاہ فانی پر ناز ہے جو جلدی سے گذر جائیگا بعد اوسکے عذاب الیم اور عقاب عظیم مین گرفتار ہو کے سر پٹیو اور دانت پیسو گے۔ سمعان بہی اسکے جواب مین کچہہ کہنا چاہتا تہا

مگر حضرت ہاشم برہم ہو کے بولے کہ اے ناستودہ اطوار۔ تو لڑنے آیا ہے یا بحث کرنے۔
خبردار ہو۔ تیرے جاہ وحشم کو تو اسی وقت میں مٹی میں ملائے دیتا ہون اور انشاء اللہ تیرے
مایہ ناز یزید و ابن زیاد و ابن سعد وغیرہ بھی چند ہی عرصہ میں اپنے کئے کو پہونچیں گے۔ یہ فرما کے
گھوڑے کو للکارا۔ دونون کے نیزے باہم لڑ گئے ہاشم نے نیزہ کو تو پھینکدیا اور تلوار سنبھالی
اس وقفہ مین سمعان حلبی نے اپنا نیزہ ہاشم کے سینہ کی طرف راست کرلیا تھا کہ حضرت ہاشم
نے پشت شمشیر اوسکے نیزہ پر ماری۔ وہ اوسکے ہاتھہ سے چھوٹ کے دور جا پڑا۔ سمعان چاہتا
تھا کہ تلوار کھینچے لیکن ہاشم نے اوسے مہلت ندی اور ایک ہاتھہ صفائی کا اوسکے سر پر ایسا دیا
کہ صمصام خون آشام نے خانہ زین تک دو ٹکڑے کردئے ایک گھوڑے کے ادہر اور ایک اودہر
لکڑی کے حصون کی طرح آن رہا۔ سپاہ امام دین پناہ سے غلغلہ تکبیر کا بلند ہوا۔ جناب ہاشم
ابن سعد کے سامنے جاکے پکارے۔ اے میرے چچازاد بھائی۔ آج کے دن مین خدا کی عجیب
وغریب قدرتین مشاہدہ کررہا ہون تو بھی اون پر غور کرلے یعنی جنگ احد کے دن عم بکرم حضرت سعد
بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرے والد بزرگوار تھے جناب رسالت مآب پر جان فدا کر رہے تھے
دشمنون کو بڑہ بڑہکے تیر لگاتے تھے اور آنحضرت صلعم کے پاس تک اونکو نہین پھٹکنے دیتے تھے
حضور نے جناب چچا صاحب کی یہ جان نثاری اور خیر خواہی معائنہ فرماکے اونہین دعا دی اور بشارت
بجنت فرمایا۔ میرے باپ عتبہ بن ابی وقاص نے اوسدن پتھر لب و دندان رسول اللہ پر مارا جس سے
چہرہ مبارک مجروح ہوا اور دانت ٹوٹ گئے آنحضرت صلعم نے اوس کے لئے بد دعا کی۔ آج ایسے
متبرک باپ کا بیٹا دشمنون کے ساتھہ ملا ہوا فرزند رسول اللہ کی جان لینے کی فکر مین ہے اور
کافر کا بیٹا اہلبیت رسول پر جان فدا کرنے کو تیار ہے۔ آج يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ
کے معنی میری سمجھہ مین بخوبی آگئے۔ اوسدن زبان معجز نشان سید عالمیان کی تیرے باپ پر

آفرین کرتی تہی اور آج تجہپر نفرین کر رہی ہے اور اوسی دن وہی زبان میرے باپ پر لعنت کرتی تہی آج مجہپر آفرین پکارتی ہے عجب کارخانے ہین جو کسی کی سمجہہ مین نہین آتے - ابن سعد نے یہ کلام سُنا اور آہ سرد دل پر درد سے کہینچ کے سر نیچا کر لیا - ندامت سے آنسو جاری ہوگئے -

سمعان جب اس ذلت وخواری سے مارا گیا تو اوسکا بہائی نعمان بن مقاتل سمعان کے ہزار سوارون کے ساتھہ حضرت ہاشم پر حملہ آور ہوا - ہاشم کی تیوری پر بل بہی نہ آیا اور بیباکی کے ساتہہ اون سب کا مقابلہ کیا - اگر رستم بہی اونکی جنگ کو دیکہتا تو دنگ رہجاتا اور اون سے کچہہ سیکہنے کی تمنا کرتا - جو سام ونریمان کی نظر سے وہ رزم گذر جاتی تو بجاے طوق مرصع کے اونکی غلامی کا رشتہ اپنی گردن مین ڈال لیتے -

ترکِ خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین		حرب اومی دید ومی گفت آفرین باد آفرین

جب شاہزادہ عالم وعالمیان نے دیکہا کہ حضرت ہاشم تن تنہا ہزار سوارون سے لڑ رہے ہین تو اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اس جوان دلاور جگردار کی خبر لو - چنانچہ آپکے بہائی حضرت فضل بن علی مرتضیٰ نو آدمی اپنے ہمراہ لے کے جناب ہاشم کی طرف چلے - یہ حالت دیکہہ کے ابن سعد نے دو ہزار سوار اور بہیجے کہ خبردار - یہ دسون آدمی ہاشم تک نہ پہونچنے پائین ان سوارون نے اثناے راہ ہی مین حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور اون کے ساتہیون سے لڑنا شروع کر دیا - آواز گیرودار کی فلک کجرفتار تک پہونچی - لشکر اعداء نے غالب ہو کے نو آدمیون کو شہید کیا اکیلے حضرت فضل رہ گئے - آپنے اپنے والد ماجد کی طرح تیغ زبانہ دار اور نیزہ جان شکار ہاتہہ مین لیکر حملہ کیا جو سامنے آتا اوسے عدم کا راستہ بتا دیتے تہے کبہی شعلۂ سنان آتش آہنگ سے بیدلونکے سینہ کباب کرتے اور کبہی تیغ بیدریغ سے رنگ رخ اعداء کو بی آب وتاب بناتے تہے آخرش دو ہزار سوارون نے اونکی حرب وضرب سے تنگ آ کے کمانیون

ہاتھون مین لی ہین اور بزدلون کی طرح دور سے تیر پھینکنے لگے۔ دو ہزار تیر ایک ساتھ تین ذکے
ہو کے پیاسے پر آتے تھے اور جناب فضل کے وہی دم خم تیے ذرا نہ گہبراتے تھے۔ جدہر جہک
پڑے اشقیا کے پرے کائی کی طرح پہٹ جاتے تھے مگر حق سبحانہ تعالے کو اس لڑائی کا جو نتیجہ
کرنا منظور تھا وہ تو ہو کر رہتا ورنہ ان جھنجلائے ہوئے شیرون نے اپنی سی کرنے مین تو ذرا کسر
نہ رکھی۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ جناب فضل کا گھوڑا بگڑ گیا اور آپ پیادہ رہگئے۔ قوم ستمگار نے
چارون طرف سے گہیر لیا عاقبت الامر آپنے دنیا کی سرا ئے بے اعتبار سے عقبی کے دار القرار کا
راستہ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جناب امام عالیمقام کے بہائیون مین سے پہلے پہل
جناب فضل ہی نے شربت شہادت چکھا اور تشنہ لب اور سوختہ جگر ساقی کوثر کے پاس پہونچے
جب لشکر ابن سعد نے ان دسون دلاورون کو شہید کر لیا تو نعمان ابن مقاتل کی مدد کو چلے
اوسنے ہزار سوارون کے ساتھ حضرت ہاشم کو گھیر رکھا تھا۔ جناب ہاشم نے سبکو تنگ کر دیا تھا
اور پیادہ و سوار کی جانین پے درپے جا رہی تہین۔ جدہر گھوڑے کی باگ موڑ دیتے تھے بوئے
مرگ اعداء کے دماغون مین بہر جاتی تہی اور ہاتھ پیر ہو لکے بیکار ہو جاتے تھے جسطرف حملہ کرتے
مخالفون کے سینہ دہڑکنے موت کی صورت تکنے لگتے تہے۔ نعمان ہر وقت سپاہ کو للکارتا تہا
کہ کوشش بلیغ عمل مین لاؤ اور میرے بہائی کا عوض لو اسی حالت مین ہاشم لپکے اور جاتے ہی
نعمان کی دوال کمر پکڑ کر خانہ زین سے اوٹھا کے زمین پر دے ٹپکا کہ ہڈیان تک چورا ہو گئین۔
مرغ روح قالب شوم سے پرواز کر گیا۔ پہر علمدار کو بہی ضرب تیغ سے نعمان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔
علم اوسکا زمین پر نگونسار نظر آیا۔ نعمان کی سپاہ نے جب اپنے سردار کو مردہ اور علم کو زمین پر دیکھا
بہاگ نکلی اور نعرۂ الحذر الحذر آسمان تک پہونچا یا ابن سعد نے جو یہ حالت دیکھی تو اپنا لشکر لیکے
دوڑا اور فراریون کو راہ سے ہی لوٹا لایا۔ بس تین چار ہزار آدمی جناب ہاشم کے گرد مجتمع ہو گئے

آپ نے زخم بے انتہا کھائے تھے۔ تھکن سے چور اور پیاس سے مجبور ہو کے ایک حملہ دلیرانہ کے بعد شربت شہادت پیکے خلعت سعادت ابدی پہنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہادت جناب حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ

حضرت حبیب مرد با جمال و کمال اور پیر کہن سال تھے۔ قرآن مجید کے حافظ بے بدل اور حدیث شریف کے عالم با عمل تھے۔ شام سے کلام اللہ شروع کرتے اور فجر کی نماز کے بعد صبح ہوتے ہی ختم کر لیتے تھے۔ جناب ختم المرسلین کی صحبت سے مشرف اور خاص انہین کی زبان سے سنکے حدیث و قرآن یاد کیا تھا۔ جناب علی مرتضیٰ انکو بہت معزز و مکرم سمجھتے تھے جس وقت حضرت حبیب نے جناب امام عالیمقام سے آکے اجازت حرب طلب کی تو آپ نے ایک ایسی دردناک چیخ ماری کہ سننے والون کے کلیجے ہل گئے اور فرمایا اے حبیب۔ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو مین تمکو اپنے نانا جان اور پدر بزرگوار کی یادگار جانتا ہون اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون۔ علاوہ برین تم بڈھے ہو تمہین جہاد کی تکلیف معاف ہے۔ جناب حبیب نے جوابدیا۔ اے سید و سرور۔ بڈھون ہی کو لڑنے کی گھاتین خوب معلوم ہوتی ہین۔ تجربہ اونکا دقایق حرب و ضرب کا ماہر اور حقایق جنگ سے آشنا ہوتا ہے۔ میری خواہش یہی ہے کہ قیامت کے دن آپکے جان نثارون کے ساتھہ میرا حشر ہو جناب امام منہ ڈہانک کے بہت روے اور چار و ناچار انہین اجازت دی۔ جناب حبیب میدان مین آے اور یون فرمایا۔

حبیب مظاہر منم مرد مرد	برانگیزم از آتش و آب گرد
سرے دارم از دوستان پُر وفا	دلے دارم از دشمنان پُر نبرد

جناب حبیب نے ایسی سخت جنگ کی کہ لشکر شام دنگ رہگیا۔ ناگاہ بنی تمیم مین سے کسی نے تلوار اونکے منہ پر ماری وہ گر پڑے۔ چاہتے تھے کہ اوٹھین لیکن حصین بن تمیر نے سر پر دوسری

ضرب لگائی۔ اوسکے ساتھ ہی آپنے آواز دی یا ابن رسول اللہ دوڑو اور اپنا جمال جہان آرا مجھے دکھادو۔ یہ عاشق زار آپکا آپ سے جدا ہوتا ہے جناب حسین سنتے ہی اسطرح دوڑے جیسے شمع کی طرف پروانہ جاتا ہے جب پاس پہونچے ہین تو حضرت حبیب نے آنکھین کھولدین اور عرض کی۔

پیرانہ سر کشیدم سر در رہ سگانت — موئے سفید کردم جاروب آستانت
لعل تو جان و من ہم دارم رسیدہ جانے — حرفے بگو کہ بادا جانم فدائے جانت

اے شاہزادہ دوعالم۔ اپنے ناناصاحب اور باباجان سے جو کچھ کہنا ہو مجھ سے کہدیجیے۔ جناب امام نے اونکو بشارت بہشت دی اور وہ پیر پاک ضمیر اس مژدہ دلپذیر کو سنتے ہی آخرت کو سفر فرماگئے

پیری مین جو دکھلائی جوانون کی شجاعت — تھرانے لگے عضو بدن گھٹ گئی طاقت
دم چڑھ گیا گرمی سے۔ ہوئی پیاس کی شدت — دل سے کہا اب عالم فانی سے ہے رخصت
کہتے تہے تن و جان شہ دلگیر کے صدقے — ہر زخم پہ نعرہ تھا کہ شبیر کے صدقے

چھاتی ہی چھنی تیرون سے اور فرق دوپارا — رگ رگ جو کٹی پھر نہ رہا ضبط کا یارا
شیرازۂ اجزائے بدن کھل گیا سارا — گرتے ہوئے گھوڑے سے یہ آقا کو پکارا
یان آپکا آنا مری بخشش کی سند ہے — اے شیر الہی کے پسر وقت مدد ہے

ناگاہ صفین چیر کے آئے شہ ذیشان — دیکھا کہ وہ مظلوم کوئی دم کا ہے مہمان
لاشہ سے لپٹ کر یہ پکارے بصد افغان — اے دوست مرے تیری محبت کے مین قربان
دکھلا دو مجھے زخم کہان کہاے ہین بھائی — چھاتی سے لپٹ جاؤ کہ ہم آئے ہین بھائی

اس عالم پیری مین نہ منہ جنگ سے موڑا — کس طرح نہ روؤن ترا احسان ہے تھوڑا
میرے لئے تونے زن و فرزند کو چھوڑا — فرقت نے تیری۔ آہ۔ کمر کو مری توڑا
تنہا کوئی لاکھون سے لڑائی نہین کرتا — وہ تونے کیا مجھ سے کہ بھائی نہین کرتا

آقا کی صدا سنکے اوسے ہوش جو آیا انکھون سے کف پاے مبارک کو لگایا	گردن کے تلے زانوے شبیر کو پایا اکبر کی طرف جوڑکے ہاتھون کو سنایا
کچھ اپنے نمکخوار پہ احسان نہین کرتے	حضرت پہ اوٹھاکے مجھے قربان نہین کرتے
للہ ۔ مرے واسطے آنسو نہ بہاؤ محبوب خدا آے ہین خادم کو اوٹھاؤ	شہزادۂ عالم مرے کام اس گھڑی آؤ حیدر یہ کھڑے ہین مجھے قدمون پہ گراؤ
بوئے حسن سبز قبا آتی ہے مجھکو	فریاد کی زہرا کی صدا آتی ہے مجھکو
یہ کہتے ہی بس گلشن دنیا سے سدھارے بازو کو ہلاکر شہ مظلوم پکارے	نکلی رہی ہونٹون پہ زبان پیاس کے مارے چھوڑا ہمین اے یار وفادار ہمارے
ہم رہگئے تم ہمسے دغا کر گئے بھائی	صدقہ ابھی ہوتے تھے ابھی مرگئے بھائی
ہے ہے مرے عاشق ۔ مرے شیدا مرے یاور ہے ہے مرے رستم مرے ضیغم مرے صفدر	ہے ہے مرے سلمان ۔ مرے مقداد و ابا ذر ہے ہے مرے عمار مرے مالک اشتر
تا زیست ترے ہجر مین فریاد کرونگا	خنجر کے تلے بھی مین تجھے یاد کرونگا
پھر لاش در خیمہ پہ لاے شہ عالم میدان مین حبیب ابن مظاہر ہوئے بیدم	سر پیٹ کے فرمایا کہ اے زینب پر غم ماتم کرو بیکس کا بچھاکر صف ماتم
یان رونیکو اوسکے زن و فرزند نہین ہین	مظلوم مسافر کے اگر ہین تو ہمین ہین

روایت ہے کہ بدیل بن حریم نے جناب حبیب کو شہید کر کے سر مبارک اپنے پاس محفوظ رکھہ چھوڑا تھا جب یہ لڑائی ختم ہوگئی تو سر مطہر کو اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکا کے بدیل مکہ پہونچا ۔ وہان اوسکا ایک دوست حضرت حبیب کا جانی دشمن تھا بدیل چاہتا تھا کہ سر اوسکی نذر کرے ۔ قضارا جناب حبیب کے صاحبزادہ مکہ کے دروازہ پر کھڑے تھے کہ بدیل پہونچا اونھون نے

دریافت کیا یہ سرکسکا ہے - بدیل نہین جانتا تھا کہ یہ مرحوم کے خلف الصدق ہین بے ساختہ جوابدیا کہ حبیب ابن مظاہر کا۔ معرکۂ کربلا مین انہین قتل کرکے سرکو بطور تحفہ اپنے فلان دوست کے لیے لایا ہون۔ صاحبزادہ کے دل سے بے اختیار ایک دہوان اوٹھا حالانکہ نابالغ تھے فوراً ایک بہاری پتھر زمین سے اوٹھا کے بدیل کے سر پر مارا کہ بھیجا اوسکا نکل پڑا اور وہ گھوڑے سے نیچے آن رہا۔ صاحبزادہ نے سر باپ کا گھوڑے کے گلے سے کھولا اور گورستان معلی مین دفن کردیا۔ ابتک وہ مزار راس الحبیب کے نام سے مشہور ہے۔

شہادت حضرت حرہ (حریر) غلام آزاد جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

جناب حریر اگرچہ حبشی غلام تھے مگر دل اونکا مہر وماہ سے زیادہ روشن تھا۔ میدان جنگ مین پیادہ پا یون فرماتے ہوئے آے۔

چون من سوے میدان شجاعت بخرام	بس خصم کہ بیجان شود از ضرب حسام
بگزیدۂ مردانم اگرچند سیاہم	بستودۂ شاہانم اگرچند غلامم
فردا بود آسان بشفاعت ہمہ کارم	وامروز برآید بشہادت ہمہ کامم

مردانہ حملے کیے اور بہادرانہ قتال عمل مین لاے آخر شہید ہوکے حیات جاودانی پائی۔

شہادت حضرت یزید بن مہاجر جعفی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد جناب یزید نے میدان مبارزت مین قدم رکھا اور محاربہ ومقاتلہ مین داد مردی و مردانگی دی آخرالامر حیات مستعار کے لباس سے عاری ہوکر جامہ خانۂ عنایت حضرت باری مین داخل ہوئے۔

شہادت جناب انیس بن معقل اصبحی رضی اللہ عنہ

حضرت انیس نے محاربہ مین آکے جوے خون بہادی۔ دشمن الامان اور الحذر پکارتے تھے

آپ مدح حسین اور اپنی قوم کے مناقب بیان کرتے جاتے تھے اور اعداء کے گلون پر چھری
پھیرتے جاتے تھے آخرش روح مقدس تنگنائے جسمانی سے فضائے ریاض روحانی کی
طرف پرواز کرگئی۔

شہادت جناب عابس بن شبیب الشاکری اور اون کے غلام کی رضی اللہ عنہما

لڑائی مین جاتے وقت حضرت عابس نے اپنے غلام جناب شوذب سے پوچھا۔ بولو۔
تم کیا چاہتے ہو۔ اونھون نے عرض کی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپکے ہمرکاب چلون۔ اور
ان مردودون کو بڑہ بڑہکے قتل کرون۔ جناب عابس نے فرمایا کہ مرحبا اور آفرین ہے تمہاری
ہمت اور وفاداری پر۔ مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ یاد رکھو۔ آجکے دن خداوند کریم تمھین اجر عظیم
دیگا۔ آج جو کچھہ تمھین کرنا ہے اوسکی خوشنودی کے کام کرلو کل کوئی عمل ہم سے نہو سکے گا۔
جناب شوذب نے جوابدیا۔ اے میرے بلند ہمت خواجہ۔ آپ سچ فرماتے ہین یہ وقت
فرصت کا ہماری عمر مین غنیمت ہے چلو جو کچھہ ہو سکے کرین۔ پس دونون بالاتفاق امام عالی
جاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حضرت عابس نے دست بستہ ہوکر عرض کی۔ اے ابا
عبداللہ۔ مین دنیا مین آپسے زیادہ کسی کو عزیز نہین رکھتا ہون آج تک کوئی خدمت مجھہ سے
حضور کی نہو سکی پس خجالت سے دل پاش پاش ہے۔ چاہتا ہون کہ آج موقع ہے حضور
پر نثار ہوجاؤن اور پھر یہ بیکار صورت آپکو نہ دکھلاؤن۔

چگونہ سر زخجالت برآورم بر دوست	کہ خدمتے بسزا برنیامد از دستم

جناب امام حسین نے آفرین فرماکے اونھین جنگ کی اجازت دی۔ جناب عابس اپنے
غلام کے ساتھہ صف اعداء کے سامنے آئے۔

مقتل دینوری مین ربیع بن تمیم نے روایت کی ہے کہ مین عابس کی جنگ بہت سے معرکون مین دیکھ چکا تھا مین نے جو دور سے اونہین جوش وخروش کے ساتھہ میدان مین آتے دیکھا تو کانپ گیا اور پکارا اے بدبختو۔ خبردار و ہوشیار۔ اسوقت وہ شخص تمھارے دانت جھاڑنے آتا ہے جس نے شیرژیان اور پیل دمان کو بارہا للکار کے مار ڈالا ہے۔ اسی اثنا مین جناب عابس قریب آ گئے اور پکارے رَاجُلٌ بِرَاجُلٍ یعنی مرد کے مقابل مین مرد ہی آوے۔ لشکریان شام میری آواز سُن چکے تھے چُپ ہے کا بِل تاکنے لگے کیسکی ہمت نہ ہوتی تھی کہ مرنے کے سامنے آے۔ جان دینے والون اور بہاڑے کے ٹٹوؤن مین یہی فرق ہوتا ہے جب ہی کتے بلیون کی سی موت زیادہ مارے جاتے ہین۔ ابن سعد یہ پس وپیش دیکھکر چلایا کہ تم کیون اس سے نہین لڑتے۔ اگر بزدلی سے ایک کی جراءت نہین ہوتی توسب ایک بارگی ٹوٹ پڑو۔ یہ سنتے ہی سب کے سب اونکی طرف چلے۔ عابس نے جو یہ حال دیکھا تو خود سر سے اور زرہ تن سے اوتار کے پھینکدی اور ہمارے لشکر کی طرف لپکے شوذب پیچھے پیچھے اونکی حفاظت کرتے جاتے تھے۔ خدا کی قسم۔ چالیس آدمی مرے کے دیکھتے دیکھتے اونھون نے خاک مین ملا دیے۔ ربیع کہتا ہے کہ مجھ سے اور عابس سے ملاقات تھی مین نے اون سے کہا کہ اے یار عزیز تم اس طوفان بے تمیزی مین ننگے چلے آتے ہو نہ سر پہ خود ہے نہ جسم پر زرہ۔ کیا تم موت سے بالکل نہین ڈرتے۔ حضرت عابس نے کہا۔

چو من در بحر ہجر انم زخونریزی مترسانم	کسے کا بش زسر بگذشت از طوفان چہ غم دارد

آخرکار لوگون نے اطراف وجوانب سے اکھٹا ہو کے ایسے ایسے زخم کاری داہنے بائین اور پیچھے سے دونون صاحبون کے لگاے کہ خواجہ وغلام دونون دار الملام سے دار السلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

شہادت حضرت حجاج بن مسروق جعفی رضی اللہ عنہ

یہ صاحب لشکر امام عالیمقام کے موذن اور آنحضرت صلعم کے رکابدار تھے شاہزادہ کونین سے اجازت لیکے رن کو سدھارے۔ کمان مانند قوس قزح اور تیر مثل آہ مظلومان لیئے رجز پڑھتے ہوئے میدان مین پہونچے۔ آتش شمشیر آبدار سے دشمنون کو پھونکنے لگے یہانتک کہ سپاہ مخالف نے تنگ آکر تیر برسانا شروع کیا اور جناب حجاج شہید ہوئے۔

شہادت حضرت سیف بن حارث بن سریع اور جناب مالک بن عبد سریع رضی اللہ عنہما

یہ دونون صاحب باہم چچازاد بھائی تھے۔ روتے ہوئے جناب امام ہمام کے قدمونپر آن گرے آپنے دریافت فرمایا کہ خیر تو ہے روتے کیون ہو۔ دونون نے بالاتفاق جوابدیا کہ ہم آپکی مصیبت پر روتے ہین۔ دشمنون نے حضور کو سب طرف سے گھیر رکھا ہے اور دوست اوسکو دفع نہین کرسکتے اسلیئے کلیجہ منہ کو آگیا اور ہم رونے لگے۔ جناب امام نے اونکی ہمدردی پر آفرین کی اور اونکے حق مین دعاے خیر فرمائی۔ پس وہ دونون دلاور مانند شیر نر غضبناک میدان مین آئے اور بہت سے سوار اور پیادون کو عرصہ حیات سے دروازہ فنا و فوات پر پہونچایا۔ آخرکار خود بھی اس ظلمت خانۂ پر وحشت و ملال سے نزہت آباد قرب ذوالجلال مین پہونچے۔ شاہزادہ عالم و عالمیان اون نوجوانون کی لاشون پر بہت روے اور غفور منان سے اونکی آمرزش کیواسطے استدعا کی

شہادت ایک غلام ترک کی

اونکے بعد ایک ترکی غلام جو قاری قرآن اور حافظ صحیفۂ فرقان تھا روئے رخشندہ اور چہرہ آفتاب کی طرح تابندہ رکھتا تھا آیا اور جناب امام حسین کے قدمون پر گرکے کہنے لگا۔ یا ابن رسول اللہ نفسی لنفسک الفداء یعنی میری جان آپکی جان پر قربان ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشقیا

ہرگز نہ باز آئینگے اور ہمارے لشکر مین سے کوئی بھی نہ بچیگا مجھے بھی اجازت ہو کہ اپنی جان آپ پر فدا کر کے سیدہا جنت کو چلا جاؤن حضور نے فرمایا کہ مین نے تجھے زین العابدین کے لئے خریدا ہے تو اون سے اجازت طلب کرین تجھے اجازت نہین دے سکتا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اوسدن مرض کا اشتداد تھا اور بیہوش بستر پر پڑے تھے۔ غلام آپکو بدقت ہوش مین لایا اور عرض کی۔ اے میرے مخدوم زادہ آپ پر خوب روشن ہے کہ فاطمہ زہرا کے چاند پر آج بڑی مصیبت کی گھڑی ہے۔ مین نے فرزند رسول سے رنکی اجازت مانگی تھی۔ ارشاد ہوا کہ تو میرے نور بصر کی ملکیت ہے اون سے اجازت لے اسلئے آپکے آستان عرش نشان پر حاضر ہوا ہون اور امید ہے کہ حضور اس ناچیز کو سعادت ابدی اور فیض سرمدی سے محروم نہ کرینگے جناب زین العابدین نے فرمایا کہ مین نے تجھے خدا کی راہ مین آزاد کیا تجھے اختیار ہے جو چاہے سو کر۔ وہ ترک نیکو خصال پاکیزہ جمال خیمہ سے باہر آیا اور سب اہالی و موالی اور اہلبیت سے اپنے قصور معاف کرا کے کہنے لگا۔ عرض میری آپ سب بزرگوارون سے یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے فراموش نہ کرین اور اپنے ساتھ بہشت مین لے چلین۔ آپ لوگون کی خدمت مین جو تقصیرین مجھسے ہوئین اونہین دل سے محو کردین۔ اوسکی باتون سے اہلبیت مین ایک کہرام پڑ گیا اور غلام نے پھر خدمت امام مین حاضر ہو کے سارا حال عرض کر دیا۔ حضور نے اوسے رن کی اجازت دیدی۔ جناب زین العابدین نے جو سنا کہ میرا غلام میدان کو گیا ہے تو حکم دیا کہ میرے خیمہ کا پردہ اوٹھا دو مین خود بیٹھکے اوسکے ہاتھ دیکھونگا پس پردہ دور کر دیا گیا اور شاہزادہ صاحب اپنے غلام کی رزم آرائی ملاحظہ فرمانے لگے۔

دیکھتے کیا ہین کہ وہ ترک رخسار شگفتہ اور چہرہ مثل ماہ دو ہفتہ لئے ہوئے صف اعداء کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ جاتے ہی شمشیر برق فشان اونکے سامنے چمکائی اور پکارا۔ ہے کوئی۔

جواپنی جان سے ہاتھہ دہوکے میرے آگے آے۔ کبھی تو عربی مین رجز پڑہتا اور کبھی ترکی زبان مین یون کہتا۔

اے حسینؑ اے گہر روحانی	نسخہ مکرمت سبحانی
منم آن ترک کہ سلطان باشم	گر توام ہندوئے عضرت خوانی
تیغ بردست من از معجز تو	برسر خصم کند ثعبانی
چہ شود گر تو بر دست خویش	سرخ روئے ابدم گردانی
روئے بر روئے من غمگین نہ	چون کنم ترک سرائے فانی

اوس وقت ایک منچلا لشکر مخالف سے نکلکے اوس سے لڑنے لگا۔ بہادر ترک نے چشم زدن مین اوسے مار گرایا۔ پہر تلوار اور نیزہ اور تیر سے اوسنے دشمنون کو آڑے ہاتہ لیلیا اور بہت سے رستم خانون کو دوزخ کی دعوت کے لئے سوغات بہیدیا۔ آخرش واپس آکے حضرت زین العابدینؑ کے قدمون پر آن گرا اور معذرت کرنے لگا کہ حضور کیا کرون مجہسے کچہہ نہین ہوسکتا۔ پیاس جان نکالے لیتی ہے ہاتہہ پاؤن کو چلنے نہین دیتی۔ ورنہ مین اکیلا ان دنیا کے کتون کے لئے کافی تہا۔ صاحبزادہ نے اوسکی بہت تعریف کی اور فرمایا۔ بہائی مت گہبرا۔ ساقی کوثر تیری خاطر کے ساتہہ تجہے سیراب فرمائین گے۔ وہ وفادار صادق دل اس مژدہ سے باغ باغ ہوگیا اور حضرت زین العابدینؑ کے قدم چومے اور اہلبیت سے پہر اپنے قصور معاف کراکے چلا گیا۔ خیمہ مین اوسکی مفارقت سے واویلا مچی ہوئی تہی۔ اوسنے جاتے ہی رن کی زمین کو سر پر اوٹھالیا اور ان سیاہ کارون کو خاک مین ملانے لگا جب اون سے کچہہ نہ بن پڑا تو ٹیڑی دل کیطرح گہیر کے اوسکے مزرعہ حیات کو چاٹ گئے۔

حضرت امام حسینؑ اوسکے گرتے ہی اوسکے پاس جا پہنچے۔ لاکے جناب زین العابدین

کے خیمہ کے دروازہ پر ڈالدیا- اوسکے سر کو زانو پر رکھکے آنسو بہانے لگے اور منہ اپنا اوسکے منہ سے ملادیا- ادہر جناب زین العابدین بہی اوسی شدت مرض مین لڑکھڑاتے ہوئے اوسکے سرہانے آکھڑے ہوئے- غلام نے آنکھین کھولین تو کیا دیکھتا ہے کہ سر میرا جناب امام کے زانوئے مبارک پر ہے اور سرہانے حضرت زین العابدین کھڑے ہوئے روتے ہین- خوش ہوگیا تبسم کرکے دونون باپ بیٹون کو سلام کیا اور جنت کو سدہارا-

شہادت حضرت خنظلہ بن سعد عجلی رضی اللہ عنہ

پھر جناب خنظلہ بن سعد شامیون کے آگے آے اور ندا کی اے لوگو- مین ڈرتا ہون کہ کہین تمپر قوم نوحؑ کا سا عذاب اور گروہ عاد و ثمود کا سا عقاب نہ نازل ہو جاوٗ- للہ اپنے ظلم و ستم سے توبہ کرکے قتل حسین سے درگذر کرو تاکہ مستحق عقوبت نہو- ناگاہ امام حسین کی آواز کان مین آئی کہ اے خنظلہ خاموش ایسی باتین زبان سے نہ نکالو-

یہ لوگ تو مستحق عذاب آلہی اور عقاب نا متناہی ہو چکے تمہاری باتین انکی سمجھہ مین نہ آئین گی انہون نے بہت سے میرے اصحاب اور دو بھائی اور دو بھتیجے مارڈالے اب میرے سر کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہین انکی اصلاح ناممکن ہے- حضرت خنظلہ نے فرمایا- صدقت یابن رسول اللہ اب مین اپنا کام شروع کرتا ہون- امام حسین بولے بہتر ہے تم اوس مقام کو سدہارو جو دنیا و مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے- حضرت خنظلہ پکارے کہ اب مین آپکی اور آپکے اہلبیت کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون اُمید ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مجھے آپ لوگون سے بہشت مین ملائیگا جناب امام عالیمقام نے آمین کہی اور جناب خنظلہ نے تلوار صاعقہ کردار سنبہالکے مخالفون پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی یہان تک کہ شہید ہوئے-



شہادت جناب یزید بن زیاد الشعبا رضی اللہ عنہ

حضرت ممدوح نے آٹھ تیر لشکر اعدا کی طرف چلائے۔ ہر تیر پر جناب امام عالی مقام اللھم سدد رمیة واجعل ثوابه الجنة فرماتے تھے یعنی خدایا اس تیر کو نشانہ پر پہونچا اور چلانے والے کو جنت نصیب کر۔ پس آٹھوں سے آٹھ آدمی مارے آخرش مخالفین نے غلبہ کر کے تیر اجل کا شکار بنالیا۔

شہادت حضرت سعد بن الحنفی رضی اللہ عنہ

یہ صاحب محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دارون مین تھے۔ جناب امام سے اجازت لیکے رخصت ہوئے۔ سمند باد پا خوش خرام پر سوار ہو کے تیغ خون آشام اور نیزہ خطی لئے ہوئے میدان مین آئے۔ جو اونکے سامنے آتا تھا نیزہ کی طعن سے فنا ہو جاتا تھا اور جو نزدیک پہونچتا تھا آپکی تلوار سے منہ کی کھاتا تھا آخر الامر اقم اجل نے اونکی زندگانی کے صحیفہ پر بھی رقم کل من علیھا فان لکھدی۔

شہادت حضرت خبادہ (جنادہ) بن حارث اور اونکے فرزند کی رضی اللہ عنہما

اونکے بعد حضرت خبادہ انصاری مکمل و مسلح ہو کے میدان جنگ مین تشریف لائے بہت سی کوشش کر کے اور لڑبھڑ کے شہید ہوئے۔

پھر اونکے فرزند دلبند جناب عمرو بن جنادہ بموجب کلام حکمت نظام الولد سر لابیه میدان کارزار مین آئے اور بہت سے اشقیاء کو زمین کا پیوند کر کے اپنے والد ماجد سے جاملے۔

شہادت جناب مرہ بن ابی مرہ غفاری رضی اللہ عنہ

حضرت مرہ غفاری شیر شکاری کی طرح لشکر اعداء پر جھپٹے اور اپنی مردانگی سے سیاہ کوفہ

وشام کو زیر وزبر کردیا۔ جس بدگوہر کے سر نحس پر تیغ جوہر دار لگاتے تھے اودھ کے پانی بھی تو نہ مانگتا تھا جب لوگون نے یہ آفت آسمانی نازل ہوتے ہوئے دیکھی تو ہر طرف سے ہجوم کرکے تیر برسانے لگے اور حضرت مرہ محبس دار ناپائدار سے جنات تجری من تحتہا الانہار مین پہونچ گئے۔

شہادت حضرت محمد بن مقداد و عبداللہ بن ابودجانہ رضی اللہ عنہما

یہ دونون صاحب آپس مین بڑے دوست تھے دونون باہم ملکے میدان مین آئے اور حرب و ضرب کرکے بہت سے اعداء کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ چاہتے تھے کہ شاہزادہ کونین کی خدمت مین حاضر ہون کہ راستہ ہی مین کفار واشرار نے گھیر لیا۔ امیر المومنین جناب علی مرتضی کا غلام سعد معہ قیس بن ربیع۔ اشعث بن سعد عمرو بن قرطہ۔ عنظمہ اور حماد کے اونکی مدد کو چلا چونکہ اعداء کی کثرت بے حد وحساب تھی یہ آٹھون بزرگوار ہشت گانہ بہشت کی سیر کو سدھارے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خلاصہ

اتنک یاران وملازمان حسین مین سے ترپن صاحبون نے شربت شہادت پیا اور بڑی بڑی بہادریان دکہائین حق تو یہ ہے کہ معرکہ کربلا نے اسلام کے شیرون کا خاتمہ کردیا۔ اسکے بعد کوئی ایسا نرہا جسے ہم شجاع کہہ سکین۔ خدا اس دنیا طلبی اور خودغرضی کا منہ کالا کرے جسنے ایک صفت شجاعت کی بالکل قوم سے اوڑادی۔ اب سوائے زین العابدین کے شترہ عزیز اور ایک دوست اور ایک غلام جناب امام عالیمقام کے پاس باقی ہے سو اونکا حال بھی سن لیجئے۔

چو نوبت بآل پیمبر رسید	جہان جامۂ صبر برتن درید
زمین شد پر از فتنہ و ولولہ	فلک گشت پر شورش و غلغلہ

جب جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرے یار ون اور ہوا خواہون مین سے کوئی نہ رہا تو ایک آگ آپکے دل سے مشتعل ہوئی اور آہ دردناک کھینچی اور بیہوش ہو گئے اہلبیت مین ماتم ہونے لگا جب آپکو کچھہ ہوش آیا تو لوگون نے یہ سمجہا کہ رفقاے حسین کو اس غدر کی آگ نے خاک مین ملادیا اب امام عالی مرتبت کو اسکا رنج ہے کہ میرے عزیز و قریب بہی میرے ہاتہہ سے جاتے ہین پس سب نے متفق اللفظ ہو کر نور دیدہ صدر مسند رسالت اور سرور سینہ شاہ عرصۂ ولایت کی خدمت مین عرض کی کہ حضور ایک دن سبکو مرنا ہے کوئی باقی نہ رہیگا اس سے بہتر ہے کہ مردون مین نام کر کے مرین۔ آپکے رفقا اور اصحاب نے وہ وہ نام لئے کہ صفحہ تاریخ پر یادگار رہین گے پہر ہم آپکے خون و جگر ہو کے کیون اس ناموری سے بے بہرہ رہین ورنہ ساری دنیا ہمین طعنے دیگی کہ یار تو نثار ہو گئے مگر عزیزون نے حسین کے ساتہہ کچھہ نہ کیا چپکے بیٹھے دیکھتے رہے کل نہ مرے آج سہی۔ حضور ہمارا غم نہ کرین ہمین ایسے شجاعون کے بعد جنکے افسانے یاد رہین گے اور دنیا اونکی وفاداری اور شجاعت کی قسم کہائیگی۔ اب جینا بدمزہ معلوم ہوتا ہے۔ جناب امام یہ سنکے روے اور اونکے حق مین دعاے خیر فرمائی۔

نا شدہ روزِ قیامت اہل عالم را چہ شد		نا دمیدہ صور فرزندان آدم را چہ شد

شہادت حضرت عبد اللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما

شاہزادۂ کونین کے اقارب قریبہ مین سب سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل کے لخت جگر جناب عبد اللہ خدمت اقدس مین حاضر ہوئے اور عرض کی۔ چچا جان۔ میرے والد ماجد اور بہائی سب سے پہلے جنت کو سدہارے ہین مجہے اونکی مفارقت سے چین نہین۔ پہلے مجہے رنکی اجازت ملے جناب امام نے جوابدیا۔ بیٹا۔ ابتک مسلم اور تمہارے دونون بہائیون کا داغ میرے دل سے دور نہین ہوا۔ تم میرے سامنے سے دور نہو مین تمہارے ہجر کی تاب نہ لا سکونگا۔ تم یادگار

مسلم بن عقیل ہو تمہارے باپ کا ہی داغ میرے لئے کافی ہے - جانمن - اپنی مان کا ہاتھ ہاتھ مین لو اور جدہر خدا لیجائے چلے جاؤ - یہ لوگ تو میری جان کے خواہان ہین تم سے متعرض نہونگے - حضرت عبداللہ نے عرض کی - یا ابن رسول اللہ - اوس معبود پاک ذات کی قسم - جسنے تمہارے نانا کو رسول برحق بنایا - حضور مجھے رنکی رضا دین تاکہ آپکی خدمت مین درجۂ پدر پاؤن جیسے والد ماجد نے سب سے پہلے آپ پر جان قربان کی ویسے ہی مین بھی چاہتا ہون کہ حضور کے سب اقربا سے پہلے آپ پر نثار ہو جاؤن - جناب امام نے اونہین اپنے گلے سے لگا کر فرمایا - اے مونس غمگسار اور اے میرے چچازاد بھائی کی یادگار - میری آنکھین تیرے چہرہ کے نور سے روشن اور میرا دل تجھ سے خوش وخورم تھا - اشقیا رہے کہ یہ بھی مجھپر حرام کردے - دنیا مین تیری صورت اب مجھے نظر نہ آئیگی - اچھا - الوداع - جناب عبداللہ جنگ پر بڑہتے ہوئے میدان کو سدہارے - مریخ تیغزن کی طرح شمشیر آبدار چمکا کے فرمایا کہ تم مین جو اپنی زندگی سے سیر ہو چکا ہو اوسے میرے سامنے بھیجو - ابن سعد نے قدامہ بن اسعد ازدی کی طرف دیکھکے کہا کہ رفقائے حسین کا خاتمہ ہو چکا اب ہاشمی آنا شروع ہوئے ہین اب بہکو خوب تن دہی کے ساتھ لڑنا چاہئے - تو جا اور دلیرانہ اس جوان ہاشمی کا مقابلہ کرکے میرے لشکر کی بلا دور کر اور کوفہ وشام کے لشکر مین اپنا نام روشن کردے - قدامہ پورے ہتھیار سجکے گھوڑے پر سوار ہوا اور ابن سعد کی دلنوازی پر نازان ہو کے حضرت عبداللہ کے سامنے آیا - آپنے نیزہ اوسکی طرف چلایا قدامہ نے اپنا گھوڑا ہٹا کے وار خالی دیا - اسیطرح آپ جب اوسپر حملہ کرتے تھے وہ سامنے سے بھاگ جاتا تھا حضرت عبداللہ ہرچند کوشش کرتے تھے مگر اوسکے برابر نہین پہونچ سکتے تھے کیونکہ آپکا گھوڑا کئی دن سے بھوکا پیاسا تھا - ناچار آپنے نیزہ ہاتھ سے پھینکدیا اور تلوار کھینچ کے اوسپر جھکے - پھر بھی اوسنے اپنے پاس نہ آنے دیا

آپ لاچار ہو کے ایک گوشہ مین کھڑے ہو رہے - قدامہ نے جب دیکھ لیا کہ نیزہ آپکے پاس نہین ہے اور آپ بے حس و حرکت ایک طرف کھڑے ہین تو سمجھا کہ ہارے - خوش ہو کر اپنے گھوڑے کو اڑ لگا پاس آگیا اور نیزہ اپنا آپکے سینہ کی طرف راست کیا - حضرت عبداللہ جھکے نیزہ اوپر ہی اوپر چلا گیا - پھر خانہ زین پر سنبھل کے ہو بیٹھے - قدامہ اپنے گھوڑے کو پھیر پھیر کرتے گیا - چاہتا تھا کہ دوسرا حملہ کرے مگر حضرت عبداللہ نے فرصت نہ دی فوراً ایک ہاتھ تلوار کا اوسکے منہ پر مارا کہ نصف کلہ اوسکا صاف اوڑ گیا پھر ہاتھ مار کے کمربند پکڑ لیا اور جھٹکا دیکے پشت مرکب سے اوٹھا نیچے پٹک دیا اور خود اوسکے گھوڑے پر سوار ہو کر غلام سے فرمایا کہ میرے گھوڑے کو واپس لیجا مجھے خدا نے تازہ دم مرکب عنایت کر دیا ہے :

جب سلامہ بن قدامہ نے یہ حال دیکھا تو ابن سعد سے بولا کہ اے سپہ سالار - مین نے لڑائیان تو بہت سی دیکھی ہین مگر ایسا دلیر اور شجاع میری نظر سے نہین گذرا - غرضکہ ساری سپاہ مخالف اس حرب ضرب کو دیکھکر ڈر گئی اور کسی کو جرات نہوئی کہ ایسے شیر ژیان کے منہ لگے حضرت عبداللہ دیر تک منتظر کھڑے رہے لیکن کوئی باہر نہ آیا - پیاس سے تو گھبرا ہی رہے تھے لشکر کے میمنہ پر جھک پڑے اور اوسے درہم برہم کر کے اتنے سوار اور مرکب مارے کہ ڈھیر لگ گیا - اوسی ہلچل مین خوارج نہروان کے لشکر سے بچا ہوا ایک آدمی حمیر حمیری نامی اور اوسکا بیٹا کامل بن حمیر مارا گیا - اب میمنہ سے پھر کے آپنے قلب لشکر پر حملہ کیا - تلوار سے آپکے خون کے قطرات ٹپک رہے تھے اسی حالت مین بیس آدمی وہان بھی آپنے مارے جنمین صالح بن نصیر بھی شامل تھا - وہان سے پھر کے میسرہ کی طرف رُخ کیا اور داد مردانگی دی - یہان ابن سعد کے لشکر کے نامی پہلوان قدامہ حبشی کو قتل کیا - اب چاہتے تھے کہ اپنے لشکر مین واپس آئین لیکن اثنائے راہ مین پیادون نے گھیر لیا - جداع دمشقی نے پیچھے سے آکے آپکے

گھوڑے کے دو پانوئن قلم کردئے اور جناب عبداللہ پیدل رہگئے۔

روایت ہے کہ نوفل بن مزاحم حمیری یا عمرو بن صبیح صیداوی نے تیر مارا اور حضرت عبداللہ شہید ہوگئے

شہادت حضرت جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ

جب حضرت جعفر نے دیکھا کہ بھتیجا میرا قتیل خنجر جفا ہوکر جنت کو سدھارا تو زار زار روتے ہوئے جناب امام کے پاس آئے اور اجازت جنگ لیکر رن کو سدھارے۔ جو مبارز سامنے آتا فوراً اوسے بیجان کرتے جسطرف جھک پڑتے تھے کشتون کے پشتے لگا دیتے تھے۔ اسطرح جب اون سگانِ مردم خوار کا دم ناک مین آگیا تو ایکبارگی خیبر کی مانند گویچ کے اونکے پیچ مین جا پڑے اور طعن نیزہ وضرب تلوار سے اونکے ہوش گم کردئے۔ آخرالامر کشتی حیات اونکی گرداب اضطراب مین غرق ہوگئی اور دریاے شہادت مین غوطہ لگا کے گوہر شرف حاصل کیا۔

شہادت حضرت عبدالرحمن بن عقیل رضی اللہ عنہ

جب حضرت عبدالرحمن نے دیکھا کہ بھائی کا چراغ زندگانی میری آنکھون کے سامنے گل ہوگیا تو تاب نرہی۔ کمر ہمت چست باندھ کے مرکب تازی نژاد پر سوار ہوئے۔ شمشیر دشمن کش حمائل کرکے میدان جنگ مین آئے اور آتش حرب سے خرمن جانِ دشمنان کو پھونکنے لگے۔

دمادم بدان حربۂ مرد کش	بہر دم کشتی دست می کرد خوش

آخرکار عبداللہ بن عروہ خثعمی کے تیر سے شہید ہوئے۔ اور افسوس صد افسوس اونہین کے ساتھہ اولاد عقیل کا خاتمہ ہوگیا۔

شہادت جناب عون ومحمد پسران عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم

اب سر پیٹنے کا مقام ہے کہ جناب سید معصوم اور امام مظلوم کی رانڈ بہن کے فرزندون کی باری ہے پیارے بھانجے چھوٹی چھوٹی سی عمرون مین ماموں کا ساتھہ چھوڑتے ہین۔ حضرت محمد بن عبداللہ

تنہا سا نیچہ کمر سے لگائے ماموں سے مصر ہیں کہ حضور۔ اماں جان دودھ نہیں بخشیں گی۔ ہمیں جلدی اپنے قدموں پر سے نثار کر دیجئے۔ اور آہ۔ ماموں کا سر نیچے ہے کہ کیسے بیوہ بہن کے کلیجہ میں چھری بھونکدوں۔ ناظرین بڑی رقت کا مقام ہے۔

اوس وقت عجب غم تھا شہ جن و بشر کو
نے روح کو راحت تھی نہ آرام جگر کو
کھو سکتے تھے بھائی کو نہ اکبر سے پسر کو
نے عون و محمد کو نہ شبیر کے قمر کو

میوے تھے سب اک باغ کے پھول ایک چمن کے
وہ بھائی کا بیٹا تھا یہ بیٹے تھے بہن کے

ناگاہ ہوا شور مبارز طلبی کا
پھر قصد لعینوں نے کیا بے ادبی کا
منہ سرخ ہوا غیظ سے ہمشکل نبی کا
رایت بھی بڑھا فوج رسول عربی کا

حیدر کے نواسوں کے بھی ابرو پہ بل آیا
چھوٹا تو یہ بگڑا کہ پرے سے نکل آیا

گھبرا کے پکارے جو اوسے سید ابرار
بس پھر کے گرے پاؤں پہ آقا کے وہ جرار
کی عرض بصد عجز کہ اے کل کے مددگار
ہم دونوں غلام اب ہیں اجازت کے طلبگار

بیٹا سب ہیں دل جان لڑائی میں لڑی ہے
اے نور خدا۔ ذرہ نوازی کی گھڑی ہے

مرنے کو اگر پہلے گئے قاسم و اکبر
یا شاہ ہمیں دودھ نہ پھر بخشینگی مادر
شبیر کی وہ تصویر یہ ہمشکل پیمبر
توقیر اسی میں ہے کہ ہم صدقہ ہوں انپر

مالک ہیں خداوند ہیں سردار ہیں دونوں
ہم انکے بزرگوں کے نمک خوار ہیں دونوں

ہم دونوں غلام اکبر و اصغر کے ہیں یا شاہ
الفت کو بس اب دل سے اوٹھا دیجئے للہ
اماں کا تو نازک ہے مزاج آپ ہیں آگاہ
بنت اسد حضرت باری ہیں وہ ذیجاہ

پوچھیں گی خفا ہو کے تو کیا اونسے کہینگے
آزردہ ہوئیں وہ تو کہیں کے نہ رہینگے

عورت ہیں پہ جو بوشۂ مردانگی ہے ساری
شب کو بھی یہ فرمایا تھا ہم سے کئی باری

تم یہ نہ سمجھنا کہ مین عاشق ہون تمہاری	بھائی سے مجھے جان - نہ اولاد ہے پیاری
کس کام کے پھر سر جو تصدق نکرو گے	تب دودھ مین بخشونگی جو عزت سے مرو گے

یہ کہکے جو رونے لگے زینب کے جگر بند	حضرت نے کہا مین ہون بہر حال رضامند
کھوے ہین کسی بھائی نے ہمشیر کے فرزند	کس منہ سے کہون آہ کہ ہو خاک کے پیوند
تنہائی کا دکھ فاطمہ کا لال سہے گا	لاشہ کے اوٹھانے کو بھی کوئی نرہیگا

اکبر کو تو ہمشیر نے مین سے تمھین پالا	ماموں سے جدا ہوتے ہو جب ہوش سنبھالا
اب کون ہے غربت مین میرا تھامنے والا	دل کا کوئی ارمان بھی تم سے نہ نکالا
دس سال بھی پورے نہین دونونکی سنونمین	دنیا سے اجل لیچلی شادی کے دنون مین

دونون سے یہ فرماکے ادہر روتے تھے شبیر	جب بیٹھی تھی رانڈون مین اودہر شاہ کی ہمشیر
سر زانو پہ تھا فکر مین اور لب پہ یہ تقریر	محجوب کیا بیٹون نے ہے ہے میری تقدیر
مین جانتی تھی پہلے اجازت وہی لینگے	اسکی نہ خبر تھی کہ دغا وقت پہ دینگے

بانو نے کہا دونون کی عمرین ابھی ہین کیا	نے گھر سے وہ نکلے نہ کوئی معرکہ دیکھا
میدان کی رضا دیتے نہونگے شہ والا	آزردہ نہون آپ یہ غصہ کی نہین جا
سن لیجیے گا رن مین جو کچھ کام کرینگے	حیدر کے نواسے ہین بڑا نام کرینگے

فرمایا کہ ہان جو مجھے تقدیر دکھائے	جی جاؤنگی مر کر جو وہ میدان سے آئے
کیون شاہ سے رخصت کا سخن لب پہ نہ لائے	کیا جانئے کس فکر مین ہین وہ میرے جائے
جو چاہین کرین بیٹونکے قابل مین کہان ہون	اب وہ میری فرزند نہ مین دونونکی مان ہون

یہ ذکر تھا فضہ جو خبر لے کے یہ آئی	فریاد کہ اب لٹتی ہے زینب کی کمائی
لو میرے خوزادون نے رضا جنگ کی پائی	اے بنت علی روتے ہین اب آپکے بھائی

مجھے بھی شریک شہدا ہوتے ہین لوگو ۔ دو بھانجے ماموں سے جدا ہوتے ہین لوگو

فقصہ سے یہ سنتا تھا کہ بس رونے لگے سب ۔ اور خاک پہ سجدہ کو جھکین حضرت زینب

فرمایا کہ صد شکر بر آیا مرا مطلب ۔ عزت مرے بچون کی ترے ہاتھ ہے یارب

بہتر ہے جو لڑنیکو وہ پیارے گئے دونون ۔ یہ خوش خبری آئے کہ مارے گئے دونون

بانو نے کہا دیکھہ تو لواون کو بلا کر ۔ فرمایا نہین آئین گے خود برچھیان کھا کر

اصرار کیا سب نے تو گردن کو جھکا کر ۔ فرمایا کہ اچھا کوئی کہہ آئے یہ جا کر

صدقہ گئی کچھہ کام ہے یان آکے سدھارو ۔ جاتے ہو تو شکلین مجھے دکھلا کے سدھارو

فقصہ گئی اور خیمہ مین لائی او نہین ہمراہ ۔ آئے صفت مہر لرزتے ہوئے دو ماہ

قدمون پہ گرے ہاتھون کو جوڑے جو وہ ذیجاہ ۔ لپٹا کے گلے کہنے لگی بنت ید اللہ

ماموں پہ فدا ہوتے ہو میں تم پہ فدا ہون ۔ لو آؤ کہ مین اب تو نہ غصہ نہ خفا ہون

لو بخشدیا دودھ سدھارو مرے پیارو ۔ الجھے ہوئے گیسو تو سنوارو مرے پیارو

میلی ہے یہ پوشاک اوتارو مرے پیارو ۔ دولھا تو بنالون مرے پیارو مرے پیارو

خوش ہونگی مین تب گھوڑون پہ جس آن چڑھو گے ۔ شادی ہے بڑی آج کہ پروان چڑھو گے

فرما کے یہ لین دونون کے چہرون کی بلائین ۔ اور تھام کے بازو کو پڑھین آپ دعائین

فرمایا کہ رخصت جنھین ہونا ہو وہ آئین ۔ لو بی بیو سب آؤ تو بچے مرے جائین

رن مین یہ برات اپنی دکھانیکو چلے ہین ۔ دونون دولھنین بیاہ کے لانیکو چلے ہین

سب بی بیان آئین جو کلیجون کو سنبھالے ۔ تسلیم کو جھک جھک گئے وہ نازون کے پالے

جس وقت چلے خیمہ سے وہ گیسوؤن والے ۔ در تک گئی مان خاک عزا فرق پہ ڈالے

ڈیوڑھی سے جو دونون دریکتا نکل آئے ۔ نزدیک یہ تھا مان کا کلیجا نکل آئے

حضرت محمد نے پہلے میدان کا رُخ کیا اور رجز فخریہ پڑھی۔

ناگاہ یہ بڑھ کر پسرِ سعد پکارا | اے شیر دلو۔ نام و نسب کیا ہے تمہارا
تلواریں پکڑ کر یہ پکارے وہ دل آرا | خالق نے ہمارے لئے دنیا کو سنوارا
خورشید زمیں تاجِ سرِ عرشِ بریں ہیں | بھلا یہ شرف ہے کہ غلام شہ دیں ہیں

دادا ہے شہنشاہِ دو عالم کا مددگار | سردار جہاں فخرِ عرب جعفرِ طیار
وہ شُقّہ طرازِ علمِ احمدِ مختار | آلودہ رہی خون میں جس شیر کی تلوار
ہاتھوں کے عوض حق سے سر دست لیے ہیں | اللہ نے پر اونکو زمرد کے دیئے ہیں

نانا اسد اللہ مددگارِ دو عالم | دیندار نمودار جہاندار دو عالم
سلطانِ قضا منتظمِ کارِ دو عالم | سرتاج فلک جیغۂ دستارِ دو عالم
سب امر اہم عقل کے میزان میں تُلتے تھے | عقدے وہ ہوئے حل جو کسی سے نہ کُھلے تھے

ہم دونوں نواسے ہیں اوسی فیض رساں کے | فرزند ہیں ہم شیرِ شہ کون و مکاں کے
دکھلائیں گے جوہر تمہیں تیغ دو زباں کے | بڑھ بڑھ کے اولٹا دینگے پرے فوج گراں کے
تم یہ نہ سمجھنا کہ یداللہ نہیں ہیں | ہم شیر تو ہیں گر اسد اللہ نہیں ہیں

صاحبزادۂ دین پناہ رجز بیان کر کے حرب پر جو جُھکے تو بقول ظالمانِ بیدین میدان جنگ کو دلیروں کے مغز سے چرب کر دیا۔

وہ مر گیا تلوار اوٹھا کر جسے ڈانٹا | اس نخل کو تلوار سے کاٹا اوسے چھانٹا
کھائے جراحت کو عجب حسن سے بانٹا | نکلی نہ کوئی شاخ نہ اوگا کوئی کانٹا
اب تک یہ ہوا باغ جہاں میں نہیں دیکھی | غل تھا کہ بہار ایسی خزاں میں نہیں دیکھی

آخر کار ظالمانِ نابکار کے نرغے میں گھر کے بہشت کو سدھارے اور ماموں اور رانڈ ماں کو

اپنا داغ مفارقت دیگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت عون نے بہائی کو قتل ہوتے دیکھا تو بے قابو ہوگئے فوراً تلوار لے قاتلانِ برادر پر حملہ آور ہوئے۔ بہائی کے قتل کرنیوالے کا ایک ہی ضرب مین فیصلہ کردیا اور امام عالیمقام کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کی کہ ماموں جان۔ میری تقصیر معاف ہو بہائی کی مرگ نے مجھے بیخود کردیا اور مین بے اجازت آپکے وہان چلا گیا اب مجھے بہی قدموں پر سر نثار کرنیکا حکم ہو جاے جناب امام نے اونکو اپنے گلے سے لگا کے رخصت کیا۔ آپنے میدان مین آتے ہی مبارز طلب کیا اور تیغ فولادی سے اون سیہ کارون کے گلے کاٹنے لگے۔

مارا اونہین چن چن کے جو تہے فوج مین چیدہ
رہوار سے پامال تہے سر ہاے بریدہ
زیادہ تہے کمانداروں سے حضرت جو کشیدہ
بدکیش وخطاکار تہے سب زخم رسیدہ
سہمے ہوئے تہے تیر کہ آفت تہی جہان پر
پیکان نہ سری پر تہا نہ چلّہ تہا کمان پر

آخر الامر اس عاریتی زندگی سے ناراض ہو کر منزل بل احیاءٌ عند ربھم کو اپنے قدم مبارک سے آراستہ کیا۔ میدان مین دہُل فتح بجنے لگا۔ جناب امام حسین اور حضرت عباس لاشے اوٹھانے کو دوڑے۔

عباس نے غصہ مین لعینوں کو ہٹایا
بجلی سے بہی کچھ بڑہکے گرا تیغ کا سایا
پسپا ہوئے کفار کوئی تاب نہ لایا
شبیر نے لاشوں کو تڑپتا ہوا پایا
آلودہ خون دو مہ کامل نظر آئے
گودی کے پلے خاک پہ بسمل نظر آئے

سر تا بہ قدم چور تہے زخموں سے تن زار
انگڑائیان لینے سے رگین کہچتی تہین ہر بار
پیکان سے پہلو تہے کئی چہاتیوں کے پار
تلوارین تہین قبضوں مین مگر ہاتہ تہے بیکار
لب پر یہ سخن تہا شہ والا نہیں آئے
دم ہونٹوں پہ آئے مگر آقا نہیں آئے

لاشون کے قریب آکے پکارے شہِ صفدر
اے بھائیو موجود ہے یہ بیکس و بے پر
یہ گرم زمین اور یہ گل سے تنِ انور
ریتی سے اوٹھا کر مرے زانو پہ رکھو سر
ماموں سے عجب وقت مین منہ موڑ رہے ہو
کن آنکھوں سے دیکھوں مین کہ دم توڑ رہے ہو

اے شیر جوانو۔ مجھے طاقت تھی تمھین سے
اے تیز زبانو۔ مجھے طاقت تھی تمھین سے
اے مرتبہ دانو۔ مجھے طاقت تھی تمھین سے
اے تشنہ دہانو۔ مجھے طاقت تھی تمھین سے
ساتھ اپنے جہاں سے مجھے لیتے نہ گئے تم
کاندھا مرے تابوت کو دیتے نہ گئے تم

اکبر نے لکھا عون کے بازو کو ہلا کر
بھیا تمھین چلاتے ہین شہ اشک بہا کر
ماموں کو پکارے بھی نہ تم برچھیاں کھا کر
باتین شہِ والا سے کرو ہوش مین آکر
لو گھر بھی چلو بی بیان سب غش مین پڑی ہین
سر ننگے پھوپی خیمہ کی ڈیوڑھی پہ کھڑی ہین

خم ہو کے یہ چھوٹے کو علمدار پکارے
اے تشنہ دہن اے مرے جانی مرے پیارے
کیا منہ مین زبان اینٹھ گئی پیاس کے مارے
چونکو کہ عجب حال ہے ماموں کا تمھارے
ہاتھوں کو ذرا جوڑ کے کچھ بات تو کر لو
بیٹا شہِ والا سے ملاقات تو کر لو

سنکر یہ صدا ہوش مین آئے وہ دلاور
سر رکھ دئے گھبرا کے شہِ دین کے قدم پر
اٹکے تھے جو اوکھڑے ہوئے دم سینوں کے اندر
دو ہچکیاں لین دونوں صغیروں نے برابر
فردوس معلی کے مسافر ہوئے دونوں
کروٹ بھی نہ بدلی تھی کہ آخر ہوئے دونوں

گودی مین سوئے وہ جنھین آغوش مین پالا
آنکھین تھین لہو اور جگر تھا تہ و بالا
بسمل کی طرح گر کے جو تڑپے شہِ والا
عباس نے تھاما علی اکبر نے سنبھالا
رقت کا یہ تھا جوش کہ تھراتے تھے شبیر
ہر مرتبہ لاشوں سے لپٹ جاتے تھے شبیر

عباس نے کی عرض یہ با دیدۂ خونبار
خیمہ سے نکل آئین نہ سیدانیاں اکبار

لیجائیے انہیں خیمہ مین اب یا شہ ابرار — بہتر ہے کہ ماں دیکھہ لے فرزندوں کا دیدار
لاشے جو نہ جائینگے تو غم کھائیگی زینب — یہ قبر مین سوئے تو کہاں پائیگی زینب

یہ سنتے ہی لاشے شہ والا نے اوٹھائے — خیمہ کے قرین دونوں کو روتے ہوئے لائے
غل تھا کوئی جلدی صف ماتم کو بچھائے — لو آئے شہنشاہ کی ہمشیر کے جائے
چھوٹے کو علی اکبر دلگیر لئے ہین — اک لاش کو خود حضرت شبیر لئے ہین

ناگاہ شہ عرش نشین لاشوں کو لائے — غل پڑ گیا لو سرور دین لاشوں کو لائے
تھم کر صف ماتم کے قرین لاشوں کو لائے — ہمشیر تھی جس صف مین وہین لاشوں کو لائے
دونوں کا لٹانا تھا کہ غش کر گئی زینب — ہر لب پہ یہ ثابت یہ ہوا مر گئی زینب

ہوش آیا تو کبریٰ سے کہا رانڈوں کو سمجھاؤ — ہے ہے نہ کرو صاحبو اک لحظہ ٹھہر جاؤ
عباس کی زوجہ سے یہ بولین کہ ادہر آؤ — کیا روتی ہو کپڑے علی اکبر کے بدلواؤ
بانو ہین کدہر آہ یہ کیا بیخبری ہے — سب خون سے مرے لال کی پوشاک بھری ہے

حضرت سے کہا آپ کو ایذا ہوئی یا شاہ — کس طرح لڑے دونوں غلامان ہوا خواہ
حضرت نے کہا مدح مین قاصر ہے زبان آہ — زینب مجھے یاد آ گئی جنگ اسد اللہ
نانا کی طرح دونوں نواسوں نے وغا کی — بچوں کی نہ تھی جنگ یہ قدرت تھی خدا کی

عباس نے کی عرض زبان لاؤں کہاں سے — جو کر گئے یہ لال وہ باہر ہے بیان سے
لڑتے تھے اسی طرح علی فوج گران سے — افسوس کہ یوں اوٹھ گئے یہ شیر جہان سے
تلوارین جب انکی مجھے یاد آتی ہین بہنا — دو بجلیان آنکھوں مین چمک جاتی ہین بہنا

یہ سنتے ہی سرخی سی رخ زرد پہ چھائی — حضرت سے کہا آپکا صدقہ ہے یہ بھائی
کونین مین عزت مرے دلبندوں نے پائی — اب شاد ہوئی ان سے ید اللہ کی جائی

آقا مجھے پیار آتا ہے اقبال پہ انکے
بیکس ہین خدا رحم کرے حال پہ انکے

فرما کے یہ لین اونکی بلائین کئی باری
شانون کو ہلا کر گئے یہ آہستہ پکاری
کرتے ہین امام دو جہان مدح تمہاری
یہ کیا ہے جو تسلیم کو اوٹھتے نہین واری
صدقے گئی یہ نیند ہے یا غش مین پڑے ہو
بیٹھے ہین حسین ابن علی اوٹھو تو کھڑے ہو

کچھ آج ہے غفلت عجب اے نیند کے ماتو
باعث ہے یہ بچپن کا سب اے نیند کے ماتو
چونکو میری خاطر سے اب اے نیند کے ماتو
پھر سوئیو آتی ہے شب اے نیند کے ماتو
پھر کیا ہے جو بچپن کی یہ انداز نہین ہین
گردن ہے کہین ہاتھ کہین پانون کہین ہین

اب ضبط کی طاقت نہین امان کو سنبھالو
انگڑائیان لو بات کرو نیند کو ٹالو
سینہ مین اولجھتا ہے دم اے گیسوؤن والو
واری مجھے خدمت کے لیئے پاس بلالو
مین ہونگی تو راحت سے تمہین پاس نہ ہو گی
کیا گذریگی منزل پہ جو مان پاس نہ ہو گی

پہلا تو سفر اور نئے لوگ نئی راہ
کس طور سے گذرینگی یہ تاریک شبین آہ
صدقے گئی رستہ سے بھی تم تو نہین آگاہ
پہونچائے تمہین خیر سے فردوس مین اللہ
پر ہول ہے رستہ مجھے تشویش بڑی ہے
قربان ہو مان قبر کی منزل بھی کڑی ہے

لوٹے کوئی رستہ مین تو ڈریو نہ مری جان
ہان کلمۂ توحید پڑھے جائیو ہر آن
اقرار نبوت مین فصاحت کا رہے دہیان
دلبند ہو تم تین اماموں کے مین قربان
کہنا کہ ملازم ہین ولی ابن ولی کے
ہم آتے ہین لشکر سے حسین ابن علی کے

اے عون خبردار مرے چھوٹے پسر سے
شب کو یہ اکیلا کبھی نکلا نہین گھر سے
رستہ سے نہ واقف ہے نہ غربت کے سفر سے
محروم رہونگی مین صدا خیر و خبر سے
واماندون پہ ظاہر ہو یہ وہ بید نہین ہے
اے وائے خط آئینکی بھی امید نہین ہے

اب کون میرے پہلووں میں سوئیگا بچو
تڑپیگا کلیجہ مرا دل روئے گا بچو
یہ داغ تو دنیا سے مجھے کھوئیگا بچو
دن جا کے شب آئیگی تو کیا ہوئیگا بچو
راحت کسی کروٹ کسی پہلو نہ ملیگی
مرجاؤنگی زلفوں کی جو خوشبو نہ ملیگی

دنیا کو نہ دیکھا تھا کہ موت آگئی تم کو
خیمہ سے نکلتے ہی اجل پا گئی تم کو
ماں صدقہ ہو جنگل کی ہوا بھا گئی تم کو
اے گلبدنو کس کی نظر کھا گئی تم کو
ہے ہے مجھے پوشاک شہانی نہ دکھائی
صدقہ گئی اماں کو جوانی نہ دکھائی

غصہ ہوئی تھی تم پہ میں واری مجھے بخشو
ماں اب نہیں۔ لونڈی ہوں تمہاری مجھے بخشو
لب پر سخنِ عذر ہیں جاری مجھے بخشو
صدمہ سے غشی ہوتی ہے طاری مجھے بخشو
میں بھی تو یہ جانوں کہ دل افسردہ نہیں ہیں
لو کہدو بس اتنا کہ ہم آزردہ نہیں ہیں

یہ کہکے جو چھاتی پہ دو ہتڑ کئی مارے
سینہ ہوا شق ہاتھ بھی نیلے ہوئے سارے
ہمشکل نبی پانوں پہ گر کر یہ پکارے
بس والدہ اب روئیو لاشہ پہ ہمارے
اب پیاس میں آپ دم شمشیر پئیں گے
بھائی نہ رہے خلق میں ہم بھی نہ جئیں گے

گھبرا کے وہ مخدومۂ عالم یہ پکاری
مرجائے یہ ناشاد بلا لیکے تمہاری
بن بیاہے ہو تم لاشوں کے پاس آؤ نہ واری
تم روؤگے اس ڈر سے میں کرتی نہیں زاری
بالو نہیں بھی کچھ بین کے پہلو نہیں نکلے
آنکھوں سے مری دیکھلو آنسو نہیں نکلے

فرما کے یہ غش کر گئیں اور پھر ہوئیں ہشیار
پوچھا کہ کدھر ہے علی اکبر مرا دلدار
بانو نے کہا شاہ سے با دیدۂ خونبار
اب فرق بصارت میں بھی ہے یا شہ ابرار
ایکی جو غش آیا تو گذر جائیں گی زینب
لیجائیے لاشے نہیں مرجائیں گی زینب

یہ سنتے ہی لاشوں کو اوٹھانے لگے سرور
واں اٹھیں صفِ ماتم سے اوٹھیں کھولے ہوئے سر

بانو نے کھڑے ہو کے ادھر روک لی چادر — چلائی سمجھکر شہ مظلوم کی خواہر
ٹھیرو ابھی کیون داغ دئے جاتے ہو لوگو — ہے ہے مرے بچونکو لئے جاتے ہو لوگو

دیکھا نہین جی بھر کے ابھی بیٹون کا دیدار — دونون کی بلائین مجھے پھر لینے دو اکبار
چھوٹے کو بھی چھاتی سے لگا لے یہ دل افگار — مادر سے تمکدر نہون یہ آئینہ رخسار
گھر مین مرے کا ہیکو یہ پھر آئینگے جا کے — دینے دو کفن دونون کو زہرا کی ردا کے

در تک گئین لاشون سے پلٹنے کو کھلے سر — پر رانڈون نے جانے نہ دیا خیمہ کے باہر
چلائین در خیمہ کے پردہ کو اٹھا کر — کاڑو گے کہان بھائیون کو اے علی اکبر
ڈر ہے کہ خفا مجھسے مرے لال نہو جائین — صدقہ گئی لاشے کہین پامال نہ ہو جائین

شہادت حضرت عبد اللہ بن امام حسن رضی اللہ عنہما

جب بھانجے امام مظلوم کے نہایت بیدردی کے ساتھ شہید ہو چکے تو بھتیجون کے قتل ہونیکی نوبت پہونچی اور حضرت عبد اللہ بن حسن پھوپی کے دلبندون کے غم مین آنسو بہاتے امام عالیمقام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے عم مکرم۔ اب سینہ پر صبر کا پتھر نہین دھرا جاتا مجھے بھی رنکی اجازت ملے۔ حضور نے فرمایا۔ اے لخت جگر و اے یادگار برادر مین پتھر کا کلیجہ اور فولاد کا جگر کہان سے لاؤن جو بھائی کی نشانی سے کہدون کہ اپنا گلا کٹانیکو چلے جاؤ۔ صاحبزادہ نے آپکو قسم دی اور بڑی مشکل سے رخصت ہوئے۔ میدان مین آتے ہی قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ ابھی ابن سعد کے نزدیک پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ بیاسی آدمیون کا فیصلہ تھا۔ ابن سعد نے جو ایک بپھرے ہوئے شیر کو اپنی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا تو جان لیکر بھاگا حضرت عبد اللہ نے میدان مین آکر تھوڑی دیر دم لیا اور فرمایا کہ اب کوئی ہمارے مقابلہ کے لئے آئے۔ جب ابن سعد نے دیکھا کہ مین بال بال بچگیا تو باگ پھیر کے اگلی صف مین آیا اور لوگون کو اونکے

سامنے جانیکے لئے ترغیب و تحریص دینے لگا۔ کہا جو کوئی عبداللہ کو ماریگا زر و خلعت و غلام و مرکب پائیگا۔ یہ سنکر بختری بن عمرو شامی اوسکے پاس آکے کہنے لگا۔ افسوس ہے۔ تو فوج کی سپہ سالاری کا تو دعویٰ کرے لیکن ایک لڑکے کے ڈر سے بھاگتا پھرے کمبخت۔ تجھے شرم نہین آتی کہ دوسرون سے موت کے منہ مین جانیکو کہتا ہے اور خود اپنی جان چھپاتا پھرتا ہے ابن سعد نے ندامت سے سر جھکالیا اور جوابدیا۔ اے بختری۔ جان بڑی عزیز چیز ہے اگر مین اوسوقت بھاگ نجاتا تو عبداللہ بیشک مجھے مارڈالتا اگر تجھے یقین نہین تو تو ہی اس لڑکے سے اولجھکر دیکھہ لے۔ تھوڑی ہی دیر مین معلوم ہوجائیگا کہ ہاشمیون سے اٹکنا ایسا ہوتا ہے۔ بختری کو اوسکی یہ بات ناگوار ہوئی۔ کہنے لگا کہ رے کی حکومت تو تو لے اور ٹاٹک برابر بچون سے بھاگتا پھرے اور جان ہم لوگ دین۔ ابن سعد اس بات سے برہم ہوگیا اور بولا کہ ابھی تم لوگون کی گستاخیان ابن زیاد کو لکھتا ہون۔ تم میرے اوپر طعن کرنے کو ہو یا تمھارا یہ کام ہے کہ جو مین حکم دون اوسکی تعمیل کرو۔ اچھا۔ اسوقت تجھی کو عبداللہ کے سامنے جانا پڑیگا۔ بختری ابن سعد کا یہ کلام سنکر اپنا سا منہ لیکے رہگیا اور اپنے پانچسو سوار خاصہ لیکر جناب عبداللہ کے سامنے آیا۔ یہ حال مشاہدہ فرما کے جناب امام عالیمقام نے حضرت محمد بن انس۔ اسد بن ابی دجانہ اور جناب امام حسن کے غلام پیروزان کو بھتیجہ کی مدد کو بھیجا۔ پیروزان سب سے آگے بڑھکے بختری کے برابر جا کھڑے ہوئے اوسنے غلام کی اس جراءت پر ناک بھون سکوڑ کے اونپر وار کیا۔ جناب پیروزان بھی اوس سے اٹک گئے حضرت عبداللہ نے جو دیکھا کہ باپ کا غلام معرض خطر مین ہے تو نیزہ لیکر اوسکی مدد کو چلے۔ حضرت اسد و محمد بھی اونکے پیچھے ہی روانہ ہوئے۔ پیروزان نے جو دیکھا کہ خود شاہزادہ صاحب میری طرف آتے ہین تو سمٹ کے اونکے ساتھہ ہو لئے ان سبھون نے حملہ کرکے بختری اور اوسکے پانچسو سوارون کو نوک دم بھگادیا۔ یہانتک کہ انکی مار سے وہ لوگ ہائے توبہ

مچاتے ہوئے قلب لشکر مین ابن سعد کے پاس پہونچ گئے اوسوقت شیث ربعی نے پانچسو سوارون کے ساتھہ صف لشکر سے جنبش کی اور للکار کے بختری اور اوسکے ساتھیون سے کہا کہ اے نامردو۔ تم ایک جم غفیر ہوکے چار آدمیون سے بھاگ آئے جنہین ایک تو لڑکا ہی ہے زون ہے ایسی زندگی پر۔ دیکھو اب مین جاتا ہون۔ یہ کہکر اپنے پانچسو سوارون سی چارون صاحبون کو جاگھیرا۔ حضرت عبداللہ شیث کی طرف جُھکے۔ جناب محمد و اسد بھی سایہ کی طرح اونکے ہمراہ ہولئے ادہر پیروزان نے دوبارہ بختری پر حملہ کرکے اوسکے لشکر کے پرخچے اوڑا دئے۔

ابن سعد نے خود لوگون سے جنگ کربلا کے بعد بیان کیا تھا کہ مین اوسدن خود پیروزان کی جنگ کو دیکہتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ الٰہی۔ یہ کیا اسرار ہے اوران بہوکھون پیاسون مین اتنی طاقت کہان سے آگئی ہے۔ خدا کی قسم۔ اگر ایک ایک کٹورہ پانی کا ان لوگون کو لڑنیکے وقت ملجایا کرتا تو پہر یہ لوگ یزید کی کُل فوج کے بس کے نہ تہے۔ میرا لشکر تو درکنار مین نے بذات خود اوسوقت کہڑے ہوکے گنا کہ اکیلے پیروزان نے ایکسو بیس[۱۲۰] آدمی تیر سے اور بیس[۲۰] تلوار سے مارے

روایت ہے کہ جب پیروزان لڑتے لڑتے تہک گئے تو چاہا کہ خدمت امام مین جاؤن اثناے راہ مین عثمان موصلی نے پیچھے سے نیزہ اونکی کمر مین مارا۔ وہ اپنے گہوڑے سے زمین پر آے اور گہوڑے نے بہاگ کے جنگل کی راہ لی۔ لیکن واہ رے شجاعت۔ گرتے ہی پیروزان نے نیزہ ہاتہہ سے پہینکدیا۔ تلوار سنبہالکر سپر اپنی سر پر رکہلی اور اشقیاء کے ساتہہ پہر اولجھگئے۔ اسد بن ابودجانہ نے دیکہا کہ غضب ہوا۔ پیروزان پیادہ ہین اور پہر اونہین غُصّہ آگیا ہے۔ پس اپنے گہوڑے کو للکار کے فوراً اونکے پاس جا پہونچے اور پیروزان کے گرد کے آدمیون مین سے چودہ آدمی مارڈالے۔ باقی بہاگ نکلے۔ حضرت اسد نے اون سے کہا کہ اے بہائی وقت نازک ہے۔ ہمت کرکے تم بہی میرے ہی گہوڑے پر سوار ہوجاؤ۔ پیروزان چڑہنا چاہتے تہے کہ ظالم

پھر چارون طرف سے گھر آے اور لڑنا شروع کر دیا حضرت اسد نے پیروزان کو تو چھوڑ دیا اور اونکے آگے ہو کے خود لڑنے لگے۔ اسی حال مین بحتری نے پاس آکے اون کے داہنے پہلو مین نیزہ لگایا۔ اوسکی نوک بائین جانب نکل آئی اور نیزہ ہاتھہ سے گر پڑا حضرت اسد چاہتے تھے کہ تلوار سنبھالین مگر ہاتھہ نے کام ندیا۔ ارزق بن ہاشم نے آکے ایک ہی ضرب تیغ مین اونکا کام تمام کر دیا اور حضرت اسد جنت کو سدہارے۔

اسوقت حضرت عبد اللہ بن حسن شیث ربعی کے ساتھہ مشغول پیکار تھے اور ستّرہ زخم اوسکی لگاے تھے آخرش یہان تک کوشش کی کہ وہ لوگ اون سے تاب مقابلہ نہ لا سکے اور چلتے پھرتے نظر آے۔ حضرت عبد اللہ نے دیکھا کہ پیروزان اور اسد کو لشکر اعداء نے گھیر رکھا ہے پس اونکی طرف متوجہ ہوئے مگر آپکے پہونچنے سے پہلے حضرت اسد شہید ہو چکے تھے آپکو بڑا رنج ہوا۔ اونکے قاتل کو نیزہ کی ایک ہی طعن مین ہلاک کر ڈالا سب لشکر اونکے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت عبد اللہ نے آگے بڑہکے پیروزان کو زمین پر پڑا دیکھکر فرط محبت سے ہاتھہ اونکی طرف بڑہا دیا اور اونہین اوٹھا کے اپنے آگے زین پر ڈال لیا۔ گھوڑا چند ہی قدم چلا تھا کہ عاجز ہو گیا کیونکہ اوسکے جسم پر بھی سو تیر سے زیادہ لگے تھے۔ اور بیچارہ بھوکا پیاسا تھا اور چارون طرف بہت سی دوڑ دہوپ کر چکا تھا اسوقت دو آدمیونکی برداشت اوس سے نہو سکی کھڑا ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ اوتر پڑے اور پیروزان کو بھی اوتار لیا۔ اونکے چچا حضرت عون بن علی نے بھتیجہ کو پیادہ دیکھا تو گھوڑا دوڑا اونکے پاس آ گئے۔ حضرت عبد اللہ نے پیروزان کو اونہین دیا اور خود اونکے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ حضرت عون تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیروزان زمین پر گر کے جان بحق تسلیم ہو گئے۔ حضرت عون و عبد اللہ اونکی لاش پر بہت روے اور فرمایا۔

از غم و حسرتِ یارانِ وفادار دریغ	ترکِ احباب گرفتند بیکبار دریغ
بالب تشنہ بخون غرق برفتند افسوس	ما بماندیم بصد حسرت و تیمار دریغ

دوسری بار شاہزادہ عبداللہ نے دنیا و مافیہا سے دل برداشتہ ہو کے عنان اختیار قبضۂ پاک
پروردگار مین دی اور دشمنون پر جھپک پڑے مبارز طلب کیا لیکن کوئی بھی سامنے نہ آیا - ہرچند
ابن سعد نے سر ٹپکا لیکن سبھون نے سُنی اَن سنی کر دی - وہ بہت جھنجھلایا اور غصہ مین تمام لشکر کو
مغلظات سنانے لگا - گالیان سنکر یوسف بن الاحجار سے نہ رہا گیا گھوڑا بڑہا اوسکے پاس آیا
اور کہا کہ تو بڑا بیحیا ہے - حکومت کی سند اور سپہ سالاری کا عہدہ تو تو نے لے رکھا ہے اور
اگر دنیون ہماری کٹواتا ہے تو خود بڑہ کے اس لڑکے سے دو چار کیون نہین ہوتا یقین ہے کہ
اسیوقت حکومت رہے اور سپہ سالاری کا مزہ آجائیگا - ابن سعد چارون طرف کے طعنے سنتے
سنتے گھبرا گیا تھا کھسیانا ہو کے کہنے لگا کہ مجھے ابن زیاد کا یہ حکم نہین کہ خود لڑو بلکہ تم سب میری
زیر حکومت کئے گئے ہو مین جسکو چاہون میدان مین بھیجون اوسے جانا پڑیگا - یوسف نے
جواب دیا کہ اگر تجھے جنگ کا حکم ہوتا بھی تو تو کیا کر سکتا تھا - تو اور ابن زیاد ان لوگون کو نظر نہین آتے
ورنہ کبھی کا انہون نے تمہین ڈھیر کر دیا ہوتا اور یزید کے سامنے جا کھڑے ہوتے - چونکہ لاکھون
کا ہجوم ان کئی دن کے تشنہ لبون کے درمیان حائل ہے اسلئے بے بس ہین - ابن سعد
اپنے لشکر والون سے ایسی پتے کی سنکر کٹ گیا اور لال پیلا ہو کے بولا بس بس - خاموش
اگر زیادہ بکیگا تو پکڑ کے ابن زیاد کے پاس بھجوادونگا - یوسف بن الاحجار ڈر گیا - گھوڑے کو
ایڑ لگا حضرت عبداللہ کے سامنے آیا اور شہزادہ عالی قدر کے سینہ کی طرف نیزہ چلایا - آپ نے
اوسے رد کر کے اپنا نیزہ اوسکے گلے پر مارا جسکی نوک گدّی کے پیچھے نکل آئی اور وہ اوندہا
زمین پر گر کے مر گیا -

اوسکے بیٹے طارق بن یوسف نے باپ کا جو یہ حال دیکھا تو حضرت عبداللہ کے سامنے آسکے واہی تباہی بکنے لگا اور حیا و شرم کو ایک طرف کرکے گالیاں دینی شروع کین۔ حضرت عبداللہ نے نیزہ سنبھال کے طارق پر حملہ کیا۔ اوسنے بڑی سبکدستی سے تلوار چلائی اور شہزادہ کے نیزہ کے دو کر دئے۔ چاہتا تھا کہ وہی تلوار آپکے سر پر لگاے مگر آپنے دست مبارک سے ایسا جھٹکا دیا کہ تلوار کسن کھناتی ہوئی ہوا مین چلی گئی اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی حضرت عبداللہ نے دوسرے ہاتھ سے اوسکا کمر بند پکڑ کے زمین پر جو دے ٹپکا تو ہڈیاں پسلیاں سب چورا ہوگئین اب اوسکا چچا مدرک بن سہل بھتیجہ کے غم مین جھلایا ہوا آیا اور جناب حیدر کرار اور اونکے فرزندان نامدار کو فحش اور مغلظات سنانے لگا۔

لگے منہ بھی چڑانے دیتے گالیاں ہنا	زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

حضرت عبداللہ نے برہم ہو کر تیغ محرف اوسپر لگائی کہ سر اور دونوں ہاتھ اور نصف بدن تو زمین پر آن رہا اور باقی جون کا توں گھوڑے پر دھرا رہ گیا۔ آپنے اوسکی ٹانگ کھینچ کے زمین پر ڈالدیا اور خود اوسکے مرکب بیش بہا تازی نژاد پر چڑھکر فرمایا دیکھو۔ شجاعت اسکا نام ہے۔ اب کسی اور کو بھیجو۔ لشکر مخالف نے سر نیچے کر لئے اور ہول و ہیبت سے کانپنے لگے۔ حضرت عبداللہ نے جو دیکھا کہ کوئی نہین آتا تو لاچار خود فوج اعداء کی طرف چلے۔ ناگاہ ایک بڑا مضبوط نیزہ زمین پر پڑا دیکھا اوسے اوٹھا لیا اور سر کے گرد پھراتے ہوئے میمنہ پر جا پڑے۔ صفوں کو زیر و زبر کردیا۔ بارہ آدمی نیزہ کی طعن سے مارے پھر جناب امام حسین کے پاس آکر پکاری یا عم العطش العطش حضرت امام عالیمقام نے فرمایا۔ اے چچا کے نور بصر اے میرے لخت جگر۔ خاطر جمع رکھہ۔ تیرے دادا اور والد عنقریب تجھے آب کوثر سے سیراب کرینگے اور تیرے دل کے زخموں پر راحت کا مرہم رکھینگے۔ حضرت عبداللہ اس بشارت سے مسرور ہو کے پھر میدان مین آئے اب پانچ ہزار آدمیوں

نے ایک ساتھہ اونپر حملہ کیا اور نیزہ و تیر و تلوار سے لیکر اونہیں زخمی کرنے لگے آپنے اونپر حملہ کرکے چاہا کہ نرغہ سے باہر نکلیں مگر نکل نہ سکے۔ جناب عباس نے یہ حالت دیکھہ کے علم حضرت علی اکبر کے سپرد کیا اور خود حضرت عون ابن علی کے ساتھہ بھتیجہ کی مدد کو دوڑے اور حضرت عبداللہ کو اون سے چھوڑا لائے۔ چونکہ جناب عبداللہ نہایت مجروح ہو گئے تھے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتے تھے۔ ناگاہ فیہان بن زہیر نے پیچھے سے آکے ایک ضرب اونکے شانہ پر ماری کہ آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور عالم قدس میں قدم رکھا۔ حضرت عباس نے پیچھے پھر کے جو یہ حال دیکھا تو ایک ہاتھہ فیہان کے ایسا مارا کہ سر اوسکا لڑکتا ہوا دور جا پڑا۔

اوسکے بیٹے حمزہ بن فیہان نے نیزہ جناب عباس کی طرف راست کیا مگر حضرت عون بن علی نے پیش دستی کرکے تیغ تیز سے نیزہ اور ہاتھہ حمزہ کا کاٹ ڈالا۔ جناب عباس نے اوسکا کام تمام کردیا اور حضرت عبداللہ کو جناب امام عالی جاہ کے خیمہ میں لے آئے۔ اہلبیت نے مرحوم کے جمال اور جوانی پر رونا پیٹنا شروع کیا اور ہر ان نے آہ گرم سے کہرام ڈالدیا۔

از باغ تازہ رفتن سروے چنین دریغ	گنجے چنین نہفتہ بزیر زمین دریغ

ہائے ایسا نہالِ گلشن کامرانی بہار جوانی کے شروع میں خزانِ اجل سے پژمردہ ہو گیا۔

دردا کہ دل از حادثہ غمناک افتاد	در دیدہ ز سیل اشک خاشاک افتاد
نوبادۂ باغ عمر از شاخ امید	بے آنکہ رسیدہ بود در خاک افتاد

شہادت حضرت قاسم بن الحسن رضی اللہ عنہما

جب حضرت قاسم نے بھائی کی یہ حالت دیکھی تو روتے پیٹتے گریبان چاک کرتے چچا کے پاس آئے اور عرض کی۔ اے قبلہ دوجہان اب مجھے مفارقت اقربا کی تاب نہیں۔ مدد کی اجازت دیجئے تاکہ اپنے پیارے بھائی کے خون کا بدلا دشمنوں سے لوں۔ حضرت امام حسین نے

فرمایا کہ اے چچا کی جان - تو اس صحرائے مصیبت مین میرے بھائی کی یادگار اور انیس دل داغدار ہے مین تجھے اجازت ہرگز نہ دونگا - تیرے فراق کا داغ مجھسے نہ سہا جائیگا - اتنے مین حضرت قاسم کی ماں نے آکے اونکا دامن پکڑ لیا اور فرمایا -

اے بدلم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرو		مرہم سینہ ہون توئی مرہم زیدہ ہم توشو	

قصہ مختصر جناب قاسم کو کسی طرح جنگ کی اجازت نہ ملی اب امام عالیمقام کے بھائیون سے محاربہ کا ارادہ کیا حضرت قاسم مغموم و محزون روتے ہوتے خیمہ مین چلے آے اور سر زانو پر جھکا کے بیٹھ رہے - اسی فکر و اندوہ مین آپکو یاد آیا کہ والد ماجد نے انتقال فرمانیکے وقت ایک تعویذ میرے بازو پر باندھ کے وصیت کی تھی کہ بیٹا - اپنی زندگی مین جب تجھپر ملال بیشمار اور اندوہ بسیار ہو تو اسکو کھول کے دیکھیو اور جو کچھ اسمین لکھا ہوا ہو اسپر عمل کیجیو انشاء اللہ وہ رنج دور ہو جائیگا وہ تعویذ آجتک بجنسہ میرے بازو پر بندھا ہے - مین دیکھتا ہون کہ آج کی سی مصیبت نہ مجھپر کبھی پڑی تھی نہ پڑیگی اوسے کھولکے دیکھنا چاہئے شاید کہ میری مشکل آسان ہو جاے اس خیال کا دماغ مین سمانا تھا کہ حضرت قاسم نے وہ تعویذ کھول ڈالا - دیکھتے کیا ہین کہ جناب امام حسنؓ نے اپنے خط خاص سے یون لکھا ہے - بیٹا قاسم - کربلا مین حسین پر جان فدا کر دینا مفتاحِ باب سعادت اور وسیلۂ اقبال و شہادت ہے - بیٹا - جسدن تیرے پیارے چچا دشت کربلا مین شامیان پر دغا اور کوفیان بیوفا کے ظلم و ستم سہنے لگین تو اپنا سر اونکے قدمون پر نثار کر دیجیو - خبردار - ایسا نہو کہ اونکے یا اپنی ماں کے روکنے سے تو گھر مین بیٹھ رہے اگر ایسا کریگا تو نہ مین تیرا باپ ہون نہ تو میرا بیٹا ہے حضرت قاسم یہ وصیت پڑھکے چونک پڑے اور فرط خوشی سے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائین دونون ہاتھون سے دلکو سنبھال کے چچا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی لو چچا صاحب میری مشکل خدا نے آسان کر دی - یہ کہکر وہ نوشتہ اُنکے سامنے پیش کیا - امام حسین نے مضمون

پڑہا اور خط بہائی کا پہچان کے آہِ سوزناک سینہ سے کہینچی اور زار زار رو کے فرمایا اے جانِ عم بیشک تیرے باپ کی وصیت تیرے لیئے یہی ہے اب میری مجال نہین کہ تجہے روکون۔ جاؤ اور اپنے والد ماجد کے حکم پر عمل کرو۔

مولانا کمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی فرماتے ہین کہ اوسوقت جناب امام عالیمقام نے فرمایا کہ بیٹا قاسم۔ مجہے بہی بہائی صاحب نے اپنے آخری وقت مین ایک وصیت کی تہی چاہتا ہون کہ مین بہی اوسپر عمل کرون تہوڑی دیر کے لیئے میرے ساتہہ خیمہ مین چلے آؤ۔ یہ فرما کے بہتیجہ کا ہاتہہ پکڑکر خیمہ مین رونق افروز ہوئے۔ اپنے بہائیون حضرت عون وعباس کو طلب فرما کے مادر قاسم سے کہا کہ بیٹے کو اچہے اچہے اور نئے کپڑے پہناؤ۔ جناب زینب سے کہا کہ میرے بہائی حسن کے کپڑون کا صندوق لاؤ۔ حضرت زینب لے آئین۔ آپنے عمامہ امام حسن کا اپنے ہاتہہ سے بہتیجہ کے سر پر باندہا اور ایک قیمتی جامہ اپنا اونہین پہنایا۔ پہر اپنی بیٹی کا ہاتہہ اپنے دست مبارک مین لیکے فرمایا کہ اے قاسم۔ یہ تیرے باپ کی امانت میرے پاس تہی مین اسے تیرے سپرد کیئے دیتا ہون۔ یہ کہکے عقد بیٹی کا بہتیجہ سے کردیا اور ہاتہہ اوسکا قاسم کے ہاتہہ مین دیکر باہر چلے آے۔ قاسم دولہن کا ہاتہہ ہاتہہ مین لیئے ہوئے اوسکا منہ تکتے۔ تہے اور حیران تہے۔

اک آفت سے تو مر مر کے ہوا تہا جینا	پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

اتنے مین ابن سعد کے لشکر سے ہل من مبارز کی صدا کان مین آئی۔ حضرت قاسم نے دولہن کا ہاتہہ چہوڑدیا اور چاہتے تہے کہ خیمہ سے باہر آئین مگر دولہن نے دامن تہام کے کہا۔ اے میرے والی مجہے کسپر چہوڑے جاتے ہو اور کیا ارادے ہین حضرت قاسم نے جوابدیا کہ عزم جنگ ہے مجہے اپنے والد پر سے صدقہ کردو۔ دولہن نے دریافت کیا کہ فردائے قیامت کو مین

تمہین کہان پاؤنگی - فرمایا - اپنے والد بزرگوار اور دادا جان کے پاس مجھے دیکھہ لینا اور اپنی آستین پہاڑکے اونہین دی کہ اس نشانی سے مجھے پہچان لوگی - یہ فرماکے باہر نکل آئے اور اہلبیت مین ماتم کا شور مچگیا - جب جناب امام عالی جاہ نے دیکھا کہ حضرت قاسم مصاف کو جاتے ہین تو فرمایا کہ اے جان عم - تو اپنے پیرون سے آپ قبر مین چلا ہے مین اسطرح تجھے نہ جانے دونگا - آ - تجھے اپنے ہاتھہ سے کفن پہنا دون - پھر گریبان اونکا چاک کر دیا اور دستار کے دونون سرے داہین باہین لٹکا کے کفن کی صورت بنا دی - تلوار اپنی ہاتھہ مین دیکے میدان کو رخصت کیا - حضرت قاسم نے وہان پہونچ کے رجز پڑہی - اشہب تیز رفتار کو گرم عنان کر کے فرمایا کہ ہان اب جسے آنا ہو سامنے آئے - جب دیر تک کوئی نہ آیا تو آپ نے مخالفین پر حملہ کر کے اونکی اگلی صفون کو درہم و برہم کر دیا اور بہت سے دلیرون کو خاک مین ملا دیا - اعداء کے دل مین ایسا خوف بیٹھا کہ کسی نے روبرو ہونیکا قصد نہ کیا - آخر آپ نے تنگ ہو کے پھر آواز دی کہ اے ابن سعد جفا کار - تیرہ روزگار - تو نے بہت سے رفقا اور ہوا داران حسین کو اس دشت کرب و بلا مین بھوکہا پیاسا شہید کیا پھر اونکے خویش و اقربا کی باری آئی اب تھوڑے سے بیکس و پریشان حال باقی ہین اپنر بھی تجھے رحم نہین آتا - او کمبخت - روسیاہ - تجھے لازم ہے کہ اپنا منہ کالا کر کے اپنے ان اخوان الشیاطین کو ساتھہ لئے ہوئے کوفہ چلا جا - ہم ہو کے پیاسون کا پیچھا چھوڑ دے اور اپنے کئے پر پشیمان ہو - ابن سعد نے جوابدیا کہ تم لوگ بھی تو اپنی سرکشی - سرتابی - نافرمانی سے باز نہین آتے اور یزید سے بیعت نہین کر لیتے - حضرت قاسم نے یزید - ابن زیاد اور اونکے امرا بد گوہرین کی اور فرمایا کہ استغفر اللہ - حسین - اور ایسے فاسقون فاجرون سے بیعت کرینگے - اے شقی - تم نے دنیا کے عوض مین دین کو بیچ ڈالا ہے اور اس عجوزۂ غدار پر فریفتہ ہو کے مغرور ہو گئے ہو - سنلو کہ یہ بیوفا دو تین دن سے زیادہ کسی کے پاس نہین رہتی - اے ابن سعد مین تجھسے پوچھتا ہون

کہ آج تو نے اپنے گھوڑے کو پانی دیا ہے یا نہین - اوسنے کہا - ہان دیا ہے - حضرت قاسم نے کہا - افسوس - اے ابن سعد - تو دعوی مسلمانی کا کرتا ہے اور گھوڑے کو سیراب رکھتا ہے لیکن شہ سواران میدان امامت تیرے سامنے ہو کے پیاسے تین دن سے پڑے ہین اور اطفال خورد سال و مستورات اس گرمی مین پیاس کے مارے ایڑیان رگڑتی ہین مگر تو اذکرکم اللہ فی اھلبیتی پر عمل نہین کرتا - ارے کمبخت - ہم آغوش رسول اللہ کے پلے ایک قطرہ آب کو ترسین اور تو تشنگی قیامت کا کچھ خیال نکرے - اوس مصیبت کے دن ساقی کوثر کو کیسے منہ دکھائیگا یہ سنکر ابن سعد کے دل مین ایک آگ سی لگ گئی اور آنکھون سے بے اختیار اشکون کی جھڑی برسنے لگی - چونکہ دین اپنا کھو چکا تھا کچھ جواب ندیا اور اپنی سپاہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا کہ اس سوار کو پہچانتے ہو - یہ قاسم بن حسن ہے - تم ایک ایک اسکے سامنے نہ جاؤ بلکہ سب ملکے چارون طرف سے گھیر لو - لوگون نے ترسان و لرزان اسی پر عمل کرنیکا ارادہ کیا - تدبیر مین دیر ہوئی حضرت قاسم نے جو دیکھا کہ کوئی مبارز نہین آتا خیمہ عروس کی طرف چلے اور گریہ و زاری دختر حسین کی سُنی - آپنے اونکے خوش کرنے کو فرمایا -

برون آمدے کہ جانان کہ بسیار آرزو دارم		وداع آخر تر دیکست و دیدار آرزو دارم ✣

دولہن جناب قاسم کی آواز سنکر دوڑی اور کہا -

خوش آمدی زکجا می رسی بیا بنشین		بیا کہ می دہمت بردو دیدہ جا بنشین ✣

حضرت قاسم اونکے پاس گئے اور فرمایا - اے انیس دل پر غم - سپاہ دشمن خیرگی اور ظلم پر مستعد ہے - فرصت بات کرنیکی نہین - چاہتا ہون کہ تیغ آبدار کی صولت اور آتش شجاعت و جرأت سے انکی شرارت کو فرو کر دون پس مین معذور ہون - چچا کی مصیبت دیکھی نہین جاتی مجھے معاف کرنا - غرضکہ عروس سے رخصت ہو کر میدان مین آکر مبارز طلب کیا - کوئی بھی نہ آیا - آپکی آتش غضب نے

اور اشتعال پکڑا۔ چار دفعہ میمنہ۔ میسرہ اور قلب پر حملہ کرکے بہت سے دلیروں کو فی النار والسقر کیا
اور ہر بار جب حملہ سے فارغ ہوتے تو میدان مین کھڑے ہوکر کسی کو طلب کرتے جب چوتھی دفعہ
ایسا ہی کیا تو ابن سعد ازرق کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو یزید کے لشکر کا سپہ سالار ہے اور
ہر سال دس ہزار دینار اوس سے لیتا ہی۔ دلاوران شام و عراق مین تیری شجاعت کا شہرہ ہے
تو کیون نہین باہر جاتا اور اس جوان کا فیصلہ کردیتا۔ ازرق نے جواب دیا۔ واہ۔ کیا قدردانی ہے
مجھے مصر و شام مین سب لوگ جانتے ہین کہ اکیلا ہزار سوار کا منہ پھیر سکتا ہون۔ مین اس ٹانگ
برابر بچہ سے لڑکر اپنی مٹی خراب کیون کرنے لگا تھا۔ اگر مین نے اسے مار ہی لیا تو میری کیا ناموری
ہوگی۔ ابن سعد برہم ہوگیا اور بولا۔ اے نابکار۔ تو اسے ٹانگ برابر لڑکا بتاتا ہے نہین جانتا کہ
یہ جگر بند حسن مجتبیٰ اور نواسہ حضرت محمد مصطفےٰ کا ہے۔ یہ تیری چولین تک ڈھیلی کردیگا۔ قسم ہے
خدا کی۔ اگر یہ بھوکھا پیاسا نہوتا تو ہم سے بات بھی نکرتا اور یون ہی دہاڑہ مچا دیتا۔ نامردی سے
بہانہ مت کر اور اس سے جاکے مقابل ہو اگر تو نے اسے مار لیا تو یزید کے آگے محترم اور ابن زیاد
کے سامنے محتشم گنا جائیگا۔ ازرق بولا کہ میرے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوگے تب بھی اسکے منہ
نہ لگونگا۔ ہان اگر تمہین ایسا ہی اصرار ہے تو میرے چار بیٹے شجاع و دلیر اور جری ہین اون مین
سے کسیکو بھیجدو وہ جاکے اسکا سر اوتار لائیگا یہ کہکے سب سے بڑے بیٹے کو بلا خود گھوڑے سے
اوتر پڑا اور اوسے سوار کرکے اپنی تلوار اوسکی کمر مین باندہی۔ پسر ازرق کیں کانٹے سے درست
چاق چوبند ہو زرہ تنگ حلقہ او خود فولادی اور ساقین و ساعدین لگا نیزہ خطی ہاتھ مین لئے
اور سنہری پٹکا باندہے میدان مین آن موجود ہوا۔ حضرت قاسم نے اوسکے شکوہ اور آراستگی
کا مطلق خیال نہ کرکے اپنے گھوڑے کو للکارا اور اوسکے آگے پہونچکے سینہ کی طرف نیزہ چلایا۔
اوسنے فولادی سپر اپنے آگے کرلی۔ حضرت قاسم کے نیزہ کی نوک سپر پر ٹوٹ گئی۔ آپ نے

غصہ سے نیزہ پھینکدیا اور تلوار کھینچی اوسنے بھی نیزہ پھینک کے تلوار سنبھالی۔ آپنے اوسے اپنی سپر پرلیا وہ دو ٹکڑے ہو گئی اور حضرت قاسم کا ہاتھہ مجروح ہوا۔ لشکر امام مین سے حضرت محمد بن انس نے دیکھا کہ قاسم کے پاس سپر نہین ہے بے اختیار دوڑے اور ایک فراخ دامن اور مضبوط سپر اونہین پہونچادی۔ حضرت قاسم کی پشت دست پر جو زخم لگا تھا اوسپر اپنا عمامہ پھاڑ کے باندہ دیا اور اپنے لشکر مین واپس آ گئے۔ جناب قاسم نے سپر ہاتھہ مین لے اپنے دشمن پر حملہ کیا۔ ابن ارزق پھر چاہتا تھا کہ اونکے تلوار لگائے مگر یکایک اوسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ دہم سے زمین پر آن رہا۔ سر اوسکا برہنہ ہو گیا۔ بال اوسکے لمبے لمبے تھے حضرت قاسم نے گھوڑے سے جھک کے ہاتھہ مین لپیٹ لئے اور گھوڑے کو اوڑایا۔ زمین سے اوٹھا چارون طرف چکر دیکے پٹکدیا اور گھوڑے سے پامال کر ڈالا۔ تمام اعضا اوسکے چورا ہو گئے۔ تلوار اوسکی نہایت قیمتی تھی وہ آپنے لیلی پھر نیزہ سنبھالکے کھڑے ہو گئے اور مبارز طلب کیا۔ ارزق بیٹے کی یہ خواری دیکھکے بہت رویا۔

دوسرے بیٹے نے باپ کو جو روتے دیکھا تو بغیر اجازت لئے ہوئے میدان مین چلا آیا۔ حضرت قاسم کے گرد ایک چکر دیا اور کہا۔ اے بے رحم۔ تونے ایسے جوان کو مار ڈالا جسکی نظیر شام مین نہ تھی۔ حضرت قاسم نے فرمایا اے عدو اللہ۔ اب تجھے بھی اوسیکے ساتھہ کئے دیتا ہون گھبرایا کیون جاتا ہے یہ کہہ کے نیزہ اوسکے پہلو مین مارا جو دوسری جانب نکل آیا اور کباب کیطرح سیخ پر پھیر کے زمین پر دے پٹکا۔

تیسرے بھائی نے یہ ماجرا دیکھہ کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور خاک سر پر ڈالکے سانڈ کیطرح خوب ڈکرایا اور باپ سے اجازت مانگی۔ باپ کو اس سے بہت محبت تھی اجازت ندی۔ اوسنے باپ کی بات کا کچھہ لحاظ نہ کر کے گھوڑے کو للکارا اور باپ پر نفرین کرتا ہوا میدان کارزار مین

آکھڑا ہوا حضرت قاسم نے جو اوسکے ہذیانات سُنے تو ہوے سے نیزہ اوسکے شکم ناپاک مین ہونکدیا جو پشت سے نکل آیا۔ وہ مردود جہنم مین داخل ہوگیا۔

ارزق نے جب تین بیٹون کا مرنا آنکھون سے دیکھہ لیا تو پچھاڑ کھا کے زمین پر گرا اور گھوڑے سے نیچے آکے اپنے سر کے بال اور ڈاڑہی نوچی اور خاک سر اور منہ پر ڈالنے لگا۔ رو رو کے ہتیار تن پر سجے اور چاہا کہ قاسم کے آگے جاوُن۔ اتنے مین چوتھے بیٹے نے باپ سے نہ کچھہ پوچھا نہ گچھا حضرت قاسم کے برابر جا کھڑا ہوا اور فحش گالیان دینی شروع کین۔ قاسم نے اونکے جواب کی طرف التفات بہی نکی اور لڑنیکا قصد کیا۔ ابن ارزق نے اونکے نیزہ مارا۔ شاہزادہ نے اوسے تلوار ماری جو سید ہے ہاتھہ اور نیزہ کو قطع کرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی اور وہ برگشتہ بخت بہاگا۔ خون کا فوارہ چھوٹتا جاتا تھا یہان تک کہ اپنے لشکر مین پہونچکے گھوڑے سے گر پڑا اور مر گیا۔

چارون بیٹون کے مرنے سے ارزق کے حواس خمسہ مین فرق آگیا اور دنیا آنکھون مین سیاہ ہوگئی بہت جہنجھلا کے سلاح تن پر لگاے اور اسپ تازی نژاد پر سوار ہوکے میدان مین آیا۔ اور بولا اے سنگدل بے انصاف۔ تو نے چار بیٹے میرے مار ڈالے۔ جنکا مثل و مانند تمام عراق و شام مین نتہا۔ قاسم نے کہا معاف کر مجھسے غلطی ہوئی ورنہ اونہین پال لیتا وہ میرے پاس مجھے پیار کرنے آے تھے خیر اب بہی اوسکی تلافی ہوسکتی ہے۔ لے۔ تو بہی بیٹونکے پاس پہونچجا۔

جب امام حسین نے دیکھا کہ ارزق خود قاسم کے مقابلہ مین آیا ہے زمین پیرون کے نیچے سے نکل گئی اور سر پیٹکے فرمایا کہ وہ پیلتن۔ جنگ آزمودہ اور مشہور نامی پہلوان ہے میرے گلبدن اور نازک تن سے اوسکا مقابلہ کیسے نبہیگا۔ پھر گھوڑے سے اوترکے عمامہ سر مبارک سے پہینکدیا اور قاسم کی فتحیابی کے لئے حق سبحانہ تعالی سے دعا مانگنے لگے۔ دونون طرف کے لوگون کی

آنکھیں حضرت قاسم اور ارزق کی طرف تاک لگائے تھیں۔

ارزق نے نیزہ سنبھا لکے قاسم پر حملہ کیا قاسم نے بڑی خوبصورتی سے اوسے رد کردیا۔ پھر جو بند وہ باندہتا تھا عجب چالت پھرت اور پھرتی سے یہ اوسے کھولتے تھے۔ یہانتک کہ اونچیں بارہ طعنوں کا ردوبدل ہوا۔ ارزق نے جھلاکے حضرت قاسم کے گھوڑے کے پیٹ میں نیزہ بھونکدیا وہ غریب بے زبان وہیں تڑپکے رہگیا اور قاسم پیادہ ہو گئے۔ جناب امام نے محمد بن انس کو آواز دی کہ میرے دلبند پر آنچ نہ آنے پائے جلدی اوسکے پاس گھوڑا لیکر پہونچو۔ محمد بن انس جناب امام کا خاص گھوڑا لیکر اونکے برابر جا کھڑے ہوئے اور حضرت قاسم کو سوار کرادیا۔ وہ پھر ارزق پر حملہ آور ہوئے وہ شقی سامنے سے ہٹ گیا اور اب اون میں باہم تین طعن کا پھر ردوبدل ہوا جب کچھ بس نہ چلا تو ارزق نے ہار کے تلوار نکالی اور قاسم پر حملہ کیا۔ جناب قاسم نے بھی تلوار مانند برق سوزان کے نیام سے نکالی۔ ارزق نے خوب گھور کے دیکھا اور پوچھا۔ ای قاسم یہ تلوار جو تیرے ہاتھ میں ہے میری ہے میں نے اسے ہزار دینار میں خریدا تھا پھر ہزار دینار اور دیکے اسے زہر میں بجھوایا تھا یہ تیرے پاس کیسے آئی۔ حضرت قاسم نے جوابدیا۔ تیرا بیٹا اسکو بطور اپنی یادگار کے مجھے دیگیا ہے میں اسی کی آب کا شربت تجھے پلا کے بیٹوں کے پاس پہنچے دیتا ہوں۔ اے ارزق تجھے ہم مرد سپاہی سنتے تھے۔ تو نے اپنے گھوڑے کا تنگ بھی احتیاط سے نہیں کھینچا قریب ہے کہ اس دار و گیر میں تو نیچے آن رہے۔ بڈھا لڑکے کے چل میں آگیا اور خم ہوکے گھوڑے کے تنگ کو دیکھنے لگا۔ پھر کیا تھا۔ حضرت قاسم نے بجلی کی طرح تڑپ کے ایسی دو ہتھی کمر میں دی کہ لکڑی کی طرح دو ہو کے گر پڑا۔ دونوں لشکروں سے غل اوٹھا کہ وہ مارا۔ حضرت قاسم اپنے گھوڑے سے اوچھل کے ارزق کے گھوڑے پر جا بیٹھے اور جناب امام کے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اپنے لشکر میں چلے آئے اور عرض کی۔ چچا جان اپنا گھوڑا خبر دار

جناب امام نے گلے سے لگا کے پیار کیا اور پوچھا - جان عم تیرا کیا حال ہے - بھتیجہ نے عرض کی
واعماہ العطش العطش اگر ایک دفعہ پیاس بھر کے مجھے پانی ملجاے تو اس تمام لشکر کو خشکی مین
پیس کے رکھدون - جناب امام حسین نے رو کے فرمایا کہ بیٹا صبر کرو - ذرا سی دیر مین تیرے دادا
آب کوثر سے تجھے سیراب کرینگے - جاؤ خیمہ مین ہو آؤ - تمھاری مان نے رو رو کے اپنا برا حال کر رکھا ہے
جناب قاسم نے خیمہ کی طرف رخ کیا - وہان اونکی مان اور دولہن دونون بیٹھی تھین - دور سے
سُنا کہ والدہ ماجدہ فرماتی ہین - اے فرزند ارجمند والے آرام دل دردمند - تو کہان ہے - بیٹا -
جلد اپنے دیدار عزیز سے میری آنکھون کو روشن کر -

رفتی از دیدہ و دوستم بے سر و پایم بے تو		تو کجائی کہ ندانم کہ کجایم بے تو	

دلہن بھی زار زار روتی ہے اور بصد زاری کہتی ہے -

برفت آن ماہ ما را در دل از وے صد ہوس ماندہ		غم ہجران او با جان شیرین ہمنفس ماندہ	

قاسم نے یہ صدائین سنین اور بے اختیار ایک چیخ ماری - اونکی مان اور دلہن دونون خیمہ سے نکل کے
اونکے پیرون پر لوٹنے لگین - حضرت قاسم نے اونکی بہت سی دلداری کی اور عرض کی - امان جان -
صبر و تحمل اختیار کرو اور انکی بھی تشفی اور تسلی کرتی رہو - خدا اسکا تمھین اجر نیک دیگا - آج فاطمہ کے
چاند پر ظلم کی گھٹا چہا رہی ہے جو اون پر اپنی جان قربان کریگا رسول عربی اوسکے ممنون و مشکور
ہونگے - اے مان - تم دل سے اپنے جگر بند کو اونپر صدقہ کرتی ہو تمھارے حشر کے دن بڑے
مرتبے ہونگے - اے بندہ - دنیا چند روزہ ہے تمھین بھی ایک دن اسکو چھوڑنا ہے اور اولاد بھی
ہمیشہ باقی نہین رہتی باری تعالی فرماتا ہے - کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ
وَالْاِکْرَام " پس دوری ضروری اور اضطراری ہے اور مفارقت لابدی اور بے اختیاری ہے
پر جب وہ نجات بہشت کے تیقن کے ساتھ ہو تو بڑی خوشی کی بات ہے حق تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے

نہ کہ روناد ہونا یہ کہکے حضرت قاسم نے جانیکا عزم کیا۔ ماں کو بیٹے کی ان حکمت خیز باتوں سے
صبر آگیا۔ ہو کے آنسو بھی پونچھ ڈالے اور فرمایا۔ اب نہ رو۔ خدا تیرے باپ کی بلا دور کرے۔
اسوقت جناب قاسم نے میدان جنگ مین آکے دیکھا کہ ابن زیاد کا چتر زرنگار اور مرصع ابن سعد
کے سر پر لگا ہوا ہے۔ انہون نے اوسیکو تاکا اور سیدھے قلب سپاہ کی طرف چلے۔ علم پرچو
اوسکے پاس کھڑا تھا نظر جمالی اور ارادہ کیا کہ پہلے علمدار کے پرخچے اوڑا دو اسی کو چو رنگ نہ کیا
تو کیا ہی کیا ہے۔ پیادے سدّ راہ ہوئے یہ اونکے ساتھہ مشغول تھے کہ سوارون نے آن
گھیرا اور تیر و نیزہ و گرز و شمشیر کے وار جگر بند حسن مجتبیٰ پر ہونے لگے۔ حضرت قاسم نے دریائے حرب
مین غوطہ لگا کے تین۳ پیادے اور پچاس سوار مارے اور سوارون کی صف درہم و برہم کر کے
چاہتے تھے کہ باہر آجائین مگر اون ظالمون نے راکب کو چھوڑ کے مرکب کو تیرون سے چھیدنا
شروع کیا۔ بے زبان غریب مجروح ہو کے گر پڑا اور اسی گڑبڑ مین شیث بن سعد نے نیزہ سینہ
مبارک پر مارا۔ حضرت قاسم نے اوس حرب مین ستائیس۲۷ زخم کھائے خون بہت سا ضایع ہو گیا
آپ مایوس ہو کے پکارے "یَا عَمَّاہُ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ" یعنی اے چچا جان دوڑئے۔ یہ آواز
دردناک جب امام عالیمقام نے سُنی تو بدحواس ہو گئے اور گھوڑے اور پیادون کی صفین چیرتے
ہوئے بھتیجے کے پاس پہونچے۔ دیکھا کہ تن نازنین خاک و خون مین غرق ہے اور شیث سرہانے
کھڑا چاہتا ہے کہ سر تن سے جدا کرے۔ جناب امام نے ایک ہاتھہ کمر پر ایسا دیا کہ دو ہو کے آدہا ادہر
اور آدہا اودہر گر پڑا۔ جناب قاسم نے آنکھین کھولکے امام کا روئے منور دیکھا اور تبسم فرماکے جان جہان
آفرین کو تسلیم کی۔ امام عالی جاہ کے دل سے ایک خروش اوٹھا۔

دولہا کی ماں جو در پہ کھڑی تھی جھکائے سر	دیکھا کہ لاش لاتے ہین سلطان بحر و بر
چھاتی پہ مارے ہاتھہ لہو ہو گیا جگر	جلدی حرم مین جا کے پکاری وہ نوحہ گر

ٹھیرا ہوا تھا دیر سے شاہِ زمن کے پاس | لو بی بی اب آتا ہے دولہا دولہن کے پاس

عباس بھی یقین ہے کہ نوشہ کے ساتھ آئین | چھپتی ہوں جو وہ بی بیان پردہ مین اوڑھ کے جائین
بہنوں سے کہہ دے کوئی کہ پڑھتی ہوئی دعا آئین | دولہا بنے کو سایہ ہین یان آنچلوں مین لائین
اس دم کسی کے مرنیکا منہ سے نہ نام لین | پھوپھیاں کدھر ہین ہاتھ نہ سہرے کو تھام لین

یہ ذکر تھا کہ سامنے لاش آئی خون مین تر | ماتم کے غل سے ہلنے لگا چرخ کا جگر
دیکھا اولٹ پلٹ جو دولہن نے تمام گھر | مسند سے اوٹھ کے خاک پہ آبیٹھی ننگے سر
افشان چھڑائی ماتھے کی گردنکو موڑ کے | ٹپکا زمین پہ سہرے کی لڑیوں کو توڑ کے

مل مل کے خاک چاند سے منہ پر بحال زار | پیٹا یہ منہ کہ غش ہوئی وہ تازہ سوگوار
میت وہین لٹا کے ہٹے شاہ نامدار | مان لاش سے لپٹ کے یہ چلائی ایکبار
برپا ہے غل اور آنکھوں نکو تم کھولتے نہین | مان صدقہ غش پڑی ہے دولہن بولتے نہین

روتی ہے ساس دیر سے مان پیٹتی ہے سر | کیسی یہ نیند ہے کہ کسی کی نہین خبر
سونے کا یہ محل نہین اے غیرت قمر | اوٹھو دولہن کو لیکے چلو اب پدر کے گھر
منزل پہ جا کے چین سے سرشام کیجیو | ٹھنڈی ہوا مین رات کو آرام کیجیو

قربان جاؤن نینگ کی بہنوں کو ہے طلب | ہنس ہنس کے باتین کرلو کہ غمگین کھڑی ہین سب
گھٹ گھٹ کے دم نکلتا ہے اماں کو تھامو اب | سوتے ہو گر تو سانس کے رکنے کا کیا سبب
دنیا سے کوچ سوئے عدم کر کے آئے ہو | اماں تو جانتی تھی کہ اب مر کے آئے ہو

دولہا بس آج ٹوٹ گئی رانڈ مان کی آس | دولہا ترے الم مین ہوئی زندگی سے یاس
دولہا تجھے یہ بیاہ کی مہندی نہ آئی راس | دولہا تجھے مین روؤن کہ بیٹھوں دولہن کے پاس
جینے کا اب مزا نہین دنیائے زشت مین | دولہا مجھے بھی پاس بلا لے بہشت مین

اس درد سے بیان یہ جو رانڈون نے کی ۔ کیا
چھوٹی تڑپ کے غش سے دولھن غم کی مبتلا

دو بار سر پٹک کے کسا وا مصیبتا
چہرہ پہ اپنے دولہا کے زخمونکا خون ملا

حسرت بھری نگاہ سے رخ پر نگاہ کی
ماتھے کو رکھکے پانون پہ اک سرد آہ کی

کرنے لگی یہ بین کہ اے میرے تاجدار
تقصیر بخش دے کہ ہے لونڈی قصوروار

بولی نہ تھی حیا کے سبب یہ جگر فگار
امید تھی کہ آؤگے پھر گھر مین ایک بار

جلتے ہین غم سے داغ دل پاش پاش کے
اب ساتھ پا گرد پھرونگی مین لاش کے

صاحب مین اس رنڈاپے مین کس سے حیا کرون
جی چاہتا ہے جان قدم پر فدا کرون

کیا کہکے رووُن لاش پہ ۔ کیونکر بکا کرون
مجھکو تو بین بھی نہین آتی ۔ مین کیا کرون

ہر دم غریب راہ فنا کہہ کے روؤنگی
نا شاد و نامراد بنا کہہ کے روؤنگی

ہے بچپنے کی رانڈ کا جینا بڑا ستم
جلدی نکل چکے کہین کمبخت تن سے دم

صاحب کے چپکے رہنے سے ہوتا ہے اور غم
تھامو ہمارے ہاتھ کو سر پیٹتے ہین ہم

سید ہی نہ وہ نظر نہ وہ گفت و شنید ہے
یہ بیرخی تمہاری وفا سے بعید ہے

رخصت کے وقت تک تو وہ کچھ تھا ہمارا پیار
مڑ مڑ کے ہمکو دیکھتے جاتے تھے بار بار

سہرے تلے بندھا ہوا تھا آنسوؤنکا تار
مقتل سے آکے بات بھی پوچھی نہ مین نثار

بے بس ہو آنکھ کھولنے دیتی نہین تمہین
لونڈی سے موت بولنے دیتی نہین تمہین

دی تم نے عقد ہوتے ہی صاحب دغا مجھے
ٹکڑے ہے جسم شکل دکھائی یہ کیا مجھے

صدقہ حسن کا اے مرے والی بلا مجھے
دولہا بتا دے اپنی لحد کا پتا مجھے

ممکن نہین کہ مجھسے اس آفت مین صبر ہو
صاحب تمہاری پائینتی میری بھی قبر ہو

یہ بین کرکے خاک پہ تڑپی بصد ملال
مٹی مین اٹ گئے وہ گندھے گیسوؤن کے بال

بانو پکاری غیر سے لو گود دولہن کا حال
باہر سے آئیں جلد شہنشاہ خوش خصال
شق ہو گیا ہے غم سے جگر ضبط خاک ہو
ایسا نہو کہ فاطمہ کبرا ہلاک ہو

فضہ نے شاہ دین کو خبر دی کہ آئیے
عباس بھی اور آپ بھی تشریف لائیے
لاشہ مراد والے سے نے کا اوٹھائیے
دولہا کو لیکے گنج شہیدان میں جائیے
سر پیٹتے ہیں آل پیغمبر کھڑے ہوئے
ماں ہیں دولہن کی جانکو لالے پڑے ہوئے

یہ سنکے آئے روتے ہوئے شاہ کربلا
ماں نے دولہن کو گود میں جلدی اوٹھا لیا
جا کر الگ زمین پہ بٹھایا بصد بکا
زینب نے سر پہ ڈالدی رنڈسالے کی ردا
دولہا کی ساس خاک پہ تھرا کے گر پڑی
جس جا تھی لاش ماں وہیں غش کھا کے گر پڑی

ہوش آیا جب تو روکے پکاری وہ دلفگار
بیٹا چلو سوار ہو جلدی یہ ماں نثار
باہر جنیز جا چکا اب کیا ہے انتظار
تیار کرو کھڑے ہیں شہنشاہ نامدار
کرلو سلام زینب گردون اساس کو
تسلیم کرلو آخری رخصت کی ساس کو

لو صاحبو قریب ہے اب تیسرا پہر
رخصت کرو کہ جائیں براتی سب اپنے گھر
ملنا جسے دولہن سے ہو ملے بچشم تر
بیچین مارے نیند کے ہے اب مرا پسر
جلدی سواریاں ہوں کہ عرصہ سوا ہوا
ڈیوڑھی پہ ہے دولہن کا محافہ لگا ہوا

بولی یہ روکے شاہ سے بانوئے خستہ تن
ہے ہے سلامی دے نہ سکی کچھ یہ بیوطن
دیجو تم اسکے بدلے اسے قیمتی کفن
شہ نے کہا کفن ہے یہی سرخ پیرہن
کھائینگے رنج دہوپ شہ کربلا کے ساتھ
چہلم کو دفن ہونگے یہ بیکس چچا کے ساتھ

فرماکے یہ جو رونے لگے شاہ خوش خصال
منہ بی بیوں نے ہاتھوں سے پیٹے بصد ملال
نعرے یہ تھے بلند کہ ہے ہے حسن کے لال
دیکھا گیا نہ شاہ سے اون مخدرون کا حال

تشریف گھر سے آپ لب دریا سے لے چلے	لاشہ اوٹھا کے حضرت عباس لی چلے
پھوپھیان تو بال کھولے ہوئے تہین ادہر ادہر چلاتی تہی کہ لٹ گیا لوگو حسن کا گھر	جاتی تہی مان جھکی ہوئی پیچھے برہنہ سر دو بی بیان دولہن کو سنبھالے تہین تو حر
بہنین لہو ملے ہوئی تہین روئے پاک پر	دولہا کا چھوٹا بہائی تڑپتا تھا خاک پر
فقفہ جو تھام لیتی تہی کہتا تھا وہ یتیم دل رو رہا ہے روح پہ ہے صدمۂ عظیم	تڑپین نہ کس طرح کہ جگر ہو گیا دو نیم جلدی کہین ہمین بہی اوٹھا لے بس ای کریم
ہے ہے شفیق بہائی جہان سے گذر گیا	سر پیٹو بیٹھنے دو کہ باپ آج مر گیا

جناب امام حسین کے بہائیون کی شہادت

اے محبان حسین۔ اوس دن اون ظالمان نابکار نے ایسی شرارت پر کمر باندہی تہی کہ بہانجون بہتیجون اور احباے باوفا کے بعد امام بیکس کے بہائیون کی نوبت آئی۔ حضرت قاسم کے بعد ابوبکر بن علی امام عالی مقام سے اجازت لے کے زنگو سدہارے۔ آپ بڑی شجاعت کے بعد اکیس زخم کہا کے قدامہ موصلی کے نیزہ سے شہید ہوئے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ عبداللہ بن عقبہ عنقری (غنوی) یا زجر بن بدر نخعی کے تیر سے جنت کو سدہارے۔

(۲) اونکے بعد حضرت عمر بن علی رخصت ہو کے میدان مین آئے اور بڑی کوشش اور جد وجہد کے ساتھ روضہ رضاے پروردگار مین داخل ہوئے۔ بعضون نے کہا ہے کہ جناب عمر بن علی جنگ کربلا مین موجود نہ تھے۔ علماے نسب اسی قول کو صحیح بتاتے ہین مگر مشہور یون ہی ہے کہ آپ کربلا مین شہید ہوئے۔

(۳) پھر حضرت عثمان بن علی رضی اللہ عنہ سبط نبی کی اجازت سے حرب بیکران کے بعد زید ابطحی کے ہاتھ سے زخم گران کہا کے باد اجل سے منطفی ہو گئے۔

(۸) اونکے بعد جناب عون بن علی جو ایک خوبصورت - زیبا سیرت - پاکیزہ نیت جوان تھے دشمنوں کی سپاہ کے قلب پر حملہ آور ہوئے - ابن الاحجار نے دو ہزار پیادہ و سواروں کے ساتھہ اونہیں گھیر لیا حضرت عون نے ذرا سی دیر مین اون سبکو درہم و برہم کرکے بھگا دیا اور جناب امام حسین کے پاس آئے - آپنے اونکی شجاعت کی بڑی تعریف فرمائی اور کہا کہ تم نہایت مجروح ہو گئے ہو خیمہ مین آرام کرو - حضرت عون نے عرض کی اے برادر بزرگوار - احمد مختار کے سامنے جانیکے لایق ہی میرا منہ رہنے دو - پھر پیاس سے یون ہی جان بلب ہون کب تک جیونگا مجھے تو جانے ہی دیجئے - امام ہمام بہت روے اور فرمایا کہ جناب امیر نے اپنی حیات مین اسپ ادہم تمہین دیا تھا اوسے کسوالو - پس وہ گھوڑا مکمل ہو کے آیا - آپ اوسپر سوار ہو کر میدان مین آئے - صالح بن سیار اونہین دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا - باعث اوسکی دشمنی کا یہ تھا کہ صالح جناب علی مرتضی کی خلافت کے زمانہ مین شراب سے مخمور محکمہ عالیہ مین گرفتار ہو کے آیا تھا جناب امیر نے حضرت عون کے ہاتھہ سے اسی تازیانہ اوسے لگوائے اوسی دن سے کینہ اوسکے سینہ مین جاگزین ہو گیا - انتقام کے لئے اوسنے فحش بکنا اور گالیان دینا شروع کیا - آپ اوسکی سفاہت سے غصہ مین آئے اور ایک ہی طعن نیزہ سے اوسے زمین پر گرا لیا - اوسکے بھائی بدر بن سیار نے اپنے بھائی کو اس خواری مین گرفتار دیکھہ کے جناب عون پر حملہ کیا اور برابر آکے گالیان دینے لگا - آپنے اوسکے سینہ پر نیزہ مارا جو پیچھے نکل آیا پھر ہزار سوار میمنہ کے اور ہزار میسرہ کے آپکے دائین بائین آگئے حضرت عون جدہر حملہ کرتے تھے میدان صاف ہو جاتا تھا - آخر الامر بڑی دلیری ظاہر فرما کے اور بہت سے زخم کھا کے خالد بن طلحہ کے نیزہ سے زمین پر آئے اور فرمایا "بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اے ابن رسول اللہ آپ ہی کے عشق مین دنیا مین آیا تھا اور آپ ہی کی وفا مین میدان آخرت کو جاتا ہون -

(۵) اب جناب جعفر بن علیؓ بھائیون کے غم سے سراسیمہ ہو کے امام حسینؑ کی اجازت سے میدان مین آے اور مردانگی اور جرأت ذوفرزانگی کی داد دیکر شہید ہوئے۔

(۶) سبکے بعد حضرت عبداللہ بن علی دیدۂ گریان اور سینہ بریان کے ساتھ شاہزادہ دوجہان کی خدمت مین آے اور عرض کی اے برادر معظم۔ بھائیون کی مفارقت مین دنیا سیاہ معلوم ہوتی ہے اجازت ہو کہ میدان کو جاؤن۔ جناب امام نے اونھین رنکا اذن دیا۔ آپنے ایک سو ستر آدمیون کو قتل کیا اور ہانی بن ثویب حضرمی کے ہاتھ سے زخمی ہو کے گھوڑے سے گرے اور درجات جنات کی طرف متوجہ ہوئے۔

(۷) شہادت جناب حضرت عباس بن حضرت علی رضی اللہ عنہما

جب حضرت عباس ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو علمدار حسینی تھے دیکھا کہ میرے بھائیون کا یہ حال ہوا تو سیل خون آنکھون سے بہاتے ہوئے جناب امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے اخی۔ علمداری تو میری قیامت کے دنپر گئی اب مجھے اجازت ہو حضرت امام عالی مقام نے رو کر فرمایا کہ میرے لشکر کی قوت تمھین سے تھی اب تم ایک ایک کر کے مجھے اکیلا چھوڑے جاتے ہو حضرت عباس نے عرض کی۔ اے فرزند رسول اللہ میری جان آپ پر سے قربان۔ دل میرا زندگی سے تنگ آگیا ہے۔ ان ظالمون نے آئینہ سینہ کو غبار آلود کر دیا ہے چاہتا ہون کہ اپنی داد ان ستمگارون سے لون اور اشقیاے کوفہ اور منکران شام کو تیغ انتقام سے جہنم روانہ کرون سب رفیق طریق اور عزیز و قریب ساتھ چھوڑ چھوڑ کر اپنی منزل مقصود کو سدہار گئے۔

	ہمچو نقش کف پا تام و نشانم باقیست	کاروانم ہمہ بگذشت ز میدان شہود

جناب امام نے فرمایا۔ خیر۔ اب جاتے ہی ہو مین جو کچھہ تم سے کہتا ہون اون سے کہدینا

تاکہ پھر حجت تمام ہو جاسے - اگر وہ تمہارا کہنا نہ مانین تو وان سے لڑائی شروع کر دینا - پس چند باتین اون سے فرما کے اجازت حرب دی حضرت عباس ہبار زنامدار و شجاع عالی مقدار تھے - قوت بازو حیدر کرار سے میراث مین پائی تھی اور معرکون اور مقاتلون مین کبھی کسی سے نہین ہٹے تھے مرکب تیز پا صبا رفتار پر تیغ مصری و سپر ملکی اور خود رومی پہنکے روانہ ہوئے -

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے	رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے	ہر قصر سلاطین زمن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھکے حیدر کے پسر کو	جبریل لرزتے ہین سمیٹے ہوئے پر کو

جب حضور میدان جنگ مین پہونچے تو عنان اسپ کھینچ لی اور فرمایا - اے قوم ستمگار - یہ سید و سردار و فرزند ستودہ پیمبر فرماتا ہے کہ تمنے میرے عزیزون - بہائیون اور ہوا دارون کو مار ڈالا - خون پاک بہت سے بزرگان دین اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمین پر بہا دیا اب مجھے اتنا پانی دیدو کہ میرے بچے اور عورتین پی لین اور پیاس اونکی بجھہ جاسے - میرا پیچھا چھوڑ دو تاکہ مین اپنے باقی ماندہ آدمیون کے ساتھہ روم یا ہندوستان کی طرف چلا جاؤن اور جزیرہ عرب اور ولایت حجاز کو تمہارے لیے چھوڑ دون - وعدہ کرتا ہون کہ فردا ے قیامت کو مین تمہیر نالشی نہ ہونگا تم جانو اور تمہارا خدا - وہ جو چاہے تمہارے ساتھہ کرے جس وقت جناب عباس نے یہ پیام جانسوز ان لوگون کے سامنے بیان کیا تو لشکر مخالف مین ہاے ہاے کا شور مچگیا - کچھہ لوگ خاموش ہو رہے اور کچھہ اول فول بکنے لگے - بعضے نہایت پشیمان ہوئے اور ایک گروہ زار و قطار رونے لگا - مگر شمر بن ذی الجوشن - شیث ربعی اور حجر بن الاحجار یہ تین آدمی سب آگے آن کھڑے ہوئے اور بولے - اے ابن ابو تراب - اپنے بہائی سے جاکے کہدو کہ اگر تمام روے زمین پر پانی ہی پانی ہو جاے تو بھی اوسمین سے ایک قطرہ ہم تمہین نہ دینگے - ہان اوس وقت

تم پانی پا سکتے ہو جبکہ یزید سے بیعت کر لو اور ابن زیاد کے مطیع و منقاد ہو جاؤ۔ جناب عباس اونپر نفرین کرتے ہوئے واپس آئے اور جواب اونکا امام ہمامؑ کی خدمت مین عرض کر دیا۔ حضور نے سر جھکا لیا اور آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ ناگاہ خیمہ سے فریاد و فغان کی آواز آئی اور صدائے العطش العطش آسمان تک پہونچی۔ حضرت عباس اہلبیت کی گریہ وزاری سنکر تڑپ گئے مشک کاندہے پر ڈال۔ نیزہ ہاتھ مین لے دریائے فرات کی طرف چلے۔ اور فرمایا کہ یا تو پانی لاؤنگا یا خود دریائے خون مین غرق ہو جاؤنگا۔

روایت ہے کہ چار ہزار آدمی فرات کے کنارہ پر محافظ مقرر تھے اونکے علاوہ دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار اوس یوم عشرہ کو متعین کر دئے گئے تہے کہ پسر ساقی کوثر کو پانی نہ پہونچنے پائے جسوقت حضرت عباس نے دریا کا رخ کیا یہ چار ہزار آدمی سد راہ ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ اے لوگو تم مسلمان ہو یا کافر۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہم مسلمان ہین۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ مذہب اسلام مین کب روا ہے کہ جنگلی جانور چرندے و پرندے کتے اور سوَر تو پانی پیئین لیکن فرزندان محمد مصطفےؐ اور جگر گوشگان فاطمہ زہراؑ پیاسے رہین۔ تمہین تشنگی قیامت کا بہی کچھ اندیشہ ہے یا نہین۔ اوسدن کی خجالت و ندامت کا تم کچھ بہی خیال نہین رکھتے خود فرات کے کنارہ پر سیراب پڑے رہتے ہو مگر تشنگان صحرائے کربلا کی خبر نہین لیتے۔ جب اون محافظون نے یہ باتین سنین تو اون مین سے پانچسو پیادون نے حضرت عباس پر حملہ کیا۔ آپنے سپر سامنے کر کے اور نیزہ گھوڑے کے کانپر رکھہ کے اونکا مقابلہ کیا۔ اونمین سے اسی آدمیون کو مار گرایا۔ باقی سب بہاگ گئے۔ حضرت عباس نے آگے بڑھکے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالدیا۔ اتنے مین سوارون نے وہان پہونچکے جنگ کا قصد کیا۔ حضرت عباس گھوڑے کو للکار کے دریا سے باہر آگئے۔ رجز پڑھنے لگے اور اونپر حملہ کیا۔ لوگ اونکے شمشیر و نیزہ کے خوف سے پھر بہاگے۔ آپنے دوبارہ گھوڑا دریا مین ڈالا۔ سوارون نے

پھر ل نہلا کے اونپر حملہ کیا۔ جناب عباس نے نیزہ کو تو پانی مین پھینکا اور تلوار کھینچ کے باہر آگئے جسطرف جھک پڑتے تھے اچھے اچھے بھاگتے نظر آتے تھے یہانتک کہ لب دریا سے اونکی عملداری اور قبضہ بالکل اوٹھادیا۔ مشک کو پُرآب کر کے چاہتے تھے کہ پانی نوش فرمائین مگر تشنگی حسین جو یاد آئی تو آنسو ٹپک پڑے بچون کی پیاس پر زار قطار روتے ہوئے پیاسے ہی دریا سے باہر نکل آئے اور مشک شانہ مبارک سے لٹکائی۔ سوار و پیادون نے راستہ گھیر لیا۔ آپ اونکے ساتھہ مشغول پیکار ہو گئے۔ ناگاہ نوفل بن ارزق نے بیخبری مین پیچھے سے آکے تلوار آپکے دستِ راست پر ماری کہ ہاتھہ بدن سے جدا ہو گیا۔ پھر بھی آپنے جز پڑھی جسکا ایک شعر یہ ہے

والله لو قطعتم يميني	لاحمين صابرا عن ديني

ترجمہ اوسکا کسی اوستاد نے فارسی نظم مین یون کیا ہے۔

اگر کاست دشمن ز من دست راست	زدین و ز مریدیم چیزے نکاست
زخم تیغ و نندیشم از مرگ ہیچ	کہ بے آب برگشتن از من خطاست
اگر آب یابم وگر نہ کنون	سر اندر سر آب کردن رواست

حضرت عباس نے سیدہے ہاتھہ کے ضایع ہو جانے پر جوش مردانگی سے کچھہ خیال نہ کیا اور مشک کو اولٹے کندہے پر ڈال لیا۔ افسوس صد ہزار افسوس ظالمان تیرہ بخت نے دست چپ کو بھی الگ کر دیا آپنے مشک دانتون سے پکڑلی اور رکاب سے دشمن کو پہلو سے دور کر دیا۔ ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا اور سارا پانی بہگیا حضرت عباس نے حسرت سے آسمان کی طرف دیکھا اور بولے۔ یا الٰہی معلوم نہین۔ تیری کیا حکمت ہے کہ پانی ہم پیاسون کے حلق تک نہین پہونچنے پاتا۔ اوسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے جگر بند مرتضیٰ۔ بہشت کے شربت تمہارے لئے تیار ہین اس پانی کو پیکر کیا کرو گے۔

غرضکہ جناب عباس کو دو زخم سخت تو لگ ہی چکے تھے پانی بہجانے سے دل آپکا بیٹھہ گیا اور گھوڑے سے زمین پر گر کے پکارے یا اخا ادرک اخاک یعنی اے بہائی دوڑو اور اپنے بہائی کو سنبھالو۔ امام حسین کے گوش مبارک مین جو یہ آواز پہونچی ایک آہ سوزناک دل سے کھینچی اور سر پیٹ لیا کہ زمین ہلگئی۔

بہت سی کتب سیر مین مسطور ہے کہ جناب امام عالیمقام نے حضرت عباس کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا والآن انکسر ظهری وقلت حیلتی یعنی اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میرا کوئی مددگار نرہا۔

برفت آن ماہ ومن بیچارہ گشتم	زکوئے خوشدلی آوارہ گشتم

روایت ہے کہ جسوقت رن سے حضرت عباس کی آواز آئی ہے جناب محمد بن انس شاہزادہ کونین کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ امام مظلوم وسید معصوم کی گریہ وزاری دیکھکے پاپیادہ چلدیے اور جناب عباس کی لاش پر پہونچے۔ دیکھا کہ خاک وخون مین تڑپ تڑپ کے آپنے جان دی ہے حضرت محمد نے اونکی لاش پر گر کے شور وشیون آغاز کیا اتنے مین بہت سے پیادے وسوار ادہر اودہر سے جمع ہوئے اور ایکبارگی حملہ کر کے تیرہ کے سرون سے اون کے اعضا پارہ پارہ کردئے اور گوشت تک کی تکا بوٹی کر کے لے گئے۔

چلاّئے گر کے لاش پہ شبیر نامدار اس نزع مین بھی تھا تمہین بہائی کا انتظار	بہیا تمہاری نرگسی آنکھون پہ مین نثار آنکھین پہرا کے ڈہونڈھتے ہو مجھکو بار بار
شاید زبان ہی بند جو لب کھولتے نہین	روتے ہوئے ہم آئے تو اب بولتے نہین
مرجائیگا حسین برادر جواب دو اب جان بلب ہے سبط پیمبر جواب دو	اے میرے نوجوان مرے صفدر جواب دو اے نور چشم ساقی کوثر جواب دو
لکنت زبان خشک کو ہی تشنہ کام ہین	بہیّا تمہارے سر کی قسم ہم تمام ہین

سُنلو تمہین دیا ہے سکینہ نے کچھہ پیام
ایسا نہو کہ یان چلی آوے وہ تشنہ کام
جنبش ہوئی لبون کو بھتیجی کا سنکے نام
کی عرض اب غلام کی رخصت ہے یا امام
قدمون پہ آنکھین ملنے کو دل بیقرار تھا
مولا کے دیکھنے کا فقط انتظار تھا

منہ رکھکے منہ پہ کہنے لگے شاہِ خوشخصال
کیون چپ ہوئے کچھہ اور کہو اپنے دلکا حال
ان سوکھے سوکھے ہونٹونپہ صدقہ علی کا لال
بھیا مدد کو آئے ہین اب شیرِ ذوالجلال
رخ کیون ہے زرد کون سی ایذا گذرتی ہے
کیون دمبدم کراہتے ہو کیا گذرتی ہے

گودی مین ہے مری دمِ آخر تمہارا سر
اور پائینتی جوان بھتیجہ ہے نوحہ گر
گذرے گی ہم پہ جو تمہین اوسکی بھی ہے خبر
سینہ پہ ہوگا تیغ لئے شمرِ بدگہر
شمشیر حلق خشک پہ چلتی ہے کسطرح
دیکھین ہماری جان نکلتی ہے کسطرح

یہ بات سنکے نزع مین عباس تھرتھرائے
قطرے لہو کے آنکھون سے عارض پہ بہکے آئے
دو بار سر پٹک کے پکارے کہ ہائے ہائے
پُرخون دہن حسین کے قدمونکے پاس لائے
ہچکی کے ساتھہ موت کا خنجر بھی چلگیا
سر پاؤن پر دھرا رہا اور دم نکل گیا

اکبر نے عرض کی کہ چچا جان مر گئے
جھک کر پکارے شاہ کہ بھیا کدھر گئے
منہ تو اوٹھاؤ خاک سے رخسار بھر گئے
واحسرتا حسین کو بے آس کر گئے
اب کون دیگا دکھہ مین بنی کے پسر کا ساتھہ
دم بھر مین تم نے چھوڑ دیا عمر بھر کا ساتھہ

اے میرے شیرِ صف شکن اے میرے نوجوان
پاؤن گا تمسا چاہنے والا مین اب کہان
شیرِ خدا کا آج جہان سے مٹا نشان
تمکو حسین جانتا تھا اپنے تن کی جان
تیغون مین اب سپر نہین بھائی کی ہوتے ہو
بازو کٹائے شیر سے دریا پہ سوتے ہو

آتے ہی بہا گئی تھی ترائی کی جا تمہین
اللہ کیا پسند تھی یان کی ہوا تمہین

بخشی خدا نے قبر ہی سب سے جدا تمہین
آخر وہی ہوا کہ جو منظور تھا تمہین ؁

اتنی جگہہ کیواسطے بچھڑے حسین سے
بہیا ہوا سے سر دین اب سوؤ چین سے

قسمت مین ہے کہ دہوپ ہو جنگل کی اور ہم
کیا تفرقہ دکھایا ہے گردون نے ہے ستم

کیا خوب ہو اگر یہین سے نکلے ہمارا دم ؁
الفت یہ چاہتی ہے کہ قبرین بہی ہون بہم

روئین سرہانے بیٹھکے جو سوگوار ہون
ہم دونون بہائیون کے برابر مزار ہون

آئی صداے حضرت خاتون کردگار
ہے ہے جہان سے اوٹھگیا ایسا وفا شعار

اے میرے لال تیرے تڑپنے کے مین نثار
میرا پسر ہے آج سے عباس نامدار

بٹیا بلائین لاشکی لینے کو آئی ہون
پرسا تمہارے بہائی کا دینے کو آئی ہون

واری تم اب یہ مشک و علم لے کے جاؤ گھر
ایسا نہو نکل پڑے زینب برہنہ سر

چلاّے تب یہ رو کے شہنشاہ بحر و بر
امان کمر تو ٹوٹ گئی جائین اب کدہر

ہم مر گئے کہ خلق سے بہائی گذر گیا
بازو ہمارا تہا مئنے والا تو مر گیا

اکبر سے پہر کہا کہ علم خاک سے اوٹھاؤ
پُرخون یہ مشک خیمۂ عصمت مین لیکے جاؤ

بیوہ ہوئی چچی اوسے پرسا دو خاک اوڑاؤ
بیٹا چچا کے بچون کو جا کر گلے لگاؤ ؁

پوچھین جو سب کہ سبط پیمبر کدہر گئے
کہدیجو کہ بہائی کے لاشہ پہ مر گئے

اکبر یہ شہ سے سنکے جو روے پکار کا
تڑپے اک آہ کر کے شہنشاہ کربلا

ناگاہ آئی در سے سکینہ کی یہ صدا
بابا مین اب نکلتی ہون گھر سے برہنہ پا

روتے ہین آپ کیون مرے عمو کدہر گئے
حضرت نے دی صدا کہ جہان سے گذر گئے

فرماکے یہ زمین سے اوٹھے شاہ انس و جان
روکر علم سے باندہی وہ مشک خون چکان

پہونچے حرم سرا کے جو نزدیک ناگہان
سر پیٹکے سکینہ نے تب یہ کیا بیان

اندھیر ہے جہان مجھے کچھ سوجھتا نہین — ہے ہے علم تو آیا ہے میرے چچا نہین

ڈھونڈھون کہان مین ای مرے عمّو کدھر گئے — مجھکو پتا دیا نہ وہان کا جدھر گئے
دریا سے مشک بھیجدی اور خود گذر گئے — پانی پیا نہ۔ تشنہ دہن کوچ کر گئے
شانے کٹے تھے مشک بھی تیغون سے کٹ گئی — وہ کیا کرین ہماری ہی قسمت اولٹ گئی

غل پڑگیا کہ شہ کے علمدار ہاے ہاے — اے نور چشم حیدر کرّار ہاے ہاے
اے ابن فاطمہ کے مددگار ہاے ہاے — اے فوج شہ کے جعفر طیّار ہاے ہاے
چھوٹے سے ہاتھ رکھکے دلِ دردناک پر — دے مارا سر کو بالی سکینہ نے خاک پر

حضرت نے لاکے گاڑ دیا صحن مین علم — اور گر پڑے زمین پہ شہنشاہِ باکرم
سب سے کہا کہ جینے نہ دیگا ہمین یہ غم — جن سے جدا نہوتے تھے کھو آئے اونکو ہم
پوچھو ہمارے دل سے مصیبت جدائی کی — بھائی ہی جانتا ہے محبت کو بھائی کی

بھائی سے ساتھ بھائی کا چھوٹا ہزار حیف — چھوڑا نہ پھل نہ پھول نہ بوٹا ہزار حیف
بازو مرا قوی تھا سو ٹوٹا ہزار حیف — امت نے میرے باغ کو لوٹا ہزار حیف
فریاد ہے لعینون نے ہم پر ستم کیا — تیغون سے سروِ باغ علی کو قلم کیا

زیر علم تھا زوجۂ عباس کا یہ حال — ماتھا بھرا تھا خاک سے بکھرے ہوئے تھے بال
چلاتی تھی یتیم ہوئے میرے دونون لال — دنیا سے کھو گئے مجھے عباس خوشخصال
ہے ہے علی کا نور نظر مجھسے چھٹ گیا — مین رانڈ ہو گئی مرا اقبال لٹ گیا

ناگہ صدا علی کی یہ آئی کہ اے بہو — زانو پہ تھامے سر عباس نیک خو
آئی ہے تیرے پرسے کو زہرا کشادہ مو — بی بی لیے ہے حسین کو رو کر رولا نہ تو

شہادت حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اب جناب امام ہمام کے صرف تین فرزند رہگئے - علی اکبر - زین العابدین اور علی اصغر جنکا اصلی نام عبداللہ تھا - اونہین کے باعث سے حضور کی کنیت ابا عبداللہ مشہور ہوگئی تھی -

جب جناب امام نے دیکھا کہ میرے یاران وفادار اور عزیز و اقربا و خویش سب شہید ہو گئے تو خود سلاح جنگ جسم مبارک پر سجے اور ارادہ لڑنیکا کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے - اوسیوقت جناب علی اکبر قدمونپر آکے گرپڑے اور رو رو کے عرض کی - بابا جان - وہ گھڑی خدا نہ لائے جو مین آپکے بعد ایک دن تو کیا ایک ساعت بھی زندہ رہون - آپ ان ظالمون مین مجھے تن تنہا چھوڑے جاتے ہین ایسا تو نہ کیجیے - آپ اتنا توقف کرین کہ مین اپنی جان حضور پر نثار کرلون اور اپنے دل پرخون کو ان کمینون کے قتل سے خوش کرون - سب یار و آشنا خویش و بیگانہ - بھائی بھتیجے اپنے اپنے مقام مقصود کو چلے گئے - ایک مین ہی باقی رہگیا ہون مجھے بھی اجازت ہو کہ اونکی پاس پہونچون اب یہان رہکر کیا کرونگا -

نہ شگفتے ز گل و نے خراش از خارے		درین چمن بچہ دل خوش کند گرفتارے

یہ بات جب مشہور ہوئی تو حرم امام حسین اور حضور کی بیٹیان اور بہنین خیمون سے نکل نکل کے حضرت علی اکبر کے پیرون پر آن پڑین اور مصر ہوئین کہ ہم تمہین میدان جنگ مین نہ جانے دینگے جناب امام عالیمقام بھی کسی طرح اونہین اجازت نہین دیتے تھے حضرت علی اکبر زار و قطار روتے تے اور تضرع و زاری کرتے تھے اور والد بزرگوار کو سخت قسمین دلا رہے تھے -

وقصہ مختصر بیٹے کی گریہ و زاری سے امام حسین مجبور ہو گئے اور اپنے ہاتھون سے سلاح جنگ حضرت علی اکبر کے جسم نازنین پر آراستہ کئے - جناب امیر کی چمڑہ کی پیٹی کمر سے لگائی - مغفر نولادی سر پر رکھا اور گھوڑے پر سوار کردیا - مان بہنین آکے رکاب اور لگام سے چمٹ گئین اور

آنسوؤن کے بجاے خون آنکھون سے بہانے لگین۔ جناب امام نے سبکو سمجھا دیا کہ اب لڑکے کو نہ روکو۔ موت اسکے سر پر سوار ہوگئی یہ کسی طرح نہ مانیگا۔

پس حضرت علی اکبر سب سے رخصت ہو کے میدان مین آے۔ واضح ہو کہ اوسوقت اونکی عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی۔ صورت اور سیرت رسول خدا سے نہایت مشابہ تھین۔ اہل مدینہ پر جب شوق لقاے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہوتا تو علی اکبر کی صورت آکے دیکھہ لیا کرتے تہے۔ جب شوق استماع کلام سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا تو شاہزادہ عالی قدر سے باتین کر لیتے تھے۔ لشکر مخالف نے وہ جمال جہان آرا دیکھکے ابن سعد سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کس سے تو نے اسوقت ہمارا پالا ڈالا ہے۔

این کیست سوارہ کہ بلاے دل و دین است	صد خانہ برانداختہ در خانہ زین است
ماہیست درخشندہ چو بر پشت سمند است	سرو یست خرامندہ چو بر روئے زمین است

ابن سعد نے جو نظر اوٹھا کے آپکو اسپ عقاب پر دیکھا تو بولا کہ یہ حسین کا بڑا بیٹا ہے اسے بالکل جناب رسالت پناہ کی تصویر سمجھو۔ اوسوقت شاہزادہ والا تبار نے پانچ شعر بطور رجز کے پڑہے جنمین سے ایک یہ ہے۔

انا علی بن حسین بن علی	نحن و بیت اللہ اولی بالنبی

روایت ہے کہ ہر چند حضرت علی اکبر نے مبارز طلب کیا مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ آخرش شہزادہ نے خود میمنہ و میسرہ و قلب و جناح کی خوب ہی خبر لی۔ لوگ الامان الامان پکارنے لگے بعد ازان ڈر سے بھاگنا شروع کیا۔ جناب علی اکبر نے باپ کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کی یا ابتاہ ذبحنی العطش واثقلنی الحدید فھل الی شربۃ ماء من سبیل یعنی اے پدر بزرگوار تشنگی مجھے ہلاک کیے ڈالتی ہے اور ان ہتیارون کا لوہا مجھے بہت تکلیف دیتا ہے پانی کے ملنے کی کوئی

بھی صورت ہو سکتی ہے۔ اے ابّا جان۔ اگر پانی مجھے ملجائے تو ان بد سرشتون کو اسی وقت
مین زمین کا پیوند کر سکتا ہون۔ جناب امام حسین بیٹے کا یہ کلام سُنکے بہت روے اور اپنے
پاس بلا کے میدان کی خاک سے اونکے چہرہ اور لب ودہن کو پاک کیا اور انگشتری رسول خدا کی
اونکے منہ مین رکھدی حضرت علی اکبر نے اوسکے چوسنے سے بہت تسکین حاصل کی اور پھر نکو سدہارے
اب جو ہمارے شاہزادہ نے مقابل طلب کیا تو ابن سعد نے طارق بن شیث کو حکم دیا کہ
تو جا اور ابن حسین کو ٹھکانے لگا مین رقہ اور موصل کی حکومت ابن زیاد سے تجھے دلوا دونگا۔
طارق بولا۔ اگر مینے فرزند رسول اللہ کو قتل بھی کیا اور تو نے اپنا وعدہ وفا نہ کیا تو مین کیا کر سکتا
ہون ابن سعد نے قسم کھائی اور بولا۔ لے۔ مین اپنی یہ انگوٹھی تیرے پاس رہن رکھتا ہون
اسے حفاظت سے رکھیو۔ طارق نے وہ انگوٹھی لے کے اپنی اونگلی مین ڈال لی اور موصل
ورقہ کی حکومت کے لالچ سے جناب علی اکبر کے سامنے آیا۔ اور نیزہ مارا۔ جناب علی اکبر نے اوسے
رد کر دیا پھر آپنے جو نیزہ لگایا تو دو بالشت پیٹھ سے پار ہو گیا طارق گھوڑے سے گرا اور
آپنے اپنے گھوڑے سے اوسے روند ڈالا یہانتک کہ تمام اعضا اوسکے گھوڑے کے سم سے
چور ہو گئے پھر اوسکا بیٹا عمرو بھی آپکے سامنے آکے باپ کے پاس چلدیا۔ اوسوقت دوسرا بیٹا
طلحہ بن طارق باپ اور بھائی کے غم مین آگ بگولہ ہو کے مقابل ہوا اور فوراً حضرت علی اکبر کا
گریبان پکڑ کے چاہا کہ گھوڑے سے گرا لے مگر آپنے ہاتھ بڑہا کے اوسکی گردن پکڑ لی اور اسطرح
مروڑی کہ دم فنا ہو گیا پھر زمین پر دے ٹپکا۔ دونون لشکرون مین غل مچگیا اور دشمنون نے
خوف سے بھاگنا شروع کر دیا۔
ابن سعد یہ حالت دیکھکے سہم گیا اور مصراع بن غالب سے بولا کہ تو جا کے اس جوان ہاشمی
کو مار ڈال۔ مصراع نے آتے ہی نیزہ چلایا آپنے اوسکا وار خالی دیکے نیزہ کو قلم کر دیا۔ مصراع چاہتا تھا

کہ تلوار ہاتھہ مین لے مگر آپنے مہلت ندی اور خدا کا نام لیکر ایسا ہاتھہ سر پر مارا کہ بیچ مین سے دو ہو گئے۔ ابن سعد نے محکم بن طفیل اور ابن نوفل کو ہزار ہزار سوار دیکر علی اکبر کے سامنے بھیجا۔ ان لوگون نے آتے ہی اکبارگی حملہ کردیا۔ علی اکبر نے ایک ہی ہلہ مین رگید کے اونکو قلب تک بھگا دیا پھر جناب امام کے پاس آکر بولے۔ وا ابتاہ العطش العطش جناب حسین کا کلیجہ بیٹے کی فریاد سے ہلگیا اور فرمایا۔ بیٹا۔ صبر کر۔ دمبدم حوض کوثر تجہسے قریب ہوتا جاتا ہے خوب سیراب ہو کے پی لیجیو۔ حضرت علی اکبر اس مژدہ سے نہال ہوکر پھر میدان مین آے۔ اعداء نے یمین و یسار سے ایک دفعہ ہی آپ پر حملہ کر کے سخت مجروح کردیا۔ ابن نمیر کے نیزہ یا منقذ بن مرہ عبدی کی تلوار کے زخم سے آپ زمین پر گر کر پکارے کہ بابا جان۔ جلد اس پادر افتادہ کی خبر لو۔ جونہی یہ آواز دردناک امام ہمام کے کان مین پہونچی آپ دوڑے ہوے گئے اور لاش لا کے در خیمہ پر رکہدی اور سر گود مین لیکر فرمایا۔ اے فرزند ارجمند واے آرام دلِ دردمند۔ مان باپ سے ذرا تو باتین کرلو اوس شہید خنجر بیداد نے آنکھین کھولین اور سر اپنا آغوش پدر مین پایا۔ دیکھا کہ مان بہنون نے ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ اشارہ سے کہا کہ خاموش رہیے سب چپ ہو گئے تو کہنے لگے۔ بابا جان مین اچھی طرح سے دیکھتا ہون کہ آسمان کے دروازے کھولدئے گئے ہین اور حورین شربت کے جام ہاتھون مین لئے میری طرف اشارہ کر رہی ہین۔ اتنا کہا اور آنکھین بند کر لین۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب لشکر اعداء نے علی اکبر کو نرغہ مین کر لیا تو آپ باپ کی نظر سے غائب ہو گئے۔ جناب امام کے دل کا چین جاتا رہا اور علی اکبر علی اکبر پکارتے ہوے فوج مخالف کی طرف چلے۔ ناگاہ کان مین یہ صدا آئی۔ یا ابتاہ ادرکنی ادرکنی آپ اوسی طرف چلے اور پکارے بیٹا علی اکبر۔ کدہر ہو کہ دوسری سمت سے سنائی دیا۔ ادرکنی یا ابتاہ پھر پیچھے سے ہی آواز آئی آپ نہایت حیران ہوئے باعث اسکا یہ تھا کہ منقذ نے آپکے سر کو زخمی کر کے آنکو گھوڑے سے

گرانا چاہا تھا لیکن آپنے کمال جوانمردی سے اپنے کو سنبھالا اور گھوڑے کے ایال پکڑ کے باگ اوسکی چھوڑ دی تھی۔ گھوڑا آپکو امام حسین کے خیمہ کی طرف لیکر بھاگا علی اکبر تھوڑی دور جا کر زمین پر گر پڑے اور گھوڑا پھر میدان کو چلا۔ جب امام حسین نے باوجود آواز دینے کے جواب نپایا تو بیتاب ہوگئے اور لشکر کی صفین چیرتے ہوئے بہت دور تک چلے گئے اور میدان جنگ مین ہی چارون طرف ڈھونڈ ہا لیکن گوہر مقصود کا پتا نملا۔ ناگاہ جناب امام کے گھوڑے نے لشکر اشرار سے نکلکر جنگل کی راہ لی۔ حضور ہرچند روکتے تھے مگر وہ نہ رکتا تھا۔ یکایک راہ مین علی اکبر کا گھوڑا نظر پڑا۔ اوس گھوڑے نے امام حسین کے مرکب کو ہوا مین بھرے دیکھکر اوسکا ساتھہ دیا اور دونون بیزبانون نے رحم کھا کے غمزدہ باپ کو بیٹے کی لاش پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ آپ اونہین اسپ عقاب کی پشت پر باندھکے در خیمہ پر لے آئے۔ ماں بہنون نے صف ماتم بچھا کے شور گریہ وزاری آسمان تک پہونچایا۔ غمزدہ صاحب اولادون سے انصاف طلب ہے کہ اوسوقت امام بیکس کے دل حزین پر کیا گذر رہی ہوگی۔

چلاّئے روکے شاہ کہ مرجائے گا پدر سینہ سے دونون ہاتھہ اوٹھائے جو نونہین تر	دیکھون تو کیسا گھاؤ ہے اے غیرت قمر دیکھا کہ پسلیون سے ہے نکلا ہوا جگر
تھرائے ہاتھہ پانوٴن لہو تن کا گھٹ گیا	صدمہ ہوا کہ شہ کا کلیجہ اولٹ گیا
چھاتی کو پیٹ پیٹ کے رونے لگے جو شاہ دو تین بار آئی صدا یہ کہ آہ آہ	آنکھون کو پھیر پھیر کے تڑپا وہ رشک ماہ بس مرگئے۔ حسین کا گھر ہوگیا تباہ
دولت لٹی تمام امام دلیر کی	کاندھے پہ لاش لیکے چلے آئی خیر کی
پہونچے قریب خیمہ جو کرتے ہوئے بکا شہ نے لٹا کے خاک پہ میت کو دی صدا	زینب بھی اور بانو بھی دوڑین برہنہ پا ماتم کرو کہ مرگئے ہمشکل مصطفےٰ

سر پیٹو خاک اوڑاؤ تن پاش پاش کر — رولو نہین تو رو دیو پھر مری لاش پر

بنتِ علی نے زخم جگر پر جو کی نظر — بس گر پڑی کلیجہ پکڑ کے وہ نوحہ گر
چھاتی پہ ہاتھ مار کے ٹپکا زمین پہ سر — بانو پکاری لٹ گیا غربت مین میرا گھر
مان سے چھڑا کے لیگئی موت اس دلیر کو — لو آکے رو لو بی بیو اب میرے شیر کو

تم سبکو حسرتین تھین بڑی انکے بیاہ کی — لو آئی چاند سی دولھن اس رشک ماہ کی
غش ہو گیا ہے دولہا کو گرمی سے راہ کی — پوشاک سرخ جسم مین ہے قتل گاہ کی
پروان چڑھ کے آئے یہ شادی بڑی ہوئی — زخمون کی بدھی دیکھو گلے مین پڑی ہوئی

سب بی بیان نکل پڑین کرتی ہوئین فغان — خاک عزا تھی بالون پہ اور لب پہ یہ بیان
ہے ہے شبیہ ختم رسل ہائے نوجوان — بہنین پکارتی تھین کہ بھیا گئے کہان
دیکھا جو مانکو خاک بسر چھاتی پھٹ گئی — لاشہ سے آکے بالی سکینہ لپٹ گئی

چلائی مان ہٹو مجھے لاشہ پہ رونے دو — اس برچھی کھائی چھاتی پہ قربان ہونے دو
اب جی کے کیا کرونگی مجھے جان کھونے دو — شب بھر پدر کے ساتھ یہ جاگے ہین سونے دو
وہ کہتی تھی کہ اشک نہ کیونکر بہاؤن مین — بھیا مجھے گلے سے لگالین تو جاؤن مین

مان کہتی تھی صدا تمھین بی بی ستائے کون — ہنس ہنس کے کون بات کرے مسکرائے کون
چھاتی سے خون بھری ہوئی باہین اوٹھائے کون — بیجان پڑے ہین تمکو گلے سے لگائے کون
جائینگے اب یہ قبر مین سونیکے واسطے — یہ مان رہیگی بیٹھے رونے کیواسطے

ہے ہے شباب لٹ گیا یوسف جمال کا — جنگل مین باغ اوجڑ گیا زہرا کے لال کا
دل چھد گیا سنان سے میرے نونہال کا — ہے ہے ریاض لٹ گیا اٹھارہ سال کا
گل سے یہ گال تیغون سے صد چاک ہو گئے — اب بلبلون کی حوصلے سب خاک ہو گئے

کیسا یہ سال تہر کا آیا کہ مر گئے ٭ کیسا یہ گھاؤ سینہ پہ کھایا کہ مر گئے
سبزہ نمود ہونے نہ پایا کہ مر گئے سہرہ بھی بیاہ کا نہ دکھایا کہ مر گئے
مقتل سے موت خاک پہ تڑپا کے لیگئی ہے ہے تمہین عروسِ اجل آکے لیگئی

ماں صدقہ جائے ہائے علی اکبرِ جوان تم مر کے آئے ہائے علی اکبرِ جوان
جینے نہ پائے ہائے علی اکبرِ جوان خون مین نہائے ہائے علی اکبرِ جوان
صدقہ گئی یہ حال دمِ جنگ ہوگیا سینہ بھی گورے گالونکا گلرنگ ہوگیا

یہ کہکے سر زمین پہ جو مارا بصد ملال شق ہوگئی جبین ہوئے عارض لہو سے لال
غش آیا ہاتہ پانوئن ہوئے سر و جی نڈھال دیکھا گیا نہ شاہ سے بیکس بہن کا حال
یوسف کو اپنے قتل کے میدان مین لیگئے لاشہ اوٹھا کے گنج شہیدان مین لیگئے

جب خاک پر لٹا چکے لاش پسر امام ٭ تا دیر روئے اور یہ زمین سے کیا کلام ٭
مین ابنِ بوتراب ہون مظلوم و تشنہ کام اور ہے اونہین کا لختِ جگر یہ مہِ تمام
ایذا نہ دیجیو کہ مرا گلعذار ہے برچھی کے پھل سے اسکا کلیجہ فگار ہے

حسرت زدہ جہان سے اوٹھا ہے یہ حسین سن سنکے اسکا واقعہ روئین گے مومنین
تیغون سے پاش پاش ہے سب جسم نازنین رکھیو یہ احتیاط سے دامن مین ای زمین
اٹھارہ سال کی ہے یہ دولت حسین کی اب ہے ترے سپرد امانت حسین کی

شعر
اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار این نورِ چشم ماست کہ در بر گرفتہ

شہادت جناب علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب جناب امام مظلوم نے دیکھا کہ اب کوئی یار و مددگار نہ رہا اور مخدرات حجرات عصمت و طہارت نے خیمہ مین نغان و شیون برپا کر رکھا ہے تو فرمایا کہ اے پردگیان حرم نبوت خاموشی

اختیار کرو اور صبر و شکیبائی کو اپنا شعار بناؤ۔ بلا مین جزع کرنا موجب محرومی ثواب اور صابرونکا مرتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک بیرون از حساب ہے۔ پھر سکینہ کو گلے لگایا اور اپنی بہنوں سے کہا کہ میری بالی سکینہ عنقریب یتیم ہونے والی ہے۔ کبھی اس سے چلّا کے نہ بولنا اور ہر وقت اسکی خاطر ملحوظ رکھنا کیونکہ یتیم کا دل بہت نازک ہوجاتا ہے میرے بعد سر برہنہ نکرنا اور چہرہ پر تپانچے نہ مارنا۔ نہ منہ اور سینہ پٹینا نہ کپڑے پھاڑنا۔ ہان تمہاری بیکسی و غربت اور مظلومیت رونے کی مانع نہین ہے میرے بعد تم طرح طرح کے آلام و مصائب مین گرفتار ہوگے۔ یہ فرماکر امام مظلوم گھوڑے پر سوار ہو رنکے عازم ہوئے۔ ناگاہ خیمہ سے خروش عظیم سنائی دیا۔ آپنے سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ علی اصغر فرط تشنگی سے ایڑیان رگڑ رہے ہین۔ فرمایا کہ اونکو میرے پاس لاؤ حضرت زینب نے لاکر گود مین دیدیا حضور ادنہین اپنے آگے رکھے ہوئے صف اعداء کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ اے قوم پُر جفا۔ اگر گنہگار ہے تو تمہارے زعم مین یہ حسین ہے اس طفل شیرخوار نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ اسکو تو ایک گھونٹ پانی کا دیدو اسکی ماںکا دودہ اس گرمی مین ہوکہ پیاس سے خشک ہوگیا ہے۔ ہائے افسوس۔ اون سنگدلون کو ذرا بھی ترس نہ آیا بلکہ حرملہ بن کاہل نامرد نے اوسکے جواب مین ایک تیر مارا جو معصوم کے گلے کو چھیدتا ہوا جناب امام کے بازو مین پیوست ہوگیا۔ حضور نے یاس سے آسمان کی طرف دیکھا اور تیر کو باہر نکالا۔ تیر کا نکالنا تھا کہ خون کا فوارہ معصوم کے گلے سے چھوٹنے لگا۔ آپ اوس خون کو دامن پاک مین لیتے تھے زمین پر گرنے نہ دیتے تھے آخر خیمہ کا رُخ کیا اور شہربانو سے فرمایا کہ اپنے بچہ کو لو اب یہ آب پیکان سے سیراب ہو آیا ہے تم سے پانی نہ مانگیگا۔

رُکی جو سانس تو چلّا سے اصغرِ مہرو	تڑپ کے کھولدیا منہ ٹپک پڑے آنسو
دہن سے دودہ بہا حلقِ نازنین سے لہو	ہلال بنگیا خون کی شفق مین طوق گلو

دکھائی شکل اجل نے تو ڈر گئے اصغر
لپٹ کے باپ کی چھاتی سے مر گئے اصغر

پھرے وہاں سے جو لاشہ لیئے ہوئے شبیر
کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ سر ننگے بانوئے دلگیر
قریب آکے یہ چلائے شاہ عرش سریر
سدہارے اصغر بے شیر کھا کے حلق پہ تیر
ہمارا ماہ لقا خون میں بھر گیا بانو
تڑپ تڑپ کے یہ معصوم مر گیا بانو

پکاری کوکھ پکڑ کے وہ بیکس و بے پر
یہ کسکا نام لیا اے امام جن و بشر
چھری سی دل پہ لگی مر گئی یہ خستہ جگر
جہان سے اوٹھ گیا اسکا یہ نامراد پسر
بتاؤ تیر ستم کس پہ چل گیا صاحب
یہ کیا کہا کہ کلیجہ نکل گیا صاحب

لہو میں ڈوب گیا میرا ہنسلیوں والا
وہ سو رہا ہے جسے راتوں کو جاگ کر پالا
نکل پڑوں گی کلیجہ سے اب تہ و بالا
یہ خون بھرا ہوا دامن ہے اسپہ کیوں ڈالا
یہ شرم کیسی ہے للہ بولیئے صاحب
مرے پسر کا ذرا منہ تو کھولیئے صاحب

اوٹھایا منہ سے جو بچہ کے شاہ نے دامن
لہو میں سرخ تھا گل کی طرح وہ رشک چمن
انگوٹھا ہونٹوں پہ تھا اور کھلا ہوا تھا دہن
کبود گال تھے کج تھی چھدی ہوئی گردن
منہ اپنا بانو نے پیٹا تو کٹ گئے شبیر
لٹا کے خاک پہ میت کو ہٹ گئے شبیر

حرم کا قافلہ سر پیٹنے لگا اک بار
زمین ہلی یہ ہوئی وا مصیبتا کی پکار
پچھاڑیں کھا کے یہ چلائی بانوئے ناچار
ارے میں لٹ گئی مارا گیا مرا دلدار
نہ تھامو صاحبو مجھ خستہ جان کو رونے دو
جو انکو رو چکی اب بے زبان کو رونے دو

کلیجہ پھٹ گیا کرنے دو گریہ و زاری
میں اپنے ننھے سے پیاسے شہید کے واری
لہو میں بھر گئیں ہے ہے یہ ہنسلیاں ساری
یہ حلق ۔ ہے غضب ۔ اور زخم اسقدر کاری
کسے دکھاؤں یہ منکا ڈھلا ہوا لوگو
بچھڑ گیا میرا بچہ پلا ہوا لوگو

ذراسی جان پہ صدمہ گذر گیا ہے ہے
جہان سے اصغرِ تشنہ گذر گیا ہے ہے
صراحی دار گلا خون مین بھر گیا ہے ہے
یہ لاڈلا مرا بن دودھ مر گیا ہے ہے

فدا کرو مجھے ان بھولے بھولے گالون پر
نثار ہاتھو نپہ صدقہ جھنڈولے بالون پر

کسے مین لوریان دیدیکے اب سلاؤنگی
سر اپنا پھوڑونگی تڑپونگی خاک اوڑاؤنگی
قنداکے جھولے مین اب کسکے صدقہ جاؤنگی
کہان سے اب علی اصغر مین تجھکو پاؤنگی

چھٹے مہینہ مین یون موت آگئی بیٹا
ان انکھڑیون کو تشنگی کھاگئی بیٹا

اشارے کرکے بلاتے نہین علی اصغر
یہ ننھے ہاتھ اوٹھاتے نہین علی اصغر
صدائین اپنی سناتے نہین علی اصغر
ہمک کے گود مین آتے نہین علی اصغر

ابھی تھے زندہ ابھی مردہ ہوگئے واری
گھٹا جو دودھ تو آزردہ ہوگئے واری

یہ دالی دستِ تاسف نہ کیون ملے اصغر
ہماری چھاتی پہ اتنے دلون پلے اصغر
نہ دانت نکلے نہ تم گھٹنیون چلے اصغر
رہوگے حشر تک اب خاک کے تلے اصغر

کریگا کون اوجالا جو روؤگے بیٹا
اندھیری قبر مین کس طرح سوؤگے بیٹا

شہادت امام مظلوم سید معصوم جگر بند علی مرتضی لخت دل فاطمہ زہرا شاہزادہ کونین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالی عنہما

دل مکدر ہے آج واویلا
گلستان جہان مین خاک نشان
بوسہ گاہِ محمد عربی +
نہ پدر ساتھ ہے نہ جد نہ عمو
لب آب فرات پر بیتاب

روح مضطر ہے آج واویلا
بادِ صرصر ہے آج واویلا
وقت خنجر ہے آج واویلا
نہ برادر ہے آج واویلا
سیر کوثر ہے آج واویلا

زرش سے پیکے عرش تک برپا
کربلا مین برہنہ سر گریان
کیا غضب ہے الم تنہا پر
تین دن سے جو گرسنہ تشنہ
سامنے باپ کے شہید ہوا

شور محشر ہے آج واویلا
خود پیمبر ہے آج واویلا
جور لشکر ہے آج واویلا
ابن حیدر ہے آج واویلا
علی اکبر ہے آج واویلا

ہدف تیر ظالم بیدین | حلق اصغر ہے آج واویلا | تاجدار عرب کا پیراہن | خون مین تر ہے آج واویلا

تاز پردۂ رسالت کا | نیزہ پر سر ہے آج واویلا | دین و دنیا کے گھر کے مالک کا | لٹ گیا گھر ہے آج واویلا

سر ہے جو خاتون روز محشر کی | وہ کھلے سر ہے آج واویلا | کسی ہے خاک و خون مین غلطان | ٹھوکرون پر ہے آج واویلا

لعل میرے ترے لہو مین تر | میری چادر ہے آج واویلا | جو مصیبت گذرتی ہے تجھپر | سب وہ مجھپر ہے آج واویلا

بولی زینب کہ قبر مین بھیا | تیری خواہر ہے آج واویلا | کل میرے سر پہ تیرا سایہ تھا | خاک سر پر ہے آج واویلا

عابد ناتوان کی اس غم سے | جان لب پر ہے آج واویلا | جسکا زنجیر و طوق مین جکڑا | جسم لاغر ہے آج واویلا

شعلۂ آہ آتشین سے شہید | سینہ مجمر ہے آج واویلا

اسم مبارک جناب کا حسین۔ کنیت ابو عبد اللہ اور مشہور لقب ذکی و سبط ثانی ہے۔ آپ سینہ سے پانون تک بالکل سرور عالم سے مشابہت رکھتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر صحابہ اجلہ سے حاصل کیے۔ خلق دغیرت۔ تقوی و عبادت۔ عرفان و سخاوت و زہد و شجاعت سے آراستہ تھے۔ مشہور ہے کہ پچیس حج آپنے پاپیادہ ادا کیے۔ رات دن مین ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اسوقت تک مع علی اصغر کے بہتر آدمیون نے شربت شہادت نوش فرمایا اب سوائے جناب زین العابدین کے از قسم ذکور اور کوئی نہ رہا وہ بھی اس زمانہ مین نہایت بیمار اور ضعیف تھے جب اونھون نے والد بزرگوار کو بے یار و مددگار دیکھا تو نیزہ لیکر عازم میدان کارزار ہوئے لیکن نقاہت سے دو قدم بھی بغیر لڑکھڑائے نہین چل سکتے تھے۔ امام حسین نے جو بیٹے کو بایں حال آمادہ پیکار پایا تو آبدیدہ ہو کر بولے۔ بیٹا خدا کے لیئے واپس ہو اور ایسا نکر اگر تو نے بھی جان دیدی تو دنیا سے رسول اللہ کی نسل منقطع ہو جائیگی۔ مین تجھے اپنا وصی کر کے مستورات کو تیری حفاظت مین چھوڑتا ہون اور ساری امانت نانا اور باپ کی تیرے سپرد کرتا ہون۔ یہ فرما کر زین العابدین کو خیمہ مین لاے اور سب امانتین سپرد کر کے تقوی اور طلب رضاے مولے کی وصیت کی پھر

حضرت شہر بانو سے فرمایا کہ ہتھیاروں کا صندوق منگاؤ۔ اب ہماری باری ہے۔

اینک آمد نوبتِ من الوداع	الوداع اے عترتِ من الوداع
زود دلہاے شما خواہد شدن	سوزناک از فرقتِ من الوداع
دمبدم خواہید چون ابر بہار	گریہ کرد از حسرتِ من الوداع

حضور نے خز مصری کی قبا تن پر پہنی۔ عمامہ رسول خدا کا سر پر باندھا۔ سپر سید الشہدا حمزہ کی پشت پر ڈالی اور ذوالفقار شاہ ولایت کی حمائل کر کے ذوالجناح پر سوار ہو کر میدان کا قصد کیا۔ حرم محترم نے بصد نالہ و بکا عرض کی۔ اے شاہ۔ واویلاہ ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہو اور ہم غریب بیکسوں کو کسے سونپا ہے۔ امام الہدیٰ نے فرمایا۔ مینے تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا ہے وہی میرا وکیل ہے وکفیٰ باللہ وکیلا یہ فرما کر صف اعدا کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور نیزہ زمین پر گاڑ کر حجت تمام کرنے لگے۔

جدّ من خیر الوریٰ فاضلترین انبیاست	آفتابِ اوجِ عزت شمع جمع اصفیاست
منقبتہاے پدر گر بر شمارم دور نیست	دُرِّ دُرجِ لافتیٰ و بدر برج ہل اتیٰ است
مادرم خیر النسا دلبند خاص مصطفیٰ	بر کمال او کلام بضعۃ منی گواست
و برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسن	آنکہ سبط مصطفیٰ و نور چشم مرتضاست
ہست عم جعفر طیار کاندر باغ خلد	واکنا پرواز او تا آشیان کبریاست
حمزہ سرخیل شہیدان یا شدم عم پدر	این چنین اصل و نسب در جملہ عالم کراست

اے لوگو۔ اوس خدا سے ڈرو جو رات کو دور کر کے اوسکی جگہہ دنکو لے آتا ہے وہی زندہ کرتا اور مار ڈالتا ہے۔ روزی دیتا اور پالتا اوسیکا کام ہے۔ اگر اوس خدا پر اور اوسکے رسول پر جو میرے نانا ہیں ایمان رکھتے ہو تو اوسکے نواسہ کو نہ ستاؤ۔ یاد رکھو کہ میدان حشر میں تمہیں میرے

نانا ہی سے کام پڑیگا اگر اونہون نے داور محشر کی عدالت مین میرے خون کا دعوی کیا تو کیا جوابدہی کروگے - اب تک تمنے میرے بہائیون بھتیجون - اور اعزا و اقربا مین سے بہتر آدمی خنجر ظلم سے شہید کر ڈالے اور اب میری جان کی فکر مین ہو - مین تم سے پھر کہتا ہون کہ میرا پیچھا چھوڑ دو - مین روم یا حبش یا ترکستان کو چلا جاؤنگا - میرے متعلقین اس گرمی کی شدت مین پیاس سے بن آئی مرے جاتے ہین اونہین پانی دیدو مین تم سے لادعوی ہو جاؤنگا - اگر یہ منظور نہین تو الحکم للہ و رضینا بقضاء اللہ اور فرمایا -

جمشید و کیقباد و سکندر کہان ہین آج قارون سے تھے جو کل وہ تونگر کہان ہین آج	تاج و نگین و رایت و افسر کہان ہین آج جو فرد تھے وہ مالک دفتر کہان ہین آج
آئی اجل تو آپ اکیلے چلے گئے	سب کچھہ تھا گھر مین جمع مگر کچھہ نہ لے گئے
اہل دول کا جاہ و حشم جاودان نہین + ڈنکا نہین علم نہین تخت روان نہین +	سکہ تھا جنکے نام کا اونکا نشان نہین قبرون پہ شامیانہ بجز آسمان نہین +
کسری کا وہ جلال وہ سامان کیا ہوا	فرعون کیا ہوا ارے ہامان کیا ہوا
دنیا کا ابتدا سے یہی کارخانہ ہے + کوئی یہان مقیم ہے کوئی روانہ ہے	کل تھا کسیکا آج کسیکا زمانہ ہے + قابض ہے کوئی اور کسیکا خزانہ ہے
آ ہوش مین ارے یہ زمانہ کا حال ہے	اور اسپہ تجکو خواہش جاگیر و مال ہے

شامیون نے تو ان باتون کو سنا ہی نہین بلکہ کانون مین اونگلیان دے لین لیکن کوفی سر پکڑ پکڑ کے خوب روے - بختری بن ربیعہ - شیث بن ربعی اور شمر بن ذی الجوشن نے جب دیکھا کہ کام بگڑ چلا تو امام المومنین کے سامنے آکے کہنے لگے کہ اے ابن ابی تراب - یہ طول و طویل قصہ طے کرو کہو اور ہمارے ساتھہ ابن زیاد کے پاس چلکے یزید سے بیعت کرلو تو تمکو رہائی ملجائیگی

ورنہ پیاسا ہی مرنا ہوگا۔ آپ نے یہ خشک جواب سنکر سر نیچا کر لیا۔ ابن سعد نے پیادون کو للکار کر کہا کہ بست جلد ان پر تیرون کی بارش کر دو چنانچہ پندرہ ہزار کماندارون نے ایک ساتھ تیر چھوڑے لیکن قدرت خدا سے ایک بھی حضور کے یا آپ کے گھوڑے کے نہ لگا۔ آپ خیمہ معلّٰی مین واپس چلے آے

جب امام الہدیٰ نے دیکھا کہ یہ ظالم کسی طرح نہین مانتے تو ناچار میدان مین آکر مقابل طلب کیا تمیم بن قحطبہ جو امراے شام مین مرد نامدار اور اپنی قوم مین ذیوقار تھا سامنے آیا اور کہا اے ابن علی تمہارے سب خویش و یگانے تو لباس فنا پہن چکے اب تم کب تک تن تنہا اس بیس ہزار فوج سے لڑو گے بہتر ہے کہ ہمارا کہنا مان لو۔ امام المومنین نے فرمایا اے شامی تو ہی انصاف کر کہ مین تمسے لڑنے آیا ہون یا تم مجھپر چڑھ آے ہو۔ تمنے میری راہ بند کی ہے یا مینے۔ تمنے ہی ناحق میرے بھائی بند خنجر جفا سے مار ڈالے اب سواے تلوار کے میرا تمہارا فیصلہ کون کر سکتا ہے۔ بس اب گفتگو کو طول ندے اور مقابل ہو۔ یہ فرماکر جوش شجاعت سے ایسا نعرہ مارا کہ دشمنون کے پتّے پانی ہو گئے۔ تمیم پر ایسی سراسیمگی طاری ہوئی کہ گویا فالج نے مارا ہے۔ امام الہدیٰ نے ایسا ہاتھ اوسکی گردن پر دیا کہ سر پچاس قدم دور جا پڑا۔ پھر لشکر جفا پر جھکے۔ وہ کراہیہ کے ٹٹو خوف جان سے بھاگنے لگے۔ یزید الطبحی نے لشکر کو للکارا اور خود سلاح حرب جسم پر لاد کے امام مظلوم کے سامنے آکھڑا ہوا۔ یہ شخص بہادری مین تمام عراق و شام مین مشہور اور جراءت و شجاعت مین سارے مصر و روم مین معروف تھا۔ اعداء نے جو اوسے جناب امام کے مقابل دیکھا تو خوشی سے نعرہ مارا۔ اہلبیت اطہر کو جب یہ حال معلوم ہوا تو سہم گئے اور سر برہنہ کر کے دعائین فتح کی مانگنے لگے۔ امام المومنین نے للکارا کہ اے الطبحی۔ تو مجھے نہین جانتا جو گستاخانہ سامنے آیا ہے۔ اوسنے بجاے جواب کے تلوار چلائی۔ آپ نے اوسکی پرواہ نکر کے ایک ہاتھ جو کمر پر دیا تو ایک سے دو ہو گیا۔ لشکر اشقیا سے ایک نعرہ واویلا اوٹھا اور پھر کسی کی جراءت نہوئی کہ اوس ہزبر نیستان وغا کا سامنا کرے۔ چونکہ آپ پر

تشنگی کا سبب غلبہ تھا اسلیئے دریا کا رخ کیا - شمر نے لشکر کو للکارا کہ ہشیار حسین کو پانی نہ ملنے پاے اگر انہون نے پانی پی لیا تو سمجھ لینا کہ ہم مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے - پس کل لشکر چارون طرف سے سمٹکے امام حسین اور دریا کے درمیان حائل ہوگیا - آپنے ذوالجناح کو ایڑ لگا کے تلوار کھینچی اور دشمنون کے سرون کو مانند برگہاے درخت خزان رسیدہ زمین پر گرانے لگے تین صفون کو چیر کر لب دریا پہونچگئے - پانی چلو مین لیکر پینا چاہتے تھے کہ کسی شقی نے آواز دی - اے حسین - تم تو پانی پی رہے ہو اور لشکر نے تمہارے خیمہ کو لوٹنا شروع کردیا ہے - حضور کو غیرت دامنگیر ہوئی اور پانی پھینک کر معاً خیمہ کی طرف آے دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہے - سمجھے کہ یہ مخالف کا مکر وحیلہ تھا اور حکم خدا یون ہی تھا - اوسوقت لب دریا سے خیمہ تک آتے آتے چارسو آدمی مارے گئے اگر فرمایا کہ اے پردگیان حرم - چادرین سرون پر ڈال لو اور کمرون کو مضبوط باندھ کے میری مصیبت کے لیئے تیار رہو - حضرت زین العابدین کو گلے سے لگا کر فرمایا - بیٹا - جب مدینہ پہونچنا - دوستون سے میرا سلام کہنا اور یہ پیام پہونچادینا - میرے باپ حسین نے تم سے کہا ہے کہ اگر خدانخواستہ تم کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو میری غریبی پر ضرور آنسو بہانا جب کوئی کشتہ بیداد تمہین نظر آے تو میرے گلوئے تا حق بریدہ کو بھول نجانا خصوصاً جسوقت ٹھنڈا اور صاف پانی پیو تو میرے لب تشنہ اور جگر برشتہ کی یاد ضرور کرلینا -

جناب شہر بانو نے التماس کی - اے میرے سرتاج مین اس ملک مین محض پردیسی اور غریب ہون - حضور کی بہنین اور بیٹیان تو اولاد جناب رسالت مآب ہین سب اونکی عزت ووقعت کرینگے مگر مین یزدجرد کی بیٹی ہون میرا اس غیر ملک مین کوئی نہین شاید دشمن آپکے بعد مجھپر دست درازی کرین امام عالی جاہ نے فرمایا - اے شہر بانو - اسکا رنج نہ کرو تم ہمیشہ مکرم ومحترم رہوگی - ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب امام نے اون سے فرمایا جب مین بیجان ہوکر پشت مرکب سے گر پڑونگا تو وہ سیدھا تمہارے پاس

آجائیگا تم اوسپر سوار ہوجانا وہ تمہین خدا کے حکم سے ایک جائے محفوظ اور پرامن مین پہونچا دیگا۔
صحیح روایت یہی ہے کہ حضرت شہربانو اہلبیت کے ہمراہ شام گئی تھین۔

القصہ شاہزادہ کونین نے ایک ایک کو وداع کیا اور سوار ہو گئے۔ آہ صد آہ کہ یہ وداع آخرین اور دیدار بازپسین تھا۔

جب جگر بند حیدر کرار کو لوگون نے دوبارہ میدان جنگ مین دیکھا تو گھبرا کے ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے کسیکی جرارت نہوئی کہ بھپرے ہوئے شیر کے منہ لگے۔ ہرچند آپنے آواز دی مگر کوئی نہ نکلا۔ ابن سعد نے جو دیکھا کہ میرے سارے لشکر کو سانپ سونگھہ گیا ہے تو بڑھکے بولا کہ اے لوگو اسوقت پیاس اور بھوکھ نے انہین ہلاکت کے قریب پہونچا دیا ہے سب ملکے ایکبارگی انپر ٹوٹ پڑو۔ یہ سنتے ہی سارے بیدین کالی گھٹا کی طرح امام مظلوم پر چھا گئے۔ آپ بھی انا ابن رسول اللہ فرماتے ہوئے مصروف پیکار ہو گئے۔

بعض روایات مین ہے کہ اسطرح لڑتے لڑتے حضور دوبارہ دریا پر پہونچگئے اور چاہتے تھے کہ پانی نوش فرمائین مگر ننھے ننھے بچون اور ستم رسیدہ مستورات کی پیاس یاد کر کے پانی نہ پیا۔ ایک روایت اسطرح بھی ہے کہ پانی کا چلو ہونٹون تک لائے ہی تھے کہ حصین بن نمیر نے دہن مبارک پر تیر مارا۔ جس سے ایک گھونٹ بھی حلق مین نہ پہنچنے پایا اور منہ سے ایک ندی خون کی جاری ہو گئی۔ پھر اون ظالمون نے حملہ کر کے تن نازنین کو چھلنی کر ڈالا یہانتک کہ ہاتھہ آپکے لڑنے سے رہگئے۔ گھوڑا بھی بیکار ہو گیا۔ آپنے اوسکی باگ کھینچ لی اور جہان تھے وہین کھڑے رہگئے۔ اسوقت ابن سعد نے آپکو جو ضعیف پایا تلوار کھینچ کے پاس آیا۔ آپنے اوسکا ارادہ دریافت کر کے فرمایا۔ کیا آپکے ارادے ہین کہ مجھے قتل کرین۔ اوسے شرم آئی اور لوٹ گیا۔ شمر نے پیادون کو للکارا وہ چارون طرف سے سمٹ آئے اور بتول کے چاند کو گھیر لیا۔ آپ اس ردی حالت مین بھی ادہر جھکنا چاہتے تھے

کہ وہ سب ڈر کر بھاگ نکلے - شمر کو بڑی خجالت ہوئی اور ایک گروہ سنگین دلون کا ساتھہ لیکے آپ کی طرف چلا - بعض لوگون سے جو کچھہ نہ بن پڑا تو خیمہ اطہر کے لوٹنے کو دوڑے - امام ہمام نے آواز دی - اے آل ابوسفیان - تمنے دین کو تو کھو ہی دیا تھا اب بیحیائی پر بھی تل گئے ہو جو عورتون سے متعرض ہوتے ہو اب شمر بھی قریب آگیا اور بولا - اے حسین اپنا مطلب بیان کرو - حضور نے جوابدیا - اگر تم لوگ مجھے قتل کیا چاہتے ہو تو میرا سر تن سے اوتار لو میرے حرم کی طرف کیون جاتے ہو - یہ سنکر شمر نے ڈانٹ ڈپٹکر لوگون کو واپس بلالیا -

جتنے سوار اور پیادے اوسوقت پیش قدمی کرکے شاہزادہ کونین کے پاس پہونچ گئے تھے اون مین سے کوئی بھی ڈر سے قدم آگے نہین بڑہاتا تھا آخر کار تیر برسانا شروع کردیا - جناب امام کو اپنے گھوڑے پر ترس آیا فوراً اوتر پڑے اور اوسے آزاد کردیا - اعداء کو آپکے پیادہ ہوجانے سے کچھہ زیادہ دلیری ہوئی اور آپکے پاس آنیکا قصد کیا یہانتک کہ کسی نے پیشانی نورانی پر تیر مارا حضور نے جو اوسے نکالا تو خون کی ندی بہگئی آپنے ہاتھہ او سجگہہ رکھلیا - جب وہ خون مین تر ہوجاتا تھا تو سر اور منہ پر پھیر کے فرماتے کہ اسی ہیئت سے نانا صاحب کی خدمت مین جاؤنگا اور تمہارا سلوک بیان کرونگا -

روایت ہے کہ بہتر زخم تیر و نیزہ و شمشیر کے آپکو لگے تہے - آپ روبقبلہ ہو بیٹھے اور دل خدا کی طرف لگالیا - ایک ایک اور دو دو آپکو شہید کرنیکے قصد سے آگے بڑہتے تہے مگر جب نظر روئے مبارک پر پڑتی تھی تھرا کے واپس چلے آتے تہے -

جب شمر نے دیکھا کہ لوگ آپکو قتل کرنا نہین چاہتے تو للکارا کہ اے نمک حرامو یہ توقف اور تاخیر کیسی - یہ سنکر زرعہ بن شریک آگے بڑہا اور ایک زخم آپکے ہاتھہ پر لگایا - سنان بن انس نے نیزہ آپکی پشت پر مارا - حضور گر پڑے - خولی بن یزید اصبحی نے گھوڑے سے اوتر کے سر مبارک کاٹنا چاہا جب ہاتھہ اوسکے کانپنے لگے تو اوسکا بھائی شبل بن یزید اس امر قبیح کا مرتکب ہوا -

امام اسمٰعیل بخاری فرماتے ہین کہ جب امام حسین زمین پر گر پڑے تو ایک آدمی اونہین شہید کرنے آیا آپنے اوسے غور سے دیکھکر فرمایا کہ چلا جا مجھے تجھپر رحم آتا ہے کہین تو آتش دوزخ مین گرفتار نہو جاے۔ وہ شخص یہ سنکر رونے لگا اور وہی تلوار چمکاتا ہوا ابن سعد کے پاس دوڑا چلا گیا۔ اوسنے پوچھا کیون آیا ہے حسین کا کام بھی تمام کر آیا یا نہین۔ اوسنے جوابدیا کہ پہلے تجھے دوزخ روانہ کردون پھر جو کچھہ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکے تلوار اوسکی طرف چلائی۔ ابن سعد کے نوکر ادہر اودہر سے گھر آے اور اوسے زخمی کیا۔

مشہور ہے کہ جب امام ہمام سخت زخمی ہوکر پشت زین سے سطح زمین پر آے تو فوراً دس آدمی تلوارین کھینچ کے باین ارادہ چلے کہ شاہزادہ کونین کا سر لائینگے اور اوسکے صلہ مین خلعت وانعام پائینگے اونمین سے جو حضور کے پاس آتا آپ آنکھہ کھولکے اوسے دیکھتے اور فرمادیتے تھے کہ تو اس کام کے لئے نہین ہے چلا جا وہ خوف زدہ ہوکے وہان سے چلدیتا تھا اسی طرح آٹھہ آدمی چلے گئے دو باقی رہے۔ سنان اور شمر۔ سنان جانا چاہتا تھا مگر شمر پیش قدمی کرکے حضور کے سینہ پر چڑھ بیٹھا آپنے آنکھین کھولین اور پوچھا۔ اے شخص تو کون ہے۔ اوسنے جوابدیا مجھے شمر بن ذی الجوشن کہتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ زرہ کا دامن اپنے منہ سے اوٹھادے۔ جبوقت اوسنے اپنا منہ برہنہ کیا ہے تو آپنے دیکھا کہ سؤر کی طرح اوسکے دانت منہ سے باہر آگئے ہین ارشاد ہوا کہ یہ ایک علامت ٹھیک پائی گئی اب اپنا سینہ کھولدے۔ جب اوسنے جامہ اوٹھادیا تو سینہ پر کوڑہ کا داغ نظر آیا فرمایا صدق جدّی رسول اللہ دوسرا نشان بھی تجھہ مین موجود ہے۔ اے شمر۔ شب گذشتہ کو خواب مین مجھے نانا جان کی زیارت نصیب ہوئی۔ فرمانے لگے۔ "بیٹا۔ کل عصر کی نماز تو ہمارے ساتھہ پڑھیگا اور اس شکل کا آدمی تیرا قاتل ہوگا" پس جو نشانیان دکھائی گئی تھین سب تجھہ مین موجود ہین۔ اے شمر۔ تو جانتا ہے کہ آج کونسا دن ہے۔ اوسنے عرض کی۔ آج جمعہ اور روز عاشورہ ہے۔ ارشاد ہوا

تجھے یہ بھی خبر ہے کہ یہ وقت کیا ہے۔ اوسنے جوابدیا کہ مسجدون مین اسوقت جمعہ کی نماز ہو رہی
ہو گی اور خطبے پڑہے جاتے ہونگے۔ جناب امام بولے۔ مجھے تیری تباہی پر رونا آتا ہے خطیب
تو اسوقت منبرون پر کہڑے ہوئے میرے نانا کی نعت بیان کرتے ہونگے اور تو میری چہاتی پر بیٹہا ہوا
میرا گلا کاٹنے کی فکر مین ہے۔ اے شمر۔ اسی سینہ پر رسول اللہ نے لاکہون کرورون بار منہ رکہکے
بوسے لیے ہین۔ آہ اوسی پر تو بے غل و غش بیپر رکسے بیٹہا ہے۔ اے ظالم جس گلے کے جناب
رسالت مآب بوسے لیا کرتے تھے اوسی پر تو اپنی تلوار چلا رہا ہے۔ اے شمر۔ میرے سینہ سے
اوٹہہ جا۔ یہ نماز کا وقت ہے۔ مجھکو نماز پڑہ لینے دے تاکہ باپ کی میراث سے محروم نہ رہون۔ شمر
یہ سُنکر اوتر گیا۔ شہزادہ عالم مین اسوقت تک اتنی طاقت باقی تہی کہ آپ اوٹہکے روبقبلہ ہو گئے اور نماز
شروع کی جسوقت حضور سجدہ مین گئے ہین اوسیوقت اوس بیرحم نے شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
اوسیوقت صوامع ملکوت مین غلغلہ پڑ گیا اور اہل خطایر جبروت سے ولولہ اوٹھا۔ آفتاب عالم افروز کی
روشنی جاتی رہی اور مہتاب جہان آرا چاہ محاق مین ڈوب گیا۔ لخت دل زہرا کے غم مین زہرہ نے
طرب سے کنارہ کیا۔ کیوان نے ساتوین آسمان پر لواے تعزیت بلند کر کے مصیبت زدگان دشت
کربلا کا ساتھہ دیا۔ آسمان نے اپنا دامن خون سے رنگ لیا۔ زمین غضب الٰہی کے نازل ہونیکے
خوف سے کانپنے لگی۔ پرندے آشیانون سے غل مچاتے ہوئے نکل پڑے۔ مچھلیان تڑپ
تڑپ کے پانی سے باہر آگیئن اور خاک پر لوٹنے لگین۔ دریاؤن نے موج حسرت اوج فلک
تلک پہونچا دین۔ پہاڑون سے دردآمیز اور رقت انگیز صدائین آنے لگین۔

حضرت اعثم کوفی فرماتے ہین کہ جناب امام حسین کے شہید ہوتے ہی غبار سُرخ ظاہر ہوا جس نے
تمام جہان کو تاریک کر دیا پاس کہڑے ہوئے آدمی کی صورت نظر نہین آتی تھی۔ لوگون کو یقین
ہو گیا کہ یہ عذاب خداوند تعالےٰ کا مقدمہ ہے مگر ایک ساعت کے بعد وہ غبار دور ہو گیا۔

امام ہمام کے گھوڑے نے شہادت کے تھوڑی دیر بعد اپنی پیشانی کے بالون کو حضور کے خون مین رنگا اور آنکھون سے پانی بہاتا ہوا خیمہ پر حاضر ہوا جب اہل حرم نے گھوڑے کو خون مین تر پایا تو اوس سے مخاطب ہو کے کہنے لگے کہ اے ذوالجناح۔ تو ہمارے والی وسرتاج کو کہان چھوڑ آیا جیسا یہان سے لے گیا تھا ویسا ہی لا کے کیون نہ دکھایا۔ تیرے دل نے کیسے گوارا کیا کہ اپنے مالک کو دشمنون مین چھوڑ کر خود یہان چلا آیا۔ گھوڑا سر ٹپکتا ہوا امام زین العابدین کے پاس آیا اور اپنا منہ اون کے قدمون پر ملا۔ ابو المویٔد خوارزمی نے لکھا ہے کہ گھوڑے نے ایسے ایسے کرب سے زمین پر سر پٹکا کہ مر گیا۔ ابو المفاخر نے لکھا ہے کہ اوس نے جنگل کی راہ لی اور پھر کسی کو اپنا منہ نہ دکھایا۔ افسوس۔ بے زبان جانور کا تو فرقت حسین مین یہ حال ہو مگر اون کو انسان ہو کر بھی رحم نہ آیا اور بیدھڑک اپنے پیمبر کے کلیجہ مین چھری بھونک دی۔

امام حسین کے قتل کے بعد شمر نے اپنے اخوان الشیاطین کو ساتھ لے کے خیمون کیطرف رخ کیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا مستورات سے کوئی نہ بولا۔ جب شمر نے امام زین العابدین کو دیکھا تو تلوار کھینچ کے قتل کرنا چاہا کہ حمید بن مسلم نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ارے ظالم۔ تو سب کچھ تو کر چکا اس بیمار پر تو رحم کر۔ بعضے کہتے ہین کہ ابن سعد نے خود شمر کے دونون ہاتھ تھام لئے اور بولا خدا سے ڈر اور شرما۔ کیون اس بیگناہ مریض کے خون مین ہاتھ رنگتا ہے۔ پس شمر ابن سعد کے مبالغہ سے باز رہا پھر اشقیا نے اہل حرم محترم اور سرہاے شہدا کو لیکر کوفہ روانہ ہوئے۔

نیزہ لگا جو سینہ مین تھرا کے رہگئے شکر خدا زبان سے فرما کے رہگئے	بیٹھا جو تیر ماتھے پہ تیورا کے رہگئے گرنے لگے تو ہاتھون کو ٹکا کے رہگئے
اکبر نہ تھے جلو مین نہ عباس پاس تھے	مظلوم بیچ مین تھا عدو آس پاس تھے
آیا سرہانے تیغ بکف شمر روسیاہ	بولا گلا کہ مین ہون پیمبر کی بوسہ گاہ

دل نے کہا یہ سینہ ہے گنجینۂ الٰہ	بیٹھا وہ اوس جگہہ کہ نہین جاے غم ح آہ
اس ظلم نو سے چرخ کہن کانپنے لگا	ایسا حسین تڑپے کہ رن کانپنے لگا
زینب نے بال کہولکے رن کو قدم بڑہاے	سیدانیان بہی ساتھہ چلین گردنین جہکاے
زینب پکاری ہاے میرے بہائی جان ہاے	بیبیا پکارلو یہ بہن کس طرف کو آے
بہیجون کسے تلاش کو سب میری مرگئے	آنکھین بہن کی ڈہونڈہتی ہین تم کدہر گئے
کٹتی تہین دہان گلے کی رگین کون دے جواب	ریتی پہ لوٹ لوٹکے بولی وہ دل کباب
اے آسمان کہان ہے حسین فلک جناب	اے آفتاب کیا ہوا زہرا کا آفتاب
کہہ اے فرات پیاسونکا سلطان کدہر گیا	اے کربلا بتا ترا مہمان کدہر گیا
وہ رونا بیکسی کا وہ گہبراتا یاس کا	وہ تہرتہراتا دلکا وہ اوڑتا حواس کا
کہتا بلک بلک کے یہ کلمہ ہراس کا	اے شمر واسطہ علی اصغر کی پیاس کا
للہ تین روز کے پیاسے کو چہوڑ دے	صدقہ نبی کا اونکے نواسے کو چہوڑ دے
اے شمر مصطفٰے کی رسالت کا واسطہ	اے شمر مرتضٰی کی امامت کا واسطہ
اے شمر اہلبیت کی حرمت کا واسطہ	اے شمر کبریا کی عدالت کا واسطہ
صدقہ نبی کی روح کا حیدر کی گور کا	تو گل نکر چراغ پیمبر کی گور کا
تہم جا خدا کو مان حبیب خدا کو مان	زہرا کو مان حضرت مشکلکشا کو مان
سوگند فقر و فاقۂ آلِ عبا کو مان	اپنے رسول زادی کی تو التجا کو مان
سارے بزرگ مرگئے مجھ بدنصیب کے	میرا کوئی نہین ہے سوا اس غریب کے
اے شمر پاس بہائی کے آؤن جو تو کہے	زخموں سے جلتی ریت چھڑاؤن جو تو کہے
چادر بدن کے نیچے بچھاؤن جو تو کہے	بیکل ہے سر مین آکے اوٹھاؤن جو تو کہے

پانی تو یان ملیگا نہ زہرا کے جانی کو
آنسو چھڑک کے ہوش مین لاؤنگی بہائی کو

اے شمر مین گلے سے لگا لون تو ذبح کر ✤
بہائی سے ملکے خیمہ مین جا لون تو ذبح کر
کچھہ درد اپنے دلکا سنا لون تو ذبح کر
سید کو قبلہ رو مین لٹا لون تو ذبح کر
پانی نہ ہو کے پیاسے کو ای پرخصال دے
پر وقت ذبح آنکھو نپہ کپڑا تو ڈال دے

سونپا کسے بہن کو یہ پوچھونگی بہائی سے
پردیس مین بچھڑتے ہو زہرا کی جائی سے
یہ بے خطا ہے پوچھلے ساری خدائی سے
دعویٰ ہے کیا تجہے مری مان کی کمائی سے
کچھہ قرضہ ہو تو بیچکے گہر کو ادا کرون ✤
سمجھاؤن کس طرح سے تجہے آہ کیا کرون

آگے مرے ہوئے تہ شمشیر بہائی جان
خون مین بہری یہ چاند سی تصویر بہائی جان
مجھکو تباہ کر گئی تقدیر بہائی جان ✤
رو لی تمہین بہی آج یہ ہمشیر بہائی جان
تدبیر کوئی موت سے چلتی نہین مری
لاچار ہون کہ جان نکلتی نہین مری

ہے ہے گلے سے تمکو لگانے نہ پائی مین
زخمون سے جلتی ریت چھڑانے نہ پائی مین
افسوس درد دلکا سُنانے نہ پائی مین ✤
چادر بدن کے نیچے بچھانے نہ پائی مین
ہے ہے یہ میرے آتے ہی بیداد ہو گئی
تم ہو گئے شہید مین۔ برباد ہو گئی

بہیّا بڑہا کے ہاتھہ۔ گلے سے مجھے لگاؤ
بہیّا مرا کوئی نہین۔ ساتھہ اپنے لیتے جاؤ
بہیا مین بیحواس ہون۔ ڈہارس مجھے بندہاؤ
بہیا سکینہ پاس۔ کب آؤگے یہ بتاؤ
تنہا سدہارے ساتھہ کسیکو نہ لیگئے
ڈہونڈہون کہان پتہ بہی کہین کا نہ دیگئے

ہے ہے نہ پہر مدینہ مین جانا ہوا نصیب
صغرا کو پہر گلے نہ لگانا ہوا نصیب ✤
پانی ہوا نصیب نہ کہانا ہوا نصیب ✤
بستر دو تن کا داغ اوٹھانا ہوا نصیب
اب دونون وقت فاتحہ کو کون جائیگا
اب کون شمع قبر نبی پہ جلائیگا ✤

تم سا کوئی غریب نہین خستہ تن نہین ✤ مرنے کے بعد گور نہین اور کفن نہین ✤
ہے ہے پرائی بستی مین اپنا وطن نہین ✤ واقف یہان کسی سے یہ بیکس بہن نہین
لاکر کفن پہناتی مین مظلوم بھائی کو ✤ ہوتا اگر وطن تو نکلتی گدائی کو ✤

پھرتی ہی بال کھولے ہوئے خاک اڑاتی تھی ✤ پر بانوئے حسین کو کچھ بن نہ آتی تھی ✤
جب سر کے کھولنے کیلئے ہاتھ اوٹھاتی تھی ✤ کچھ اپنے دل مین سوچکے وہ ٹھیر جاتی تھی
چھریان سی پھر رہی تھین تن پاش پاش پر ✤ اک آہ آسمان پہ تھی ایک لاش پر

آخر تڑپ کے حضرت زینب کو دی صدا ✤ اکدن وہ تھا کہ بخت ہوئے خواب مین رسا
جنت سے آئین لونڈی کے گھر اشرف النسا ✤ سر گوندہا اور پھولنے پھلنے کی دی دعا ✤
عاشق جو مجکو پایا شہ مشرقین کا ✤ دکھلادیا جمال جناب حسین کا ✤

اکبر کا صدقہ اب تو مرے کام آئیے ✤ آخر ہوا سہاگ مری نتہ بڑھائیے ✤
لونڈی کے بال کھولکے بیوہ بنائیے ✤ بھائی حسن کو روتی تھین کیونکر بتائیے
رنڈسالہ مین طلب نہین کرتی جناب سے ✤ محروم تو نہ رکھیے عزا کے ثواب سے

زینب پکاری آؤ گلے سے لگاؤن مین ✤ مان نے دولہن بنایا تھا بیوہ بناؤن مین
آؤ جبین پہ خاک ملون نتہ بڑھاؤن مین ✤ مانگو دعا زمین پہ بیٹھے اور سماؤن مین ✤
ہے ہے بچھڑکے گور کنارے گئے حسین ✤ جیتی ہون اور یہ سنتی ہون مارے گئے حسین

اسامی شہدائے کربلا جو معتبر روایت سے ہمین ملے ہین ہدیۂ ناظرین ہین

(حُر بن یزید) (مصعب برادر حُر) (علی بن حُر) (عروہ غلام حُر) (زہیر بن حسان) (عبداللہ بن عمر) (بریر بن حضیر) (وہب بن عبداللہ) (عمرو بن خالد) (خالد بن عمرو) (سعد بن حنظلہ تمیمی) (عمرو بن عبداللہ مذحجی) (حماد بن انس) (وقاص بن مالک)

(شریح بن عبید) (مسلم بن عوسجہ مع پسر) (ہلال بن نافع بجلی) (عبدالرحمن بن عبداللہ یزنی) (یحیٰی بن سلیم المازنی) (عبدالرحمن بن عروہ غفاری) (عمرو بن مطاع الجعفی) (قیس بن منبہ) (ہاشم بن عتبہ) (حبیب ابن مظاہر صحابی) (حرّہ یا حر آزاد کردہ ابوذر غفاری) (انیس بن معقل اصبحی) (عابس بن شبیب الشاکری مع غلام) (حجاج بن مسروق جعفی موذن لشکر امام) (سیف بن حارث بن سریع مع پسر عم خود) (قاری غلام ترک آزاد کردہ حضرت امام زین العابدین) (حنظلہ بن سعد بجلی) (یزید بن زیاد الشعبانی) (سعد بن عبداللہ) (جنادہ بن حارث انصاری مع پسر) (مرّہ بن ابی مرّہ غفاری) (محمد مقداد بن عبداللہ دجانہ) (سعد غلام حضرت علی) (قیس بن ربیع) (اشعث بن سعد) (عمرو بن قرظ) (عنظلہ) (حماد) (محمد بن انس) (اسعد بن ابی دجانہ) (فیروز غلام حضرت امام حسین) (عبداللہ پسر مسلم بن عقیل) (جعفر بن عقیل) (عبدالرحمن بن عقیل) (عون و محمد فرزندان جعفر طیار) (عبداللہ بن حسن) (عمرو بن حسن) (ابوبکر بن حسن) (عباس بن حضرت علی) (عثمان بن حضرت علی) (عبداللہ بن حضرت علی) (محمد بن حضرت علی) (جعفر بن حضرت علی) (علی اکبر فرزند حضرت امام حسین) (علی اصغر فرزند امام والامقام)

ان سب کے بعد خود جناب امام حسین رضی اللہ عنہ بروز عاشورہ بوقت نماز جمعہ بعمر (۵۶) سال و پانچ ماہ اور پانچ دن کربلا میں شہید ہوئے رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

شارح سر الشہادتین مولفہ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ و مولانا کمال الدین حسینؒ صاحب تفسیر حسینی و ترجمہ تاریخ ابن خلدونؒ اور روایت مندرجہ بالا سے شہدائے کربلا کے نام ہماری کتاب میں لکھے گئے۔ اکثر ان میں اختلاف پایا جاتا ہے کوئی صاحب ہم پر اعتراض نہ کریں اگر سہو ہے تو مورخین موصوفہ بالا کا ہے۔



قطعہ تاریخ ولادت و وفات جناب امام فلک مقام

سال مولود آن شہنشہ دین	می برآید ازین دو حرف بہ بین
گر بحرفِ نخست بسم اللہ	سر الحمد را کنی ہمراہ ✤ ✤
سخن مختلف زعام این است	سال مولود او سہ دین است
جمعۂ وعاشر محرم بود ✤ ✤	کہ سوئے خلد امام نقل نمود
سورۂ فاتحہ تمام بخوان ✤	بعد ازآن ہر دو حرف مقطع آن
بیشک و ریب بنگری دو گواہ	بہر سالِ شہادت آن شاہ
سال نقلش بگفت غمگینے ✤	سر دین را بُرید بیدینے ✤

نسب نامہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ

ناخنوں سے گوشت جدا ہونا اور خون سفید ہو جانا اسکا نام ہے جو کربلا کے حالات مین آپنے دیکھا۔ عبد مناف کے دو بیٹے ہاشم اور عبد شمس۔ وہ بہی توام جنکی پیشانیان ولادت کے وقت ایسی جوڑی ہوئی پیدا ہوئین کہ تلوار کے سوا اور کسی طرح جدا نہو سکین۔ ہاشم کی اولاد مین جناب امام اور عبد شمس کی اولاد مین یزید۔ جسوقت ہاشم و عبد شمس کی پیشانیان تلوار سے الگ کی گئین تو ایک کاہن نے نہایت صحیح پیشین گوئی کی کہ ان دونون کی اولاد کی قسمتون کا فیصلہ بہی ہمیشہ تلوار سے ہوا کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا یعنی آنحضرت صلعم اور ابو سفیان بن حرب مین اچھی طرح چلا کی حالانکہ جناب رسالتمآب ابو سفیان کے داماد بہی تہے اسی باعث سے بیٹی نے نکاح کے بعد باپ کو منہ نہ لگایا۔ پہر ابو سفیان کے بیٹے جناب معاویہ اور حضرت علی مرتضی مین وہ وہ چہری کٹاری رہین جنکا بیان نہین ہو سکتا۔ اسکے بعد یزید ابن معاویہ اور حسین ابن علی کے

شرمناک جھگڑے نے خاندان بنی ہاشم اور بنی امیہ کا فیصلہ ہی نہین چکا دیا بلکہ اسلام کی عمارت ڈہادی۔ پس صاف ظاہر ہے کہ نفاق وہ آگ ہے جو گھر ہی کو پہونک کے خاک سیاہ نہین کردیتی بلکہ دور دور تک اوسکے گرد نواح کو بہی بارود کی سرنگ کی طرح اوڑا دیتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ حضرات ناظرین باہمی اتفاق اور قومی میل جول کے بغیر آپ اس دنیامین ہرگز زندہ نہین رہ سکتے۔ یہ گل کہلائے ہوئے نفاق ہی کے تہے جو آپنے دیکہے اور اسی ضرورت سے ہمنے یہ نسب نامہ لکہا ہے۔ وہو ہذا۔

اسمین اوپر باپ کا اور نیچے بیٹے کا نام ہے

(۸۶) عبد مناف

ہاشم	عبد شمس
عبد المطلب آنحضرت کے دادا	امیۃ
ابو طالب	حرب
علی مرتضیٰ	ابو سفیان
حسین شہید کربلا	معاویہ
زین العابدین	یزید

واقعات جو حرب کربلا کے بعد اہلبیت پر گذرے

اے محبان اہلبیت مصطفوی و اے عاشقان جگر گوشگان مرتضوی جانو اور آگاہ ہو کہ جسدن سے دنیا پیدا ہوئی ہے آج تک کوئی حادثہ واقعہ کربلا سے پرآشوب تر اور کوئی مصیبت شہادت امام حسین رضی سے پرسوز تر صفحہ روزگار پر ظہور پذیر نہین ہوئی۔ تیرہ ۱۳۰۰ سو برس گذر گئے ہر سال محرم مین

قلوب اہل اسلام و ہواداران سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ماتم مین چاک چاک ہو جاتے ہین اور ہاتف غیبی اور ندائے لاریبی سے یہ صدا کانون مین آنے لگتی ہے۔

کاے عزیزان در غم سبط نبی افغان کنید	سینہ را از سوز شاہ کربلا بریان کنید

ماہ محرم ماہہائے حرام سے اور روز عاشورہ روز ہائے باحترام سے اور جمعہ کا دن سید ایام اور نماز جمعہ کا وقت محل اجابت دعا اور حصول مدعا و مرام کا تھا کہ امام محتشم اور سید مکرم کو ظالمان سنگین دل اور دشمنان متکبر و جاہل نے تیغ بیدریغ سے بلا تامل شہید کیا۔

بیا بگری کہ عاشوراست امروز	جہان تاریک و بے نور است امروز
بریدہ حلق و تشنہ لب جگر خون	سر از تن۔ تن ز سر دور است امروز

ہائے کیا دن تھا کہ ارواح انبیاء و مرسلین و گروہ ملائکہ مقربین سید اولین و آخرین کے ساتھ گریان تھے اور حوران بہشت اور جنتیان پاکیزہ سرشت مصیبت و غم اور تعزیت و الم مین جناب بتول عذرا کے ساتھ دل کباب اور سینہ بریان تھین۔

روایت ہے کہ عمر ولیث خراسان کا بادشاہ تھا اوسکا جو امیر ہزار سوار سجا کے اوسکے سامنے پیش کرتا بادشاہ اوسے گرز زرین دیتا۔ ایک دن بادشاہ نے اپنے لشکر کو جمع کیا تو ایکسو بیس امیر زرین گرز لئے ہوئے اپنے سامنے کھڑے دیکھے اور ہر ایک امیر کے تحت مین ہزار سوار مکمل موجود پائے۔ یہ دیکھتے ہی عمر ولیث تڑپ کر گھوڑے سے گر پڑا اور خاک پر لوٹنے لگا۔ روتا تھا اور بے اختیار سر پیٹتا تھا لوگ حیران کھڑے تھے اور کسی کے سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کیا بات ہے جب بڑی دیر مین بادشاہ کو ہوش آیا تو امرا نے دست بستہ ہو کر دریافت کیا کہ جہان پناہ یہ وقت شادی و مبارکباد کا تھا یا گریہ و فریاد کا۔ حضور کا ملک وسیع اور امرا و وزرا مطیع۔ ایکسو بیس ہزار سوار آراستہ زیر اختیار اور ساری رعیت فرمانبردار و جان نثار ہے۔ ایسے خوشی کے زمانہ مین دشمنونکا

کیا حال ہوگیا۔ عمر ولیث نے جواب دیا کہ اس حشم و خدم اور لشکر مکمل و مسلح کو دیکھکر معرکہ جگر سوز کربلا
میری آنکھوں کے آگے آگیا اور افسوس ہوا کہ اوسدن مین کیون اس لشکر جرار کے ساتھہ اوس
صحراے خونخوار مین شاہزادہ کونین کے ساتھہ نہ تھا تا کہ دشمنان اہلبیت کو خاک مین ملا دیتا یا
اپنی جان بھی اون نازنین قدمون پر نثار کر دیتا اب یہ جاہ و ثروت میرے کس کام کی ہے۔ یہ خیال
دل مین سماتے ہی مین اپنے قابو مین نرہا اور میرا وہ حال ہوا جو تم نے دیکھا پس جلدی سے اس لشکر
کو میرے سامنے سے دور کر دو ورنہ مین پاگل ہو جاؤنگا۔ خیر۔ یہ وقت تو گذر گیا اور عمر ولیث نے
وفات پائی۔ موت کے بعد لوگون نے اوسے خواب مین دیکھا کہ تاج مکلل سر پر ہے اور پٹکا مرصع
کمر مین بہشتی گھوڑے پر سوار غلمان نازک بدن پس و پیش رواں۔ اور ولدان سیمین تن داہنے باہنے
دوان ہین۔ پوچھا۔ اے امیر۔ مرنیکے بعد تجپر کیا گذری۔ عمر ولیث نے کہا کہ لشکر کے معائنہ کے دن
جو مین نے شہید کربلا کی بیکسی کا غم کیا اور معاونت امام حسین کی تمنا کی اوسکے صلہ مین خداوندکریم
نے میرے گناہون سے چشم پوشی کی اور میرے دشمنون کو مجھہ سے راضی کر دیا اور یہ مرتبہ عطا فرمایا
جیسے تم دیکھتے ہو۔ پس اے مومنین جو کوئی غم حسین مین روتا ہے قیامت کے دن خداوندکریم
اوسکی آنکھون کو اشکبار نہ دیکھہ سکیگا۔ شہادت امام ہمام کے دن بیت المقدس کے جس پتھر و کنکر کو
اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون پایا جاتا تھا۔ جب زمین اور شجر و حجر روے ہین تو آدمی کا نہ رونا
عجیب تاسف کی جگہہ ہے۔

مرغان کربلا زپئے ماتم حسین	خون برلب فرات زمنقار ریختند

امام ہمام کا سر تن سے جدا ہوتے ہی روئے عالم غبار اندوہ سے تیرہ۔ اور غمزدون کی آہون
کے دہوئین سے چشم فلک خیرہ ہوگئی۔ عرش عظیم لرزنے اور کرسی وسیع کپکپانے لگی۔ دریا جوش
مین آگیا۔ مچھلیان خروش مین آئین اور مرغان ہوا فریاد و فغان کرنے لگے۔ اوسی وقت ایک

کبوتر سفید ہوا سے اوترا اور خون حسین مظلوم مین لوٹ کے اوڑگیا - مدینہ مین پہونچکے گرداگرد روضہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑتا تھا - قطرات خون اوسکے پروبال سے ٹپکتے تھے - اہل
مدینہ یہ صورت دیکھکے متحیر ہوئے مگر سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے - جب چند روز کے بعد حادثہ
کربلا کی خبر اونہین پہونچی تو سمجھے کہ وہ کبوتر شہیدان کربلا کے حال کی خبر روضہ سیدانام پر لایا تھا -
روایت ہے کہ شاہزادہ کی شہادت کے بعد شمر ذی الجوشن نے خیمہ اطہر کے لوٹنے کا حکم دیدیا
جب یہ خبر ابن سعد کو پہونچی تو اوسنے منادی کرادی کہ خبردار کوئی آدمی عورتون کے خیمہ کے پاس
نہ پھٹکنے پاے - مال واسباب امام حسین کا اور اونکے اصحاب کا نہ لوٹا جاے اور امام زین العابدین
کو کوئی نہ ستاے - جو مال واسباب لوگون نے لوٹا ہے واپس کردیا جاے - اس منادی
پر کسی نے عمل نہ کیا البتہ اتنا ہوا کہ آگے کو لوٹ ہونا بند ہوگئی - ابو حنیفہ دینوری نے لکھا ہے
کہ ابن سعد نے امام حسین کا سر خولی بن یزید اصبحی کو دیکے ابن زیاد کے پاس روانہ کیا - خود دو دن
کربلا مین رہکے اپنے لشکر کے مقتولون کی لاشین جمع کرکے اونپر نماز پڑہی اور دفن کیا - جسم
مقدس شاہزادہ کونین اور جمیع شہداے کربلا کو ویسے ہی خاک وخون مین ریت پر چھوڑدیا
تیسرے دن صبح کو خاتون ان اہلبیت سے کہا کہ کپڑے پہن کے اور منہ لپیٹ کے اونٹون پر
سوار ہوجاؤ اور چلو - جب یہ قافلہ اوس جگہہ پہونچا جہان شہدا کی لاشین بیگور وکفن پڑی تہین
اور سر اونکے ندار دتھے تو جناب زینب نے بھائی کی لاش دیکھکے فریاد کرنا شروع کی واجداہ واحمداہ
یارسول اللہ یہ تمہارے پیارے حسین کی لاش ہے جسکے روئے انور کے بوسے آپ لیا
کرتے تھے اور جسکے سینہ پر اپنا منہ ملا کرتے تھے - نانا جان - آج تمہارے اہلبیت بدین خواری
وزاری غربت کی مصیبت مین گرفتار ہین اور یہ تمہارا جگر گوشہ صحراے لق ودق مین خاک پر پڑا ہے
قصہ مختصر جناب زینب کے ایسے ایسے بین جگر خراش سُنکے دوست دشمن سب رو پڑے -

روایت ہے کہ خولی سر امام حسین کو لیکر کوفہ گیا تھا۔ اوسکا مکان کوفہ سے ایک فرسخ ادہر تھا وہ
اپنے گہر ٹہیر گیا۔ خولی کی بیوی انصار مین سے تہی اور اہلبیت پر دل وجان سے قربان تہی۔ خولی
نے اوسکے ڈر سے جناب امام کے سر کو تنور مین چہپا دیا اور بیوی کے پاس جا بیٹہا۔ اوسنے
پوچہا کہ اتنے دن کہان رہے۔ خولی نے جوابدیا کہ ایک شخص یزید سے باغی ہوگیا تہا اوسکی
سرکوبی مین مشغول تہا۔ بیوی یہ سنکر خاموش ہورہی اور بات گئی آئی ہوئی۔ سارا گہر کیا بی کے
سو رہا۔ اوس نیکبخت کو تہجد کی نماز کی عادت تہی رات کو اوٹہی اور مکان کے اوس قطعہ مین پہونچی
جسمین تنور تہا۔ تمام مکان منور پایا۔ معلوم ہوتا تہا کہ لاکہون شمعین اور چراغ روشن ہین۔ عورت
حیران رہگئی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اور ہکا بکا ہو کے چارون طرف دیکہنے لگی۔ خوب غور سے
جو دیکہا تو سمجہہ مین آیا کہ تنور مخزن روشنی ہو رہا ہے اور بہی دریائے تعجب مین غرق ہوگئی کہ مین نے
تو آج اس تنور مین آگ بہی نہین ڈالی نہ کسی خادم کو حکم دیا پہر یہ کیسی روشنی ہے۔ اسی حیرت مین
دیکہتی کیا ہے کہ وہ نور تنور مین سے نکل نکل کے آسمان کو جا رہا ہے اور بہی زیادہ پریشانی ہوئی
کہ یکایک چار عورتین آسمان سے اوتر کے تنور پر آ کہڑی ہوئین۔ ایک نے جہک کر اوسمین سے ایک
سر نکالا۔ اوسے خوب پیار کیا۔ اپنے سینہ پر رکہکے رونے لگی اور کہتی تہی کہ اے میرے مظلوم
بیٹے۔ اے میرے بیکس وبے بس۔ قیامت کے دن خدا میری داد تیرے قاتلون سے دلوائے
جب تک میری داد نہ ملیگی عرش کا پایہ اپنے ہاتہہ سے نہ چہوڑونگی۔ اتنا کہا اور رونے اور فریاد
وفغان کرنے لگی۔ اون تینون بی بیون نے بہی اوسکا ساتہہ دیا۔ پہر اوس سر کو تنور مین رکہکے
چارون غائب ہوگئین۔ زن انصاریہ نے یہ ماجرا دیکہکے اور بہی زیادہ تعجب کیا کہ سر اس تنور
مین کہان سے آیا۔ آخر تنور کے کنارہ پہونچی اور جہانک کے دیکہا۔ چونکہ جناب امام حسین کو کئی
بار دیکہہ چکی تہی اور خوب پہچانتی تہی سر کو دیکہتے ہی ایک نعرہ مارا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپکر

زمین پر گر پڑی اور بیہوش ہوئی اوسی غش کے عالم مین ہاتف غیبی کی آواز کان مین آئی کہ اے
عورت۔ تیرے بخت کا ستارہ اوج اقبال پر جا پہونچا۔ اوٹھہ بیٹھہ۔ تو اپنے شوہر کے گناہ مین
ہرگز ماخوذ نہوگی۔ عورت نے جوابدیا کہ مین ہرگز نہ اوٹھونگی جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائیگا کہ یہ
چارون عورتین جو اس تنور پر آئی تھین کون تہین۔ آواز آئی کہ وہ عورت جس نے سر کو پیار کیا اور
اوسے سینہ سے لگایا اس مظلوم کی فلک ستائی مان فاطمہ زہرا تہی۔ دوسری اوسکی مان خدیجۃ الکبریٰ
اس مظلوم شہید کی نانی تہی۔ تیسری مریم عیسیٰ علیہ السلام کی مان۔ چوتھی آسیہ زن فرعون تھی۔
یہ سنکے انصاریہ ہوش مین آئی اور اپنے گھر مین کسیکو ندیکھا۔ پروانہ وار دوڑی ہوئی تنور پر پہونچی
اور سر کو نہایت ادب و تعظیم سے نکالکے بوسہ دیا اور مشک و گلاب سے خاک و خون دہویا۔ غالیہ
وکافور اوسپر ملا۔ شاہزادہ کے گیسوئے مبارک مین شانہ کیا اور ایک پاک و صاف مقام مین رکھکے
اپنے شوہر کے پاس پہونچی اور جاتے ہی ایک دوہتڑ مارا۔ وہ ہڑبڑا کے جاگ اوٹھا۔ عورت نے
کہا۔ اے کمبخت ناشدنی۔ تونے یہ کسکا سر لاکے میرے گھر مین چھپایا ہے۔ اے ملعون
دون اور اے مطعون زبون۔ کیا صاحب سر فرزند رسول نہ تہا۔ تونے زمین و آسمان سے شور
فریاد و فغان کا بلند کرادیا ہے۔ افواج ملائکہ اس سر کی زیارت کو آتی ہین اور گریہ وزاری کر کے
تجہپر لعنت کرتی ہین۔ مین تجہ سے بیزار ہوگئی تیرا منہ نہ اس جہان مین دیکھونگی نہ اوس جہان
مین۔ یہ کہکے چادر اپنے سر پر ڈالی اور روتی پیٹتی جنگل کی راہ لی۔ خولی نے پکارا۔ اے عورت
کیون بیوقوف ہوئی ہے اپنے ان ننہے ننہے بچون کو یتیم کئے جاتی ہے۔ اوس نیک نہاد نے
مڑکے اتنا تو جوابدیا کہ اے لعین تجہے فرزندان رسول کو یتیم کرتے وقت یہ خوف نہ آیا کہ کہین تیرے
بچے بہی یتیم نہ ہو جائین۔ پھر اوس نیک بخت کا حال کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوئی اور کدہر گئی۔
جب صبح ہوئی خولی نے سر امام ایک طبق مین رکھا اور ابن زیاد کے پاس لے پہونچا اوس

یحیانے وہ چھڑی جو اوسکے ہاتھہ مین تھی شاہزادہ کونین کے دانتون پر ماری زید بن ارقم صحابی سے جو اوسوقت وہان موجود تھے نرہا گیا واویلا کرکے فرمایا اے ابن مرجانہ خبردار۔ ایسی بے ادبی نہ کر۔ بخداے کعبہ۔ مین شمار نہین بتا سکتا کہ رسول اللہ نے کتنی بار ان لب و دندان پر میرے سامنے بوسہ دیا ہے۔ یہ کہکر جناب زید زار و قطار رونے لگے اونہین دیکھکر تمام مجلس مین کہرام پڑگیا۔

یہ دیکھکے ابن زیاد آپے سے باہر ہوگیا اور بولا کہ اے زید۔ اگر تم مسّن نہ ہوتے تو اسی وقت تمہارا سر اوڑوا دیتا۔ حضرت زید اوٹھہ کھڑے ہوئے اور حاضرین دربار کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا "اے معشر عرب۔ خدا تم سے سمجھے کہ تم نے ابن فاطمہ کو بھوکا پیاسا مارا اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا" یہ فرماکے جناب زید دار الامارۃ سے باہر نکل آے۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس سر کو لشکر مین واپس لیجاؤ۔ جب مین پھر منگواؤن تو دیگر شہداے کربلا کے سرون کے ساتھہ نیزون پر رکھکے اس سر کو بھی شہر مین لانا۔

روایت ہے کہ جب ابن سعد شہدا کے سرون کو لیکر اور اونکے جسمون کو کربلا مین چھوڑ کے چلدیا۔ تو بنی طے یعنی اہل غاضرہ (غاضریہ) وہان آے اور دو روز کے بعد اونہون نے بے سر لاشون کو دفن کیا۔ اونکو وہان کوئی نہین دکھائی دیتا تھا مگر چارون طرف سے نوحہ اور گریہ وزاری کی آواز سنتے تھے وہ بلا شک و شبہ جنات کا ماتم تھا۔ شواہد مین ہے کہ ایک ثقہ نے قبیلہ طے کے ایک آدمی سے پوچھا۔ کیا تمنے جنات کو امام حسین پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ اوسنے جوابدیا۔ ہان۔ ہان۔ ہمارے قبیلہ مین کوئی آزاد اور بندہ ایسا نہین ہے جس نے اونکا نوحہ کان دیکے نہ سنا ہو۔

ابن سعد جب کوفہ کے نزدیک پہونچا اور کوفہ اوس سے ایک فرسخ رہگیا تو امام کا سر اوسکے پاس لیگئے۔ اوسنے اوسے اور سب شہداکے سرون کو نیزون پر رکھواکے کوفہ کا رخ کیا۔

جب ابن زیاد کو خبر ہوئی تو اوسنے تمام شہر مین منادی کرادی کہ کوئی کوفی مسلح ہوکے شہر سے باہر اونکے دیکھنے کو نہ نکلے۔ دس ہزار سوار سب دکانون۔ گلی کوچون۔ ہر مکان اور محل پر متعین کردئے کہ کہین غدر یا فتنہ وفساد نہ ہونے پائے اسپر بہی لوگ شہر سے باہر نکل آے۔ جسکی نظر سرون پر پڑتی تہی اور بیکسان باندون کو اونٹون پر تشہیر ہوتے دیکہتا تہا سر پیٹ لیتا تہا اور بے اختیار گریہ وزاری کرتا تہا۔ شہر والون کا یہ حال زار دیکہکے بعضے لشکریون کو بہی تاب نہ رہی اور اپنے کئے پر پشیمان ہوکے پہوٹ پہوٹ کر رونے لگے۔ حضرت سید الساجدین جناب امام زین العابدین نے جو لشکر مخالف کا یہ حال دیکہا تو بآواز بلند فرمایا کہ جب لشکر یزید میرے پدر و برادر اور رشتہ دارون پر فریاد و بکا کرتا ہے تو معلوم نہین کہ اونکو قتل کسنے کیا ہے۔ یہ سُنا تہا کہ لوگ اور بہی زیادہ سر دہُننے لگے اور اہلبیت کے اونٹون کو گہیر لیا۔ جناب زینب نے فرمایا۔ اے اہل کوفہ۔ اے بانیان مکر وحیل واے سر چشمہاے دروغ و دغل۔ بخدا تم نے فاطمہ و علی کے گہر کو بے چراغ کردیا اب تمہارے نبی کے مزار پر کوئی روشنی کرنے والا نرہا تم ہی جہوٹے وعدے کرکے اور دغا کے خط بہیج بہیج کے آل رسول کی تباہی کے باعث ہوئے۔ تم ہی نے میرے بہائی کو اکیلا کرکے بیرحمی سے قتل کرایا۔ اب کیون دریاے اشک بہاتے ہو اور جناب رسالتمآب کی روح مقدس سے نہین شرماتے۔ کوفیون مین ایک بڈہا تہا خواجگان شہر مین سے۔ وہ سب سے زیادہ روتا تہا یہانتک کہ آنسوؤن کا مینہ اوسکی ڈاڑہی سے برابر برستا تہا۔ حضرت زینب کی باتین سُنکے کہتا جاتا تہا کہ اے دختر خاتون قیامت۔ آپ سچ فرماتی ہین۔ آپکے بزرگ ہمارے بزرگون سے بہتر۔ آپکے گہرانیکے جوان ہمارے جوانون سے شریف تر۔ آپکے یہان کی خواتین سب خاتونون سے پاکیزہ تر ہین۔ یہ جانگداز حادثہ جو واقع ہوا قیامت تک کوفیون کی بدعہدی اور بدنامی کا باعث ہوگا۔

روایت ہے کہ جب کسی کی نظر سر مبارک امام پر پڑتی تھی وہ ہیبت و سطوت سے بیہوش ہو جاتا تھا حضور کا سر اور سرون مین ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ستارون مین چاند چمکتا ہے۔

جب شہداے کربلا کے سر ابن زیاد کے پاس پہونچے تو اوسنے دوبارہ امام حسین کے سر کو اوٹھالیا اور منہ اور بالون کو دیکھنے لگا۔ ہاتھون مین اوسکے رعشہ آگیا اور ایسی ہیبت چھائی کہ وہ اچھی طرح دیکھہ نہ سکا ڈر کے مارے سر کو زانو پر رکھہ لیا۔ چہرہ کے نور سے چودھوین رات کا چاند ماند تھا اور گیسوے مشکین کی خوشبو سے مشام جان معطر ہوتا تھا فوراً ایک قطرہ خون سر سے اوسکی ران پر گرا کہ کپڑون سے گذر کے ران کو چھیدتا ہوا زمین پر غائب ہوگیا اور زخم اوسکا ران مین باقی رہگیا۔ سینکڑون علاج کئے مگر اچھا نہوا۔ ہوتے ہوتے اوس سے نہایت ناگوار بدبو آنے لگی جو دنیا کی کسی خوشبو سے نہ چھپ سکتی تہی آخر کار جب وہ مارا گیا تو ابراہیم اشتر نے اوسکی لاش کو مقتولان جنگ کے ڈھیر مین اوسی بدبو سے شناخت کیا۔ سر دربار حضرت زینب اور جناب زین العابدین نے اوسے بہت لعنت ملامت کی۔ ابن زیاد نے گھبرا کے اپنے ملازمون سے کہا کہ ان لوگون کو میرے سامنے سے لیجا کے جامع مسجد کے پاس فلان مکان مین رکھو۔ لوگون نے اس مصیبت زدہ قافلہ کو اوسی مکان مین جا اوتارا کوئی ابن زیاد کے خوف سے اونکے پاس اوس مکان مین نہ جاتا تھا۔

چند روز مین ابن زیاد نے سامان سفر درست کرکے زحر بن قیس۔ محصن بن ثعلبہ اور شمر بن ذی الجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ قافلہ اہلبیت کے ہمراہ ملک شام کو روانہ کیا۔ اثناے راہ مین جہان یہ لوگ قیام کرتے تھے نئی نئی کرامتین ظاہر ہوتی تہین جنکے بیان کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے چند کا ذکر اختصاراً کیا جاتا ہے۔

جب یہ لوگ حران کے قریب پہونچے تو ایک یہودی یحیی حرانی نام اس لشکر کے استقبال

کے لئے بستی سے باہر نکلا اور شہدا کے سرون کو دیکھنے لگا- ناگاہ اوسکی نظر جناب امام کے سر مبارک پر پڑی- دیکھتا کیا ہے کہ لبہاے اقدس جنبش مین ہین- تعجب سے پاس گیا تو سنا کہ یہ آواز آتی ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون- یحییٰ حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے- معلوم ہوا کہ حسین ابن علی کا- اوسنے کہا کہ صاحب سر کی مان کا کیا نام ہے- لوگون نے جوابدیا- فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم- یحییٰ اوسیوقت کلمہ شہادت پڑہکر مسلمان ہوگیا اور بولا کہ اگر اسکے نانا کا دین حق نہوتا تو یہ کرامت اس سر سے ظاہر نہوتی- فوراً عمامہ مصری کپڑے کا جو سر سے باندہے ہوے تھا اوتار کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور خاتونان اہلبیت کے نذر کیا- جامہ خز جو پہنے تھا حضرت امام زین العابدین کے سامنے پیش کیا اور ہزار درم دیکے التماس کی حضور جسطرح سے چاہین انہین صرف مین لائین- یہ حال دیکھکے لشکریون نے غل مچایا کہ تو والئ شام کے دشمنون کی خاطر کرتا ہے مورد عتاب ہوگا- یہان سے دور ہوجا- یحییٰ ذوق محبت مین ایسا سرشار تھا کہ فوراً تلوار نیام سے باہر نکال لی اور اونپر حملہ آور ہوا- پانچ ملعونون کو جہنم رسید کرکے خود بہی شہید ہوا- مزار اوسکا آج تک حران کے دروازہ پر مرجع خاص وعام ہے اور جو دعا وہان کی جاتی ہے مستجاب ہوتی ہے-

جب یہ لشکر منحوس شہر موصل کے پاس پہونچا تو اشقیانے وہان کے حاکم امیر عماد الدولہ کے پاس اطلاع کرادی کہ ہم حسین کے اور اونکے بیٹون- بہائیون- اقربا اور دوستون کے سر اور اونکے اہلبیت کو لائے ہین تم تزک واحتشام کے ساتھ ہمارا استقبال کرو- شہر کو آراستہ وپیراستہ کرکے آئینہ بندی کراؤ اور زروجواہر ہم پر سے نثار کرتے ہوئے ہمین شہر مین لیچلو- عماد الدولہ نے یہ سنکر دانتون مین انگلی دبلی اور شہر والون کو جمع کرکے کہا کہ بہائیو- سنگ آمد وسخت آمد- ان نابکارون کو شہر مین بلا کے خاطر کرنا اور انکی منحوس صورتون کو دیکھنا بدنامی کی بات ہے اگر تم

سبکی صلاح ہو تو مین اون سے یہ کہلا بہیجون کہ تمہارے شہر مین آنے سے مجہے احتمال فساد ہے
جسکا انتظام میرے بوتے کا روگ نہین بہتر ہے کہ تم باہر فلان مقام پر ٹہیرو ہم سامان دعوت
تمہین بہیجدینگے - تمام اہالیان شہر نے اپنے لائق حاکم کی بات کو پسند کیا - اون کمبختون کے لئے
رسد وہین بہیجدی گئی - وہ شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر شب باش ہوئے - رات کو سر مبارک
ایک پتھر پر رکہدیا بعد ازان ہر سال عاشورہ کے دن اوس پتھر سے خون تازہ ظاہر ہوجاتا تھا -
لوگ اطراف وجوانب سے اوسکی زیارت کو آتے تے - عبد الملک ابن مروان نے اپنی عہد حکومت
مین اوس پتھر کو اوٹھوا دیا پہر کسیکو اوسکا پتا نہ چلا مگر وہان کے باشندون نے اوس جگہہ ایک گنبد
بنوا دیا جسکا نام ابہی تک مشہد نقطہ مشہور ہے -

موصل سے چلکر یہ قافلہ نصیبین مین پہونچا - وہان کے امیر منصور (مونس) ابن الیاس نے
اونکی خاطر سے شہر کو آراستہ کیا - قدرت الٰہی سے اوسپر ایسی بجلی گری کہ پہر کوئی شہر والا ڈر کے
مارے ان ناپاک لوگون کے گرد بہی نہ پٹہکا -

امام اسمعیل نے ابو المخنوق سے روایت کی ہے کہ ہر شب پچاس آدمی سرون کی
حفاظت کے لئے مقرر کئے جاتے تھے اور وہ تمام رات جاگتے رہتے تھے - ابو المخنوق کہتا ہے
کہ ایک رات مجہے بہی شمر ذی الجوشن نے زبردستی اون پچاس آدمیون مین کردیا - باوجود ممانعت
کے سب ایسے سو گئے جیسے سانپ سونگہہ جاتا ہے - مجہے نیند نہ آئی مین جاگتا رہا - تہوڑی
دیر کے بعد دیکہتا کیا ہون کہ ایک آدمی بلند بالا - گندم گون - نورانی صورت - سفید کپڑے
پہنے آیا اور صندوق سے جناب امام کا سر نکالا چونکہ مین چوکیدارون مین تھا اسلئے جہپٹا کہ سر کو
چہین لون - ناگہان کسی نے ڈانٹ بتائی کہ او گستاخ - آگے نہ بڑہیو - یہ حضرت آدم علیہ السلام
ہین - فرزند حبیب خدا کے ماتم کے لئے تشریف لائے ہین - اتنے مین دوسری آواز کانون

آئی کہ اب جناب نوح علیہ السلام رونق افروز ہوئے۔ پھر حضرات ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام نے قدم رنجہ فرمایا اونکے بعد حضرت سید الانبیا نے معہ جناب علی مرتضٰی و امام حسن و جعفر طیار کے نزول اجلال فرمایا۔ سب انبیا تعظیم کے لئے سرو قد اوٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک کرسی نور کی آئی اوسپر حضور بیٹھے اور سب انبیا چارون طرف کھڑے ہو گئے۔ اب ایک فرشتہ ایک ہاتھ مین ننگی تلوار اور دوسرے مین عمود آتشین لئے آیا اور آتے ہی میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مین نے واویلا کرنی شروع کی کہ یا رسول رؤف و رحیم۔ مین اہلبیت کا دوست ہون مجھے زبردستی اشقیا نے پکڑ کے اپنے ساتھ لیلیا ہے۔ فرشتہ نے میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ میرا منہ سیاہ ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہی سزا اسکے لئے کافی ہو جائیگی۔ فرشتہ نے مجھے چھوڑ دیا۔ مین بیہوش ہو کے گر پڑا۔ صبح ہوتے مجھے ہوش آیا۔ دیکھتا کیا ہون کہ نگہبانون مین سے کوئی بھی نہین ہے مگر انچاس[۴۹] ڈھیر راکھ کے صندوق کے گرد پڑے ہین اور سر مبارک امام حسین اوسمین رکھا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب صبح کو شمر نے ابو الخنوق کو بلا کے یہ حال سنا تو وہ یہ سب ماجرا بیان کر کے زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ پتّہ اوسکا پھٹ گیا ہے۔ تمام لشکر مین ہلچل پڑ گئی اور بہت آدمی ساتھ آنے سے پشیمان ہوئے مگر اب سوائے آگے بڑھنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔

ابو سعید دمشقی سے روایت ہے کہ مین اوسی جماعت کے ہمراہ تھا جو سر امام کو یزید کے پاس لئے جاتے تھے۔ جب یہ لوگ دمشق کے قریب پہونچے تو اون مین کسی نے یہ خبر اوڑا دی کہ مسیب بن قعقاع خزاعی نے اس ارادہ سے ایک لشکر جرار جمع کیا ہے کہ تمپر شبخون مارے اور سرہائے شہدا اور اہلبیت کو تم سے چھین لیجائے۔ یہ سنکر سرداران لشکر کے پیٹ مین پانی پڑ گیا

اور باحتیاط تمام سفر کرنے لگے - ایک دن شام کو منزل پر پہونچے - اوس جگہہ ایک مستحکم دیر تھا سبکی یہ راے ہوئی کہ رات کی رات اسی دیر مین بسر کرو صبح ہوتے ہی اپنی راہ لینگے اگر کوئی حملہ کریگا تو یہ مضبوط قلعہ ہے کچھہ نہو سکیگا - پس شمر نے فصیل کے نیچے کھڑے ہو کے آواز دی دیر کے بڈہے سردار نے اوپر آ کے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم گردا گرد دیر کی فصیل کے کھڑا ہے - پوچھا کہ یہ لشکر کہان سے آیا ہے اور تم کون ہو - شمر نے جوابدیا کہ یہ ابن زیاد کا لشکر ہے اور کوفہ سے دمشق جاتا ہے - بڈہا بولا کیون - شمر نے کھا کہ عراق مین ایک شخص یزید سے باغی ہو گیا تھا - اوسے اور اوسکے ساتھیون کو قتل کر کے مقتولون کے سر یزید کے پاس لئے جاتے ہین - سردار دیر نے سرون کو نیزون پر دیکھا اور دریافت کیا کہ انکے سردار کا سر کدہر ہے - لوگون نے جناب امام ہمام کا سر اوسے دکھلا دیا - بڈہے نے نظر غور سے دیکھا تو ہیبت طاری ہو گئی اور کانپنے لگا پوچھا - اب تم یہان کس غرض سے آے ہو - شمر نے جوابدیا - ہمین خبر ملی ہے کہ مقتولون کے حامیون نے ایک لشکر جرار جمع کیا ہے اور ارادہ ہے کہ رات کو ہم پر شبخون مار کے سرون کو لیجائین - تمہارا دیر ایک محفوظ مقام ہے رات بہر ہمین یہان رہنے دو صبح چلے جائینگے - سردار نے جوابدیا کہ اتنے بڑے لشکر کی اسمین سمائی کہان - البتہ سرون کو اور اسیرون کو ہمارے ہان بہیجدو اور تم لوگ رات بہر دیر کے گرد چوکسی کرتے رہو صبح چلدینا - اس صورت مین اگر آج رات مین تم پر کسی نے حملہ بہی کیا تو جب سر اور قیدی تمہارے پاس نہونگے تو وہ بے نیل مرام واپس ہوگا - خاطر جمع رکھو کہ آج تک کسیکی دسترس ہمارے دیر پر نہین ہو سکی ہے - یہ بات سبکی سمجھہ مین آگئی - شمر نے سر امام کو ایک مضبوط صندوق مین مقفل کر کے معہ اور شہدا کے سرون اور اہلبیت کے وہان جانیکو تیار کر دیا - اب جس سے کہتے ہین کہ تم رات کو انکے ساتھہ وہان رہنا وہی کانون پر ہاتھہ دہرتا ہے کیونکہ سب ابوالخنوق کے واقعہ سے ڈر گئے تھے - آخر یہ قرار پایا

کہ صندوق وغیرہ کو کسی مضبوط مکان مین مقفل کر کے چلے آؤ صبح دیکھا جائیگا - ایساہی کیا گیا - پیر دیر نے امام زین العابدین کو نہایت اچھے مکان مین رکھا - چاہتا تھا کہ سر امام حسین کو پاس سے دیکھوں ناگاہ اوس گھر کی طرف جو نظر کی جسمین کہ سر شہدا رکھے تھے تو اوسے بے چراغ روشن اور بے شمع منور پایا - متحیر ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے - اسے تحقیق کرنا چاہیئے - اوسکے پاس ایک دوسرا گھر تھا جسکی ایک کھڑکی سے تمام حال اوسکے اندر کا بخوبی معلوم ہو سکتا تھا - یہ اوس کھڑکی مین جا بیٹھا - کیا دیکھتا ہے کہ وہ روشنی ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور چکا چوندہ سے آنکھہ نہین سامنے کی جاتی - القصہ غلبۂ نورانیت کے بعد ایک عماری نازل ہوئی اور جناب حوا علیہا السلام اور حضرت سارہ مادر اسحٰق وہاجرہ مادر اسمٰعیل وراحیل مادر یوسف وصفورا بنت شعیب وکلثوم خواہر موسیٰ وآسیہ زن فرعون ومریم مادر عیسیٰ بہت سی کنیزون کے ساتھہ تشریف لائین - حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور بعض ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ جمیع الانبیا والمرسلین آئین اور سر امام کو صندوق سے نکالکے ہر ایک نے زیارت کی - اب یکایک شور واویلا اور وامصیبتا کا بلند ہوا اور نالہ وزاری کی آواز سے چارون طرف ایک شور عظیم برپا ہو گیا اور ایک نورانی عماری نمودار ہوئی - کسی نے بڈہے کو للکارا کہ یہان سے ہٹ جا خاتون قیامت تشریف فرما ہوتی ہین - مرد پیر بیہوش ہو کے گر پڑا جب ہوش مین آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک پردہ حجاب کا اوسکے پیش نظر ہے اور کوئی دکھائی نہین دیتا البتہ آوازین کان مین آتی ہین اور گریہ وزاری سنائی دیتی ہے اور کوئی عورت سر وسینہ کوٹکے یہ بین کرتی ہے -

السلام علیک اے مظلوم مادر - وائے شہید معصوم مادر - وائے غریب مغموم مادر - اے میرے نور دیدہ - ہائے میرے فرزند پسندیدہ - غم نہ کہا مین تیرے دشمنون سے خاطر خواہ بدلا لونگی - روایت ہے کہ حضرت فاطمہ نے اوسدن مرثیہ کے طور پر چند اشعار بھی فرمائے تھے جنکا فارسی

ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

گر بہ نسبت ابر نیسان ہمچو من بگریستے	چشم پروین بر سحاب قطرہ زن بگریستے
کاشکے صد دیدہ بودے مردم چشم مرا	تا بصد دیدہ بران فخر زمن بگریستے
رشتہ موئے حسین آغشتہ شد در خاک و خون	چشم شب کوتا بران مشکین رسن بگریستے
یوسف مصر نبی را جامہ پرخون شد کجاست	دیدہ یعقوب تا بر پیرہن بگریستے
کوہ را گر گوش بودے تا شنیدے نالہ اش	با ہمہ سنگین دلی کوہ از حزن بگریستے
طفل خرد شہر بانو تشنہ لب شد آب کو	تا بران لب تشنہ شیرین دہن بگریستے

پیر ترسا یہ ماجرا دیکھکے بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تو کچھ بہی نہ تھا۔ اوٹھا اور اوس جگہہ گیا جہان جناب امام کا سر صندوق مین رکھا تھا۔ اوسکا تالا توڑ ڈالا اور سر مبارک باہر نکالکے اوسکے آگے زمین پر لوٹنے لگا اور حد سے زیادہ رویا پیٹا۔ پھر اوسے مشک و گلاب سے دہوکے سجادہ پر رکہا دو شمعین جلا کے اوسکے سامنے رکہدین اور دو زانو ہوکر دو رادب سے جا بیٹھا سر کی طرف دیکہتا تھا اور بکمال گریہ وزاری کہتا تھا کہ اے سر سروران عالم واے بہترین بنی آدم مین جانتا ہون کہ تو اوس جماعت سے ہے جنکا وصف توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ مین مذکور ہے۔ اوس خدا کیواسطے جس نے تجھے یہ جاہ و منزلت دی ہے کہ محرمان سرادقات عصمت تیری زیارت کو آتی ہین اور خاتونان سراپردہ نبوت تیرے لئے آہ وزاری کرتی ہین۔ مجھے بتادے کہ تو کون ہے۔ اوسی وقت فرمان رب ذی الجلال سے امام ہمام کے سر نے جوابدیا انا مظلومٌ انا مہمومٌ انا مقتولٌ انا غریبٌ یعنی ستم رسیدہ و غمدیدہ و محنت کشیدہ ہون اور قتیل تیغ دشمنان اور خانمان آوارہ ہون۔ یہ سنکر بڈہے نے عرض کی کہ حضور ابہی مین نہین سمجھا کچھ اور ارشاد ہو۔ سر امام نے فرمایا۔ اے شخص میرا حسب و نسب دریافت کرنا چاہتا ہے یا میرا سوز تشنگی

وتعب سنیگا۔ اگر نسب سے غرض ہے تو سُنلے انا ابن النبی المصطفٰے انا ابن الولی المرتضٰی مین پسر پیغامبر برگزیدہ ہون مین پسر ولی پسندیدہ ہون۔

من نور دو چشم مصطفٰے ام	فرزند علائے مرتضٰے ام
سر دفتر خاندان خویشم	بگزیدہ حضرت خدا ام
نے نے کہ غریب و ستمندم	مظلوم و شہید کربلا ام

پیر دیرانی مے یہ اندوہناک حال سُنکے فوراً اپنے مریدون کو بلایا جو شمار مین بہتر تھے اور من وعن سب حال اونہین کہہ سنایا۔ سبہون نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے۔ روتے ہوئے جناب امام زین العابدین کی خدمت مین حاضر ہوئے اور زنار توڑ توڑ کے کلمہ شہادت پڑہکر مسلمان ہو گئے۔ سبھون نے بالاتفاق عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ آپ ہمین حکم دین تو ہم سب باہر نکلکے ان ملعونوں پر شبخون مارین۔ ہمارے دلون کے بخار تو نکلجائینگے ہم مارینگے اور مر جائینگے۔ جناب امام زین العابدین نے فرمایا جزاکم اللہ خیرا۔ بھائیو۔ یہ شقی و بدم اپنے کیے کی سزا پا رہے ہین اور آگے بھی پائینگے۔ خداوند تعالےٰ عزاسمہ قیامت مین بھی اون سے انتقام لیگا۔ تم تکلیف نہ کرو جانے دو۔

جب صبح ہوئی تو سرون اور اہلبیت کو دیر سے باہر نکالکے اپنی راہ لی اور منازل و مراحل طے کرتے ہوئے شہر عسقلان تک پہونچے۔ وہان کا حاکم یعقوب عسقلانی امرائے شام مین سے تھا۔ معرکہ کربلا مین یزیدیون کے ساتھہ امام حسین سے لڑا تھا اور کوفہ سے اسی لشکر کے ساتھہ یہانتک پہونچا تھا اوسنے اپنے شہر مین آتے ہی حکم دیدیا کہ سارے شہر مین آئینہ بندی کرو۔ ہر گلی کوچہ آراستہ ہو۔ جابجا چوراہون اور بالاخانون پر ناچ گانے کی محفلین برپا کی جائین۔ شراب و کباب اوڑائے جائین اور عیش و نشاط کے جلسے قائم ہون افسوس

صد افسوس اونہین گلیچہ ٔون مین شہدا کے سر اور اہلبیت کو چارون طرف گلی گلی پہرانے لگے۔ اتفاقاً ایک نوجوان زریر خزاعی نام اوسیدن سوداگری کے ارادہ سے شہر مین وارد ہوا تہا۔ اوسنے تمام شہر مین مبارک وسلامت اور خوشی وخرمی کی دہوم جو دیکہی تو پوچہا کہ اس مسرت و فرحت کا باعث کیا ہے۔ لوگ یہ سنکے حیران ہوئے اور کہنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم یہان کے رہنے والے نہین ہو۔ زریر بولا مین آج ہی یہان آیا ہون۔ شہریون نے جوابدیا کہ عراق مین ایک گروہ نے یزید کی مخالفت مین علم بغاوت بلند کیا تہا۔ امراے شام وکبراے کوفہ نے اونہین اپنے کئے کو پہونچایا اور قتل کیا۔ دیکہو اون باغیون کے سر نیزون پر ہین اور اونکی مستورات اونٹون پر تمام شہر مین تشہیر کی جاتی ہین۔ اس فتح کی خوشی آج ہو رہی ہے۔ زریر نے سوال کیا کہ یہ لوگ مسلمان ہین یا مشرک۔ لوگون نے جوابدیا کہ ہین تو مسلمان مگر امام زمان کی اطاعت سے گردن کشی کی تہی زریر بولا آخر اس بغاوت کی کوئی وجہ بہی تہی۔ شہر والون نے کہا وجہ یہ تہی کہ ان لوگون کا سردار دعوی کرتا تہا کہ بمقابلہ یزید کے مین امامت کا زیادہ مستحق ہون کیونکہ میرے باپ اور بہائی بہی امام تہے۔ اس بات سے زریر کے کان کہڑے ہوئے اور پوچہنے لگا کہ اونکے سردار کا اور اوسکے مان باپ اور بہائی کا نام کیا تہا۔ لوگون نے جوابدیا کہ سردار انکا حسین ابن علی ابن ابی طالب تہا۔ اوسکی مان کا نام فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور بہائی اوسکا حسن ہے جس نے یزید کے باپ سے صلح کر لی تہی۔ زریر نے یہ باتین سنین اور نعرہ آہ کا مار کر پہر دوڑا ہوا اہلبیت کے اونٹون کے پاس چلا گیا۔ جون ہی اوسکی نظر امام زین العابدین پر پڑی ڈاڑہین مار کے رونے لگا۔ شاہزادۂ عالم نے فرمایا اے جوان۔ آج تمام شہر مین بزم طرب آراستہ ہے لیکن تو کیون مغموم ہے۔ زریر نے عرض کی۔ حضور مین اس شہر مین آج ہی مسافرانہ وارد ہون۔ خدا نکرے کہ مین ان کمبختون مین سے ہون۔ مین حضور کی قدر ومنزلت جانتا ہون اور نادم وخجل

ہون کہ آج یہان کیون ان پہنسا جو یہ اندوہناک ماجرا دیکہا اگر آج اپنے قبیلہ مین ہوتا تو ان ملعونون کو گستاخیون کا پورا پورا مزا چکہا دیتا۔

چہ کنم چہ چارہ سازم کہ اسیر و دردمندم		بکجا روم چہ گویم کہ غریب و مستمندم
سر گریہ دارم اکنون لب خندہ گشت بستہ		بہر از غم بگریم بچہ خوشدلی بخندم

اوسکی ہمدردی سے حضرت زین العابدین بہی رونے لگے اور فرمایا۔ اے جوانمرد۔ تجہسے بوئے آشنائی آتی ہے حق جل وعلی تجہے جزائے خیر دے۔ زریر نے ہاتہ جوڑ کے عرض کی۔ اے مخدوم زادۂ والاشان میرے لائق کوئی خدمت فرمائیے تاکہ تعمیل کرکے اپنی خوش قسمتی تصور کرون شاہزادہ نے ایک آہ سرد بہر کے ارشاد کیا۔ اے بہائی۔ اگر تجہسے ہو سکے تو اوس آدمی کو جسکے پاس میرے باپ کا سر ہے اہلبیت کے اونٹون کے پاس سے ہٹا دے تاکہ نامحرمون کا ہجوم ہماری عورات سے دور ہو جائے تیرا بڑا احسان ہوگا۔ زریر نے جاکے اوس آدمی کو پچاس اشرفیان دین اور اوسے آگے بڑہا دیا اوسکے ساتہہ ہی وہ لوگ بہی دور ہو گئے جو سر کا تماشا دیکہنے کو ساتہہ لگے ہوئے تہے۔ زریر نے آکے پہر پوچہا۔ اے ابن رسول اللہ۔ کچہہ اور فرمائیے جسے بجالاؤن۔ حکم ہوا۔ اگر کچہہ کپڑا ہو تو ہماری عورتون کے لئے دیدے۔ زریر نے فی الفور دو دو جامے لاکے نذر کئے اور جناب امام زین العابدین کی خدمت مین ایک جبہ وعمامہ وعبا پیش کی۔ اسی اثنا مین زریر نے دیکہا کہ بازار مین ایک شور برپا ہوا اور شمر ذی الجوشن ایک جماعت کے ساتہہ نعرے مارتا اور خوشی مناتا ہوا گہوڑے پر آیا۔ غیرت دین اور حمیت اسلام نے زریر کے دل مین جوش مارا اور بے اختیارانہ بڑہکے شمر کے گہوڑے کی باگ تہام کر کہا۔ اے لعین بے دین اور اے شقی پر کین۔ تو جانتا ہے کہ تو نے کسکے سر کو نیزہ پر چڑہا رکہا ہے۔ اور یہ فرزندان رسول اور نور دیدۂ بتول ہین جو اس ذلت وخواری سے اونٹون پر سوار ہین۔ خدا تم

لوگون کے دونون ہاتھ قطع کرے اور تمہاری دونون آنکھین بے نور ہوجائین - تمپر عقوبت
کی مار ہو اور دل تمہارے ہمیشہ پریشان و پراگندہ رہین - یہ سُنکے شمر نے اپنے ملازمون کو للکارا کہ
اس بے ادب کو تیغ و خنجر سے سزا دو - لوگون نے زریر پر حملہ کیا اور مردمان شہر نے اینٹون اور
پتھرون سے اوس غریب کی خبر لی - بیچارہ سخت مجروح ہوکے گر پڑا اور بیہوش ہوگیا - لوگ اوسے
مردہ سمجھکے چھوڑ گئے - آدھی رات کو آنکھین جو کھلین تو لنگڑاتا ہوا بہزار خرابی ایک طرف چلا گیا -

ابو العباس نے حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اس لشکر اور
سرون کے آمد آمد کی خبر دمشق مین پہونچی تو حکم ہوا کہ سارے شہر کو آراستہ کرو - مین تجارت
کے لیئے ولایت شام مین گیا ہوا تھا جب دمشق مین داخل ہوا تو یہ دہوم دہام دیکھی دلمین سوچا
کہ آج کسی عید کا دن بھی نہین ہے شاید یہان والون نے اپنے ہان کوئی نئی عید تصنیف کرلی
ہے - اسی حیرت مین تھا کہ ایک شخص نے مجھہ سے سلام علیک کی - مین نے اوس سے دریافت
کیا - کیون صاحب - آج تمہارے شہر مین یہ شادی اور دہوم کس باعث سے ہے - اوسنے پوچھا
کہ جناب کیا آپ اعرابی ہین - مین نے کہا - ہان - مین اصحاب رسول اللہ صلعم سے ہون اور میرا نام
سہل ساعدی ہے - یہ سنتے ہی وہ رونے لگا اور کہا کہ آج مین اس تعجب مین ہون کہ آسمان اہلبیت
کی مصیبت پر خون کیون نہین برساتا اور زمین ان لوگون کو نگل کیون نہین جاتی - مین نے کہا -
خیر تو ہے یہ کیا کہتے ہو - اتنے مین ایک ہلڑ برپا ہوا - بہت سے سوار نیزون پر سر چڑہاے ہوئے
آے جنکے پیچھے کچھہ عورتین اونٹون پر سوار تہین اور سبکی آنکھون سے آنسوؤن کی جھڑی لگی
ہوئی تھی - اوس مرد بزرگ نے مجھسے کہا - دیکھو یہ سر حسین نیزہ پر بلند ہوا ہے اور خاتونان
اہلبیت اونٹون پر ہین - یہ سنکے مین آپے مین نہ رہا اور شتران اہلبیت مین دوڑا ہوا چلا گیا -
ایک نیزہ پر ایک سر تھا جسکی شکل بالکل آنحضرت صلعم سے ملتی تھی - اوسے دیکھتے ہی مین بھی

پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا- اہلبیت مین سے کسی عورت نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے پیرمرد تم کیون روتے ہو- کیا خدانخواستہ تمہارے دشمنون پر بھی کوئی مصیبت پڑی ہے یہ سنکے مجھے اور بھی زیادہ رونا آیا لیکن اپنے دلکو سنبھالکے اوس سے پوچھا من انت یعنی آپ اپنا حسب نسب بیان فرمایئن- اوس فلک کی ستائی نے جوابدیا- مین سکینہ بنت امام حسین ہون یہ سنکے میرا سینہ شق ہونے لگا اور عرض کی- اے دختر خاتون قیامت- مین سہل ساعدی آپکے نانا صاحب کے صحابہ مین ہون- اگر کوئی حکم ہو تو بجالاؤن- شاہزادی نے فرمایا- ہان ہمپر اتنا رحم کرو کہ نیزہ دارون سے کہدو- میرے بابا کے سرکو آگے لیجایئن تاکہ شامی لوگ اوسکو تماشے کو بڑھین اور ہم نظر خلق سے تھوڑی دیر کے لئے بچین- مین سر مبارک امام حسین کے پاس پہونچا اور حامل سر سے کہا- مین تجھے چارسو درم دونگا تو آگے بڑھجا- اوسنے درم لیلیئے اور آگے چلا گیا- وہان سے مین چاہتا تھا کہ واپس ہون اور پھر خستران اہلبیت کے پاس پہونچ جاؤن مگر ممکن نہوا- اتنی بھیڑ تھی کہ ریلے اور دھکون کے مارے زمین پر پانون نہ جمتے تھے- پہلے سے مقرر ہو چکا تھا کہ سر اور قافلہ اہلبیت باب ساعات سے شہر کے اندر داخل ہونگے- مگر ہجوم کے باعث دروازہ کے اندر گھسا ہی نہ گیا- اسلئے وہان سے بڑھکے دروازہ توما سے شہر مین آئے- راوی لکھتا ہے کہ جب اونکا گذر جامع مسجد کے آگے سے ہوا تو ایک بڈھے نے امام زین العابدین کو دیکھکے کہا- شکر ہے خدا کا جسنے تمہارے اکابر کو ہلاک کیا- تم لوگون کے فتنہ و فساد سے دنیا کو آزاد کردیا اور یزید تمپر مستولی ہو گیا- جناب امام زین العابدین اوس بڈھے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص تو نے قرآن پڑھا ہے- اوسنے کہا ہان- جناب امام- تو نے یہ آیت دیکھی ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ بڈھا- ہان پڑھی ہے- جناب امام- فنحن ذوی القربیٰ یعنی پس ہم ہی تمہارے رسول کے وہ قرابت دار ہین جنکا ذکر اس آیہ کریمہ مین ہے

اور ہان اے پیر مرد تونے یہ آیت بہی دیکھی ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت یطھرکم تطھیرا -

بڈہا - ہان پڑہی ہے - **جناب امام** - ہم وہی اہلبیت ہین جنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے

یہ سنکے بڈہے نے تہوڑی دیر کے لئے سر جہکا کے غور کیا اور پہر ہاتہہ جوڑ کے التماس کی - اے

ابن رسول اللہ معاف فرمائے مین نہین جانتا تھا کہ آپ ایسے لوگ ہین اور دعا کے لئے ہاتہہ اوٹھا کے

بولا کہ الٰہی ان لوگون کی دشمنی سے مین نے توبہ کی - مین انکے دشمنون کا دشمن ہون اور انکے دوستون

سے محبت رکہتا ہون - اسکے بعد گر پڑا اور امام زین العابدین کے اونٹ کے پیرون مین لوٹنے لگا روتا تھا

اور کہتا تھا کہ اے خدا - اگر تونے میری دعا قبول کر لی ہے تو اسی وقت میری روح قفس عنصری سے

پرواز کر جاے - یہ دعا بہی اوس پیر مرد کی ملک قدیر نے قبول کر لی - اہلبیت سے ایک شور

واویلا کا اوٹھا اور جناب امام زین العابدین بہی اوسکے لئے بہت روے -

روایت ہے کہ یزید نے پہلے سے حکم دے رکہا تھا کہ میرا محل آراستہ کیا جاے پردے

زر بفت کے آویزان ہون - ہاتھی دانت کا مرصع تخت ایک صُفہ مین بچہایا جاے اور دیباے

رومی و ششتری اوسپر ڈالدیجاے - امراے شام کی کرسیان حوالی تخت مین ہون جب

شمر مع اپنے ساتہیون کے پہونچا تو حکم ہوا کہ اندر آئین اور سرون کو بہی لائین - اہلبیت کو الگ

صُفہ مین اوتروا دیا اور اوسکے آگے ایک پردہ ڈالدیا گیا - سرلا کے تخت کے آگے رکہدئے گئے

یزید ایک ایک سر کو دیکہتا تھا اور اوسکا حال پوچہتا تھا - جب سب سرون کو دیکہہ چکا تو کہا کہ

اب امام حسین کا سر لاؤ - شمر آدمی غدار اور چالیا تھا بشیر ابن مالک سے بولا کہ تم امام کا سر یزید کے

سامنے لیجاؤ - رجز پڑہتے جانا اور قتل امام پر بڑا فخر کرنا اور کہنا کہ مجہے معقول انعام ملے - غرض

شمر کی اس چال سے یہ تھی کہ قاتلان امام کی نسبت یزید کی راے معلوم ہو جاے -

بشیر نے امام حسین کا سر جا کے تخت کے آگے رکہدیا اور یہ رجز شروع کی -

اِملاء ماکابی فضۃ و ذھبا	انی قتلت الملک المحجبا	قتلت خیر الناس اما و ابا

یعنی میرے چارپایوں کو سونے چاندی سے پُر کر دے کیونکہ مین نے ایک بادشاہ عظیم الشان کو مارا ہے جو اپنے ماں باپ کی طرف سے بہترین مردم تھا۔

اسی طرح سے چند شعر اور جناب امام حسین کی فضیلت اور عالی خاندانی کے ثبوت مین پڑھے جنکے سنتے ہی یزید جل بھن کے کباب ہو گیا اور بولا۔ اگر تو حسین کو ان صفات سے موصوف سمجھتا تھا تو کیون قتل کیا مین تجھے کچھہ نہ دونگا بلکہ اولٹا اوسکے پاس پہونچاے دیتا ہون پھر حکم دیا کہ اسے محل سے باہر لیجا کے گردن اوڑا دو۔ دل چلے تو وہان بھی موجود تھے اونھون نے فوراً تعمیل کر دی اور اس ہاتھہ دے اس ہاتھہ لے کا سودا کر دکھایا۔ بشیر اون دس آدمیون مین سے تھا جنھون نے قتل امام حسین پر اتفاق کیا تھا۔ بعض مورخون نے لکھا ہے کہ یہ صورت ابن زیاد کی مجلس مین واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسکے بعد یزید نے امراے کوفہ سے پوچھا کہ تمنے حسین کو کیسے قتل کیا۔ زحر بن قیس و بروایتے شمر بن ذی الجوشن نے بیان کیا کہ یہ شخص معہ اپنے چند اقربا اور دوستون کے کربلا مین آیا۔ ہم لوگ لشکر عظیم کے ساتھہ اسکے سامنے جا پڑے اور بہت کچھہ سمجھایا کہ تم یزید سے بیعت کر لو اور ابن زیاد سے جا ملو مگر اوسنے ہماری ایک نہ مانی۔ ہمنے اوسپر حملہ کر دیا اور اوسے اور اوسکے ساتھیون کو مار ڈالا۔ سر اونکے آپکے پاس لے آے ہین اور لاشون کو وہین پڑا چھوڑا ہے یہ سنکے یزید نے سر جھکا لیا اور بڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر ایک طشت زرین مین جناب امام کے سر کو رکھوا کے اپنے سامنے منگوایا اور چوب دستی سے لبہاے امام کو چھو کے بولا کہ حسین کے لب و دندان بہت خوب تھے۔

روایت ہے کہ ایک ترسا بطور ایلچی کے قیصر روم کے دربار سے یزید کے پاس آیا تھا۔

اور بہت سے تحائف اور ہدایا بھی لایا تھا۔ اسوقت وہ بھی موجود تھا۔ سر امام کو دیکھتے ہی آبدیدہ
ہو کر بولا۔ اسے یزید میں آنحضرت صلعم کی حیات میں سوداگری کے لیئے مدینہ گیا تھا۔ چاہا کہ حضور
کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کروں لہذا اصحاب سے پوچھا کہ آپ کیا چیز پسند فرماتے ہیں معلوم
ہوا کہ خوشبو کی طرف بہت مائل ہیں۔ میں نے دو نافہ مشک اور تھوڑا سا عنبر اشہب لیا اور
روانہ ہوا۔ آپ اوسوقت جناب ام سلمہ کے ہاں تشریف فرما تھے میں نے جا کر سلام کیا اور وہ
خوشبوئیں حضور میں حاضر کیں۔ ارشاد ہوا کیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ ہدیہ محقر خدمت اقدس
میں لایا ہوں۔ جناب اقدس نبوی نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے کہا عبد الشمس کہتے ہیں
ارشاد ہوا کہ ہمنے تیرا نام عبد الوہاب رکھا اور اگر تو اسلام قبول کرے تو تیرا ہدیہ بھی لیلیا جائیگا۔
یہ سنکر میں نے نظر غور سے چہرہ مبارک کو دیکھا اور سمجھا کہ آپ وہی نبی ہیں جسکی خبر جناب
مسیح نے انجیل میں دی ہے۔ فوراً ایمان لے آیا اور واپس چلا گیا۔ اب میں اور میرے پانچ
بیٹے اور چار بیٹیاں مسلمان ہیں مگر کفار کے خوف سے روم میں اپنا مذہب پوشیدہ رکھتے ہیں
حالانکہ وزیر سلطنت روم ہوں مگر کوئی میرے حال سے واقف نہیں۔ اوسدن ام سلمہ کے
گھر میں نے اس صاحب سر کو اچھی طرح دیکھا تھا۔ اوس زمانہ میں یہ بہت خورد سال تھا جب
یہ سامنے آیا تو حضور نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور بغل میں لیکر لب و دندان کے
بوسے لئے اور فرمایا۔ اے میرے نور نظر جو تجھے ناحق قتل کرے خدا اوسپر کبھی اپنی رحمت
نازل نکرے۔ دوسرے دن حضور مسجد میں تھے اور میں پہونچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ یہ اور اسکا بڑا
بھائی دونوں آئے اور بولے آج ہم دونوں کشتی لڑے کوئی کسیکو پچھاڑ نہ سکا۔ آپ ہمارا فیصلہ
کردیں کہ کون ہم میں سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔ حضور نے اپنے دونوں دلبندوں کو پیار کیا
اور فرمایا۔ تمہیں کشتی لڑنا مناسب نہیں۔ جاؤ تھوڑا سا لکھہ لاؤ جسکا خط اچھا ہوگا وہی زیادہ

توی ہے - بچے تو تھے ہی دونون چلے گئے اور تھوڑی دیر مین کچھ لکھہ لاے - حضور نبوی
نے دونون کی تحریر کو ملاحظہ فرمایا اور بولے - بیٹیا - تمھارے باپ اس فن کے بڑے مبصر ہین
اون سے جا کے راے لیلو - دونون چلے گئے - آنحضرت بہی اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ
بہی حضور کے ساتھہ باہر نکل آے - سلمان سے میرا بڑا دوستانہ تھا مین نے اون سے
دریافت کیا کہ آج رسول مقبول نے دونون لڑکون کی تحریر مین محاکمہ کیون نہین کر دیا اونھون نے
جواب دیا کہ بہائی تم سمجھے نہین - اپنے دونون نواسون سے حضور کو ایسی قلبی محبت ہے جو نہین
چاہتے کہ ایک کے بہی دل پر حضور کی کسی بات سے میل آے اسلیئے اونکے جھگڑے کو اونکے
والد ماجد کے سر ڈالدیا - مین نے متعجب ہو کے سلمان سے کہا کہ براے خدا مجھے اسکی خبر لادو
کہ جناب علی مرتضی نے کیا فیصلہ کیا - سلمان نے کہا - ابکی ملاقات مین اوسکے نتیجہ کی خبر مین
تمکو کر دون گا - دوسرے دن جو ملاقات ہوئی تو سلمان سے معلوم ہوا کہ جب صاحبزادے اپنے
والد ماجد کے پاس گئے تو اونھون نے بہی یہی خیال کیا اور فرما دیا - بیٹا - یہ تو ذرا سی بات ہے اپنی
مادر مشفقہ سے جا کے پوچھہ لو - بچے اپنی مان کے پاس پہونچے - جناب فاطمہ سمجھگئین کہ نانا
اور باپ نے اپنے دلبندون کی دل شکنی گوارا نہ کی اور میرے اوپر چھپر رکھا - فرمایا کہ بیٹیا مین عورت
ذات خوشخطی کو کیا جانون - لیکن میرے پاس یہ سات موتی ہین انہین پہینکتی ہون جو انمین
سے زیادہ موتی میرے پاس چن لائیگا اوسیکا خط بہی اچھا ہے اور وہی بہت توی ہے - ادہر
جناب فاطمہ نے موتیون کے پہینکنے کا ارادہ کیا اودہر فرمان رب جلیل حضرت جبریل امین کو
پہونچا کہ اے جبریل - جلد جاؤ اپنے پرون کے اشارہ سے ایک موتی کے برابر برابر دو
ٹکڑے کر کے ساڑہے تین موتی حسن کی طرف کر دو - اور ساڑہے تین حسین کی طرف تاکہ
دونون بچون مین کسیکا دل ملول ہونے سے میرے حبیب کو صدمہ نہو - جناب جبریل نے

آدہے موتی انکے پاس اورآدہے اونکے پاس کردئے اور دونون صاحبزادے خوش خوش
اپنی والدہ مکرمہ کی گود مین چلے آئے۔ پس اسے یزید جن بچون پر محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور
فاطمہ زہرا اپنی جان قربان کرین اور خدا کو ایسی خاطر اون کی منظور ہو اونمین سے ایک کو تم لوگون
نے شربت الماس پلا کے اوسکے جگر کے ستر اور دو بہتر ٹکڑے کردئے اور دوسرے کو بھوکا
پیاسا دشت کربلا مین ذبح کرڈالا جسکے سر کو آج ذلت وخواری سے مین تیرے سامنے دہرا ہوا
دیکھتا ہون۔ اے کمبخت۔ قیامت کے دن تو کیا منہ لیکر خدا و رسول کے سامنے جائیگا۔ یہ سنکر
تمام دربار والون نے اپنے سینہ کوٹ لئے اور در و دیوار سے رونیکی صدا آنے لگی۔ یزید ڈر گیا
اور کہنے لگا۔ اے عبدالشمس۔ تو میرے ملک مین غدر کرانا چاہتا ہے اگر تو قیصر روم کا رسول نہ ہوتا
تو ابہی تجھکو مروا ڈالتا۔ عبدالوہاب نے جوابدیا۔ اے بے شرم۔ ظالم۔ بے انصاف۔ لعنت ہے
تجھپر کہ رسول قیصر کی تو ایسی حرمت کرتا ہے اور رسول داور کی عزت تیری نگاہ مین ذرا بہی نہین۔
یزید چلا اوٹھا کہ اس آدمی کو میرے سامنے سے دور کرو۔ لوگون نے عبدالوہاب کو باہر کردیا۔ اب
دن بہی ختم ہونے کو آیا۔ حکم دیا کہ چند قیدی عورتون کو بہی ہمارے سامنے لاؤ۔ ام کلثوم۔ زینب
و زین العابدین لائے گئے۔ یزید نے ہر ایک کا حال پوچھا۔ لوگون نے کہا کہ یہ ام کلثوم۔ یہ زینب اور یہ علی بن الحسین
ہے یزید نے کہا ہمنے سنا ہے کہ علی بن الحسین قتل ہوا اب یہ کہان سے آیا۔ لوگون نے جوابدیا کہ
حسین کے تین بیٹے تھے اونمین سے علی اکبر و علی اصغر مارے گئے یہ علی اوسط بیمار تھا اسلئے اوسے
گرفتار کرکے یہان لائے ہین۔ یزید کہنے لگا۔ اے لڑکے تو نے دیکھا کہ تیرا باپ اپنے نام کا خطبہ منبرون پر
پڑہوانا چاہتا تھا اور مسند خلافت پر بیٹہنا اوسے منظور تھا شکر ہے خدا کا کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا
امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے یزید۔ گریبان مین منہ ڈالکے سچ بتلا کہ یہ منبر ہمارے آبا و اجداد
کے رکھوائے ہوئے ہین یا تیرے باپ دادون نے انہین بنوایا تھا مسند خلافت ہمین زیبا ہے

یا تجھے۔ خیر۔ ہمارا تیرا جھگڑا قیامت مین فیصل ہوگا۔ یزیداِن باتون سے برہم ہوگیا اور ایک سپاہی کو حکم دیا کہ اسکو باہر لیجا کے قتل کردے اور سر میرے سامنے لے آ۔ سپاہی نے اونکا ہاتھہ پکڑا ہی تھا کہ حضرت ام کلثوم نے دوہتڑا وسے مارا اور فرمایا کہ اے ابن ہند۔ اس بچہ کو تو چھوڑ دے۔ واللہ۔ سوا اسکے اب کوئی محرم دختران رسول اللہ کا نہین رہا ہے اور ایک آہ دردناک کھینچکے یہ شعر پڑہا۔

حسینک مقتول ونسلک ضایع	انادیک یاجداہ یاخیر مرسل

یعنی اے ناناجان تم سیدالمرسلین ہو۔ فریاد ہے تمہارے حسین کو ان ظالمون نے قتل کرڈالا اب تمہاری نسل کو بھی ضایع کیے دیتے ہین۔

اس بیت کو سُنکے یزید کا ہر جزو بدن کانپنے لگا اور قتل سے دست بردار ہوا۔ شاہزادہ کو پاس بلا کے اپنے بیٹے کے پاس بٹھالیا اور بولا۔ اے علی۔ میرا بیٹا اور تم ہمسن ہو اس سے کشتی لڑوگے۔ جناب زین العابدین نے فرمایا۔ کشتی کیا۔ ہم دونون کے ہاتھہ مین تلوار دیدے پھر تماشا دیکھہ۔

راوی لکھتا ہے کہ اب شام ہوگئی اور نوبت خانہ بجنے لگا۔ پسر یزید امام زین العابدین کی باتون سے جلا تو بیٹھا ہی تھا بول اوٹھا کہ اے ابن حسین۔ یہ نوبت میرے باپ کے نام کی ہے یا تیرے باپ کے نام کی۔ جناب امام نے فرمایا کہ ذرا تامل کر۔ ابھی جواب تجھے ملا جاتا ہے کہ اتنے مین نقارخانہ بند ہوگیا اور موذن نے ندائے اللہ اکبر بلند کی۔ شاہزادہ عالم نے فرمایا۔ اے پسر یزید سُنلے یہ نوبت میرے آبا و اجداد کی ہے جو قیامت تک قائم و برقرار رہیگی اور تو ناحق اس سرائے فانی مین پنج روزہ نوبت پر بھولا جاتا ہے۔ اے نادان لڑکے۔ دار الضرب امامت مین سکہ سعادت ہمیشہ ہمارے نام پر رہیگا اور منابر عزت وکرامت پر قیامت تک ہمارے

نام کا خطبۂ فضیلت پڑھا جائیگا۔

تا دورِ روزگار بود دور ماست	تا نام کائنات بود نام ماست

پھر حضور یزید کی طرف متوجہ ہوکے فرمانے لگے۔ اے یزید بتا تو سہی کہ جبریل امین ہمارے گھر آیا کرتے تھے یا تیرے۔ آیۂ تطہیر ہم لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہے یا تمہارے۔ لزوم محبتِ ذوی القربیٰ ہمارے باب مین ہے یا تمہارے لئے۔ یہ سُنکے لوگ شہزادہ زین زمان کی فصاحت پر عش عش کرنے لگے یزید کے بدن پر رعب سے رعشہ طاری ہوگیا اور بولا۔ اے ابن الحسین۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضور نے ارشاد کیا۔ میرے والد بزرگوار کے قاتل کو مجھے دیدے تاکہ اوسے اسیوقت جہنم واصل کرون یزید نے سرداران کوفہ کو بلا کے پوچھا کہ حسین کو کسنے مارا ہے۔ اونہون نے جوابدیا کہ خولی بن یزید نے حکم ہوا کہ خولی حاضر ہو۔ خولی پہلے سے بشیر بن مالک کا مآل دیکھہ چکا تھا ڈرا اور سامنے آکے محض انکار کرگیا کہ حاشا وکلا مین نے اونہین نہین مارا۔ یزید نے اوس سے کہا کہ پھر کسنے قتل کیا۔ خولی بولا سنان بن انس نے۔ اوسے جو بلایا تو وہ کہنے لگا کہ لعنت بر قاتلانِ حسین۔ یہ سنکر یزید آپے مین نرہا اور بولا کہ اے ملعونو۔ بتاتے نہین کہ حسین کو کسنے ذبح کیا۔ لوگون نے جوابدیا کہ شمر بن ذی الجوشن نے اونکا سر اوتارا ہی اب شمر بلایا گیا اور یزید نے اوس سے دریافت کیا کہ تو نے ہی حسین کو شہید کیا ہے۔ اوسنے بھی صاف یہی جوابدیا کہ معاذ اللہ۔ مین کیون اس ناشائستہ حرکت کا عذاب اپنے سر لیتا۔ یزید نے کہا۔ اے شقی۔ سب اسی بات پر متفق ہین کہ تو نے مارا ہے۔ شمر نے جوابدیا۔ سب جھوٹے ہین اور مجھے تہمت لگاتے ہین۔ اوسوقت یزید پر حد سے زیادہ غضب مستولی ہوگیا اور لال پیلا ہوکے شمر سے کہنے لگا کہ نہین۔ تجھی کو قاتل حسین کا پتا بتانا پڑیگا۔ نہین تو ابھی تیرا سر بھُٹے کی طرح اوڑا دیتا ہون۔ شمر سوچا کہ اب سر پر آپڑی۔ تم کیون چوکتے ہو۔ سارے دربار کو اپنی

طرف مخاطب کیا اور بآواز بلند کہا۔ ایہا الناس۔ قاتل حسین وہ ہے جسنے قبائل عرب کو جمع کر کے بیت المال کے دروازے کھولدئے اور لشکر کو گھوڑے۔ ہتیار۔ خرچ اور خلعت دئے اور کہا یا کہ شوق سے جاؤ اور حسین سے لڑو۔ اب آپ سب حاضرین دربار سمجھ لین کہ قاتل حسین کون ہے مین نام نہین لونگا۔ یہ سُنکے یزید نے شرم سے سر جھکالیا اور بولا۔ تم سب میرے سامنے سے دور ہو لعنت خدا کی تم سب پر۔ پھر امام عالی مقام سے پوچھا کوئی اور حاجت رکھتے ہو تو بیان کرو حضور نے ارشاد کیا۔ میرے باپ کا سر مجھے دیدے تاکہ سب سرون کو لیجا کے اونکے تنون سے ملادون۔ یزید بولا کہ اچھا یہ بات تمھاری مان لی کچھ اور مانگو۔ صاحبزادہ نے فرمایا کہ مجھے اور اہلبیت کو مدینہ بھیجدے تاکہ ناناجان کے روضہ منورہ پر طاعت وعبادت الٰہی مین مشغول رہون۔ یزید بولا کہ یون ہی ہوگا اور جو مرضی ہو بیان کرو۔ شہزادہ عالم وعالمیان نے فرمایا کہ بس ایک خواہش یہ اور باقی ہے کہ کل جمعہ ہے مجھے اجازت ملے کہ منبر پر خطبہ پڑھون۔ یزید نے کہا۔ یہ آرزو بھی آپ کی برآئیگی کل کی خطابت آپ ہی کے ذمہ ہے مگر جب دوسرا دن ہوا تو کچھ سوچ سمجھ کے وعدۂ خطابت سے پشیمان ہوا۔ ایک اور شخص شامی کو جو بڑا فصیح وبلیغ تھا خطبہ کے لئے مقرر کردیا۔ منادی ہوگئی کہ سب لوگ جامع مسجد مین حاضر ہون۔ جب نماز جمعہ مین سب جمع ہوگئے تو خطیب منبر پر گیا اور آلِ ابوسفیان کی تعریف ومدح کرنے لگا اور آلِ ابوطالب کی مذمت شروع کی۔ بطلان حسین اور احقیت واولیت یزید عیان کی۔ حضرت زین العابدین سے نرہا گیا۔ آواز دی۔ یا شامی بئس الخطیب انت یعنی اے شامی۔ تو برا خطیب ہے۔ اس قوم نے تو رضائے مخلوق کو غضب خالق سے مقدم سمجھا ہے اور دین کو دنیائے دون سے بدل لیا ہے تو اخیار کی مذمت اور اشرار کی مدح کرتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسکے بعد جناب زین العبا نے یزید سے فرمایا کہ اپنا وعدہ وفا کر تو نے کل مجھسے عہد کیا تھا

یزید نے جواب دیا کہ تمہارے منبر پر جانیکی مین کوئی ضرورت نہین دیکھتا۔ تم یہین سے جو چاہتے ہو کہہ لو۔ یہ سنتے ہی اہل دمشق نے شور مچانا شروع کیا اور اشراف شام کھڑے ہو گئے کہ نہین ہم تو اہلِ حجاز کی باتین سنینگے اور دیکھینگے کہ حجازیون کی فصاحت و بلاغت کس درجہ کی ہے۔ یزید بولا۔ اے اہل شام۔ یہ لڑکا ہاشمی ہے جو افصح عرب ہین۔ منبر پر جاتے ہی آلِ ابوسفیان کی فضیحتی کر ڈالیگا اور بنی امیہ کو برا بھلا کہیگا۔ اکابر دمشق نے کہا کہ نہین۔ بچہ ہے اس سے یہ کب ہو سکیگا جانے دو۔ شاید یہ اپنے نانا کے کچھ اقوال بیان کرے جن سے ہمین بھی کچھ نہ کچھ استفادہ حاصل ہو جاے۔

جب دمشق کے بڑے بڑے لوگ اصرار کرنے لگے تو یزید اونکی فرمائش رد نکر سکا اور شاہزادۂ والا تبار منبر پر جلوہ افروز ہوئے یہ معلوم ہوا کہ منبر مین جان پڑ گئی۔ مسجد جگمگانے لگی اور محرابین زبان حال سے عرض کرتی ہین۔

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی

سب سے پہلے آپنے حمد الٰہی اور نعت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اس فصاحت و بلاغت سے بیان کی کہ فصحاے شیرین زبان اوسکی تعریف سے قاصر اور بلغاے زیبا بیان اوسکی توصیف سے عاجز ہو گئے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد پند و نصایح کی باتین اس طرح سے فرمائین کہ حاضرین کے دل اونکی تاثیر سے نرم اور سامعین کے سینے اونکے تصرف سے گرم ہو گئے۔ اسکے بعد فرمانے لگے۔

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید	داستان غم پنہانی من گوش کنید
قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید	گفتگوئے من و حیرانی من گوش کنید

اے اہل شام۔ جو کوئی مجھے پہچانتا ہو جانے اور جو نہجانتا ہو پہچان لے کہ ہم فرزند رسول مختار

اور ہم ابن المصطفےٰ سید الاخیار ہیں۔ ہم پسر صاحب معراج۔ ہم مالک تاج و دواج ہیں۔ ہم جگر گوشۂ صاحب براق۔ ہم افضلترین آدمیان بالاتفاق ہیں۔ ہم لختِ جگر مسافرِ سفرِ سبحان الذی اسریٰ اور مجاور حرم قاب قوسین او ادنیٰ ہیں۔ ہم ناز پروردۂ آغوشِ خطیب فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ اور عندلیبِ گلشن علمہ شدید القویٰ ہیں۔ ہم سوارِ دوشِ خواجہ یثرب و بطحا اور صدر مسندِ اجتبا و اصطفا ہیں۔ ہم نور دیدۂ حبیب حضرت اللہ یعنی پسر محمد رسول اللہ ہیں۔ ہم سرور سینۂ شہسوار مضمار ہل اتیٰ۔ و شہریار تختگاہ لافتیٰ ہیں۔ ہم مفتاح خزانۂ انا مدینۃ العلم و علی بابہا ہیں۔ ہم پسر صاحب مناصب و مظہر العجائب و الغرائب یعنی علی ابن ابی طالب ہیں۔ جسوقت شاہزادہ والامناقب کے منہ سے ''انا ابن'' یعنی ہم نکلتا تھا خلق اللہ میں ایک شور مچ جاتا تھا۔ پھر فرمایا ہم فرزند دختر خیر المرسلین۔ سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ ہم قرۃ العین گوہر درج فاطمہ بضعۃ منی اور اختر برج من اذاہا فقد اذانی ہیں۔ ہم پسر مادر سادات اور شفیع عرصہ عرصات بتول عذرا یعنی فاطمہ زہرا ہیں۔ ہم فرزند سبط رسول و چشم و چراغ بتول امام مسموم ممتحن یعنی امیر المؤمنین حسن ہیں۔ ہم دلبند شہیدِ مظلوم اور غریب و مہموم نور دیدۂ مصطفےٰ و سرور سینہ مرتضیٰ مبتلائے میدان کرب و بلا یعنی حسین شہیدِ کربلا ہیں۔

اسوقت ساری محل سے فریاد و فغان کا شور اوٹھہ کھڑا ہوا۔ لوگون کے رونے پیٹنے سے تمام شہر دمشق مین کہرام پڑگیا۔ یزید اس واویلا سے ڈرا اور عام غدر کے خوف سے کانپنے لگا مؤذن سے اشارہ کیا کہ اذان دینا شروع کردے تاکہ جناب امام آگے کچھہ نہ کہہ سکین اور خاموش ہوجائین۔

مؤذن۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

امام زین العابدین۔ نعم لاشئی اکبر منہ۔ یعنی ہان ہان کوئی چیز اللہ سے بڑی نہین ہے

مؤذن - اشہد ان لا الٰہ الا اللہ -

امام - نعم شہد بہا لحمی و شعری و دمی و بشری یعنی ہان ہان اسکی گواہی میرا گوشت پوست میرے بال - میرا خون اور سارا جسم دیتا ہے -

مؤذن - اشہد ان محمداً رسول اللہ -

یہان پر حضرت زین العابدین نے اپنا عمامہ سر سے اوتار کے مؤذن کے آگے ڈالدیا اور گیسوئے مشکین پریشان کر کے فرمایا - اسے مؤذن - تجھے اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم - ذرا ٹھیر جا - مین دو کلمے اور کہہ لون - مؤذن خاموش ہو گیا اور حضرت فرمانے لگے -

اے پسر معاویہ - یہ رسول کریم تیرا نانا تھا یا ہمارا - اگر تو کہے کہ میرا تھا تو جھونٹ ہے اگر تو اپنا بتا بھی دیگا تو سارا عالم تجھے جھونٹا کہیگا - وہ تو ہمارے نانا تھے کیونکہ مین علی بن الحسین ہون پس تو نے میرے پیارے باپ کو جو بہترین عترت آن حضرت تھے کیون قتل کرادیا اور حیف صد حیف مخدرات سراوقات عصمت و طہارت کو ہر شہر اور بستی مین در بدر اور کوچہ بکوچہ پھرایا - اسپر دعویٰ ہے کہ مین کلمہ گوے رسول عربی ہون اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہون اے کمبخت - تجھے ذرا بھی شرم نہین آتی - اتنا کہکے فرط حزن و ملال سے حضور نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور فرمایا - اے لوگو سچ کہنا - آیا تم مین کوئی ایسا ہے جسکا نانا رسول خدا ہو - یہ سنکر لوگون نے اپنے سر پیٹ لئے اور گریہ و زاری نے اہل دمشق پر اپنا عمل دخل کر لیا - اکثر تو پچھاڑ کھاتے کھاتے بیدم اور بیہوش ہو گئے - جامع دمشق مین قیامت قایم ہو گئی - کوئی ایسا سنگدل نہ تھا جسکی آنکھون سے جوئے اشک نہ روان ہو -

یزید گھبرا کے اوٹھہ بیٹھا اور مؤذن کو ایک ڈانٹ بتائی کہ کمبخت - اقامت کہہ - پس اذان تمام کی گئی - لوگون نے جون تون نماز پڑہی - بعد نماز لوگون نے غم و غصہ سے یزید کو برا بھلا کہنا

شروع کردیا جسکا غلغلہ اور دبدبہ عوام مین پڑگیا - اب یہ وہ جگہہ ہے جہان ہمارا دل قابو مین نہین
رہتا اور آنسوؤن کے گلے کتنے ہی گھونٹتے ہین مگر نہین تھمتے اور نکلے ہی پڑتے ہین - اب
یزید بغلین جھانکنے لگا - جب کچھہ نہ سوجھی تو لوگون کی تالیف قلوب کے لیئے اکابر شام کو سمیٹ
بیٹھا اور حکم دیا کہ شمر اور امراے کوفہ کہان ہین - میرے سامنے حاضر کرو - ملعونون نے کیسا
غضب کیا کہ دنیا مین میرا نام بدنام کردیا - جب وہ لوگ آے تو اونکے منہ پر اونکو بہت سخت و سست
کہا اور بولا کہ اگر تم لوگ امام حسین کو زندہ میرے پاس لے آتے تو مین تمہاری اطاعت سے راضی
ہوجاتا اور اونکی خدمت کرتا - لعنت ہے ابن مرجانہ پر جسنے ایسی انہونی کی - پس اب مارکے بعد
دکھانیکو سنوار ہونے لگی اور اہلبیت کو اوسنے بڑی خاطر و مدارات سے اپنے ہی محل مین رکھا -

روایت ہے کہ جناب امام حسین کی ایک صاحبزادی چہار سالہ تھین جنہین حضور اپنی جان سے
زیادہ عزیز رکھتے تھے - جب سے آپنے شربت شہادت نوش فرمایا صاحبزادی ہمیشہ آپکو یاد کرتی
تھین اور اَیْنَ اَبِیْ اَیْنَ اَبِیْ کہا کرتی تھین یعنی میرے اباجان کہان ہین اونہین بلادو - لوگ
اوسے تسلی دیدیا کرتے تھے کہ وہ کہین گئے ہوئے ہین اب آجاینگے - اب کہ یہ سب لوگ
یزید کے محل مین تھے رات کو صاحبزادی نے خواب مین اپنے والد ماجد کو دیکھا - فوراً جاگ
پڑین اور فریاد و فغان کرنی لگین کہ میرے ابا کہان گئے ابھی تو اونہون نے مجھے گود مین لیا تھا
مجھے چھوڑکے کدہر گئے - اب طاقت جدائی نہین مجھے اونکے پاس پہونچادو ورنہ مین
رو رو کے اپنی جان دیدونگی -

بجز خون شربتے در خورد درد خود نمے بینم		بجز غم راحتے در روزگار خود نمے بینم

یہ سنکر اہلبیت مین کہرام پڑگیا - یزید اوسی محل مین تھا جاگ اوٹھا اور پوچھا یہ کیا ماجرا ہے -
لوگون نے حال بیان کیا - یزید نے حکم دیا کہ اوسکے باپ کا سر لیجا کے اوسے دکھادو تاکہ

اوسے ایک گونہ تسلی ہو۔ خادمان یزید سر مبارک کو ایک طبق سیمین مین رکھکے اور اوسپر ایک رومال سندس کا ڈہانک کے وہان لے پہونچے۔ شہزادی نے پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا گیا کہ رومال اوٹھا کے ملاحظہ کر لیجئے۔ صاحبزادی کا سر کو اوٹھا کے دیکھنا تھا کہ چھاتی پھٹ گئی اور سر کو کلیجہ سے لگا کے جان دیدی۔ اہلبیت مین پھر غم حسین تازہ ہو گیا۔

جب یزید کے پاس اس اندوہناک حادثہ کی خبر پہونچی تو ماتم پرسی کے لئے خود حاضر ہوا۔ دوسرے دن سامان سفر مہیا کر کے نعمان بن بشیر کے ساتھ اہلبیت کو مدینہ روانہ کر دیا۔ امام زین العابدین نے ۲۰ صفر کو کربلا مین پہونچکے پدر بزرگوار کے سر اور دیگر شہدا کے سرون کو اونکے جسمون سے ملا دیا۔

اثنائے راہ مین نعمان بن بشیر نے اہلبیت کی خدمت گذاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ اہلبیت جہان چاہتے وہان قیام کرتے اور جب چاہتے سفر کرتے تھے۔ یہ اور اسکے ہمراہی مثل غلامون کے ساتھ ساتھ تھے کسی بات مین کان نہین ہلاتے تھے غرضکہ نعمان بکمال ادب اونہین مدینہ پہونچا کے اور اون سے دعائین لیکے دمشق واپس گیا۔

روایت ہے کہ جب اہلبیت کی واپسی کی خبر مدینہ پہونچی تو وہ خاک سر پر اوڑاتے اور فریاد وزاری کرتے استقبال کو روانہ ہوئے۔ اولاد مہاجر وانصار اور صغار وکبار یہان تک کہ عورتین اور بچے بھی ہزار اضطراب وبیقراری سے گریہ کنان باہر نکلے جب امام زین العابدین اور اونکی بہنین اور پھوپھیان سامنے آئین تو لوگ فرش خاک پر لوٹنے لگے اور دیدہ گریان اور سینۂ سوزان سے قیامت بپا کر دی۔ اہل مدینہ تو استقبال مین تعزیت کر رہے تھے کہ اہلبیت نے اپنی سواری روضۂ مقدسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف موڑ دی اور وہان پہونچکے آواز دردناک اور جگر چاک چاک سے نعرے کئے۔ واجداہ وامحمداہ واسیداہ واسنداہ ہم آپکے یتیم خاندان اور غریب

دودمان ہین - ہم آپکے فرزندون کے غم مین سوزان وگریان ہین - ہم بادیہ ہجران کے محنت کشیدہ ہم صحرائے کربلا کے ظلم ومصیبت دیدہ ہین - اے نانا جان ہمنے کوفیون کی بیوفائی سے بڑے بڑے رنج پائے ہین - نانا جان - ہمنے شامیان بے شرم وحیا کے ہاتھہ سے بڑے بڑے ظلم اوٹھائے ہین - اے نانا - ہم تشنہ لب آبِ فرات ہین - اے نانا جان ہم گرمازدگانِ دشتِ عقوبات ہین - اے نانا جان ہم آپکے فرزند دلبند حسین کا سلام آپکے دربار مین لائے ہین اور اے نانا جان - اشقیا کی شقاوتین آپکے ننھے ننھے سے بچون پر آپکو سنانے آئے ہین -

اہلبیت نے اسطرح روضئہ رسول اللہ کو اپنے نالہ جانکاہ سے ہلا رکھا تھا - ناگاہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ طاہرہ سے نالان وگریان ہاتھہ مین وہ شیشہ خاک کربلا کا لئے ہوئے جو خون ہوگئی تھی برآمد ہوئین اور دوسرے ہاتھہ مین حضرت امام حسین کی بیمار بیٹی کا ہاتھہ تھا - اہلبیت نے جو ام المؤمنین کو دیکھا اور نظر کی کہ خاک بہی ہمارے غم مین خون ہوگئی ہے تو اونکا سوز ودرد اور بہی زیادہ ہوگیا - جناب امام مظلوم کی بہنون اور صاحبزادیون نے جناب ام سلمہ سے لپٹ کے ایسے ایسے بین کئے کہ پتھر کا جگر شق ہوتا تھا - بیمار صاحبزادی سے جو بلتا تھا اوسکے سینہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے -

ابن وعیل خزاعی سے روایت ہے کہ نزع کیوقت میرے باپ کی زبان بند ہوگئی اور منہ تمام سیاہ تھا - مین یہ حال دیکھکر ڈر گیا اور سب سے اسے پوشیدہ رکھا - ہمنے چھپا کے اونہین غسل دیا اور چپ چپاتے دفن کردیا - مین اونکے لئے نہایت رنجیدہ رہتا اور دل ہی دل مین گھٹا جاتا تھا - ایک رات کو مین نے اونہین خواب مین دیکھا کہ منہ آفتاب نصف النہار کو بہی شرماتا تھا اور کپڑے نہایت سفید نورانی تہے - مین نے متحیر ہوکے پوچھا - ابا جان - حق سبحانہ تعالے نے تمہارے ساتھہ کیا کیا - فرمایا - کیا تو نہین دیکھتا کہ بخشدیا - مین نے عرض کی کہ

مرتے وقت تو بہت بُری حالت تھی اوس سے تو کسی طرح کی امید نہ تھی - فرمایا - بیٹا - تو نے سچ کہا مین شراب کا عادی تھا اور یہ اوسی عادت کی شامت تھی کہ میرا منہ کالا ہو گیا اور زبان بند ہو گئی - جب تم لوگ مجھے دفن کر آئے ہو تو ناگاہ جناب رسول خدا نے قدم رنجہ فرمایا اور پوچھا کہ دعبل تیرا ہی نام ہے - مین نے عرض کی - ہان - ارشاد ہوا کہ وہ مرثیہ ہمین سُنا جو تو نے شہیدان کربلا کے حق مین لکھا ہے - مین نے اپنی وہ نظم حسب الارشاد التماس کر دی جسکا ایک شعر یہ ہے -

لا اضحک اللہ سن الدہر ان ضحکت		وآل محمد مظلومون قد قھروا

اودھر تو مین اشعار پڑہتا تھا اودھر حضور کی آنکھون سے آنسو روان تھے - ختم ہونیکے بعد فرمایا اچھا کہا ہے پھر میری شفاعت کی جس سے بخشش ہو گئی جسکا نتیجہ تو یہ دیکھتا ہے - پس حسین مظلوم کے لئے رونا موجب اجر جمیل و جزاے جزیل ہے -

قاتلانِ حسین کا حال

ناظرین ہماری اتنی سمع خراشی سے خود سمجھ گئے ہونگے کہ ایسے لوگون کا مال کار کیا ہوا ہوگا کیونکہ مثل مشہور ہے مصرع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست - اسلئے زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہ تھی لیکن اس بیان کے بغیر کتاب ناتمام تھی اور زمانہ کا حال ہی عجیب ہے کوتہ نظری اور خود رائی کا بھلا ہو - انہون نے ہر سر و ہر سودا کا معاملہ کر رکھا ہے - لہذا ہمکو اسکا لکھنا ضرور اور نہایت ضرور ہے -

حاکم نے بصحت ابن عباس روایت کی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے وحی بھیجی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ اے میرے سچے رسول - تحقیق مین نے یحیی ابن زکریا علیہ السلام کے انتقام مین ستر ہزار یہودی قتل کئے مگر تیرے پیارے دلبند حسین کے خون کے بدلے

ہین اون سے دو گنے یعنی ایک لاکہہ چالیس ہزار آدمی قتل کرونگا اور اون سے سخت انتقام لونگا
پس اے ناظرین باتمکین۔ ملاحظہ ہو کہ حق جل و علا قاتلان حسین سے کس درجہ ناخوش
ہے یعنی حضرت یحیی علیہ السلام مسلم الثبوت نبی ہین اون سے مرتبہ جناب مظلوم کربلا کا بڑہا
دیا۔ پہر جب ہم دیکہتے ہین کہ یہ حکم جناب باری کا من و عن پورا بہی ہوگیا تو ہمارا خیال اور بہی زیادہ
پختہ ہوجاتا ہے یعنی اول تو جنگ مختار مین بیشمار مخالفین حسین کا قلع و قمع ہوگیا۔ دوسرے
ابتداے سلطنت عباسیہ یعنی علی سفاح کے عہد مین دشمنون کا ناس ہوا۔ تفصیل اسکی
کتب تاریخ سے اظہر من الشمس ہے۔

کتب تاریخ کے دیکہنے والون پر بخوبی ظاہر ہے کہ جو لوگ شریک قتل امام ہوئے اونمین سے
کوئی بہی بغیر عذاب شدید کے دنیا سے نہ گیا۔ بعضے قتل ہوئے بعضے اندہے ہوگئے اور بعضون
کا منہ کالا ہوگیا۔ بعضے امیر کبیر تہے مفلس ہو کے بہیک مانگنے لگے اور وہ بہی کوئی نہین دیتا
تہا۔ بعض پانی پیتے پیتے مر گئے مگر پیاس نہ بجہی۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک جگہہ بڑا مجمع تہا
اور سب یہ کہہ رہے تہے۔ ہمنے خوب دیکہہ لیا کہ دنیا مین کوئی دشمن حسین مصیبت سے نہین
بچا۔ اوس جماعت مین سے ایک بڈہا بول اوٹہا۔ سب جہوٹ ہے مین بہی قتل حسین مین شامل
تہا آج تک ہٹا کٹا اور تندرست ہون وہ یہ کہہ ہی رہا تہا کہ چراغ ٹمٹمانے لگا۔ وہی بڈہا اشتعالک دینے
کو اوٹہا۔ ناگاہ چراغ سے ایک شعلہ بلند ہوا اور اوس بڈہے کو گہیر لیا۔ سارا جسم اوسکا جلتا تہا اور
وہ چارون طرف چلاتا پہرتا تہا کہ ہاے مین مرا ہاے مین مرا۔ لوگ بجہاتے بہی تہے مگر وہ آگ
اوسکا پیچہا نہ چہوڑتی تہی۔ وہ بہاگ کے دریا مین گر پڑا وہان بہی پانی اوسکے حق مین تیل ہوگیا۔
اوس آتش غضب الٰہی نے اوسے جلا کے خاک سیاہ کر دیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے

آتش سوزان نکند با سپند	آنچہ کند دود دل دردمند

اسیطرح ایک روایت سدی رضی اللہ عنہ نے کی ہے کہ ایک شخص نے میری دعوت کی مجلس مین اور بہی بہت سے لوگ جمع تھے۔ وہان باتون باتون مین معرکہ کربلا کا بہی ذکر آگیا کسی نے یہ کہدیا کہ جتنے آدمی روز عاشورہ قتل امام حسین مین شریک تھے وہ ضرور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوئے۔ استنے مین میر مجلس بول اوٹھا کہ مین بہی تو معرکہ مذکورہ مین موجود تھا یارون کا تو بال تک بیکا نہوا۔ وہ اپنی بات تمام نہین کر چکا تھا کہ چراغ سے شعلہ لپکا اور اوسے جلادیا۔

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از در حق بہر استقبال می آید	

روایت ہے کہ جس بدبخت نے سر مبارک جناب امام حسین کا شکاربند سے باندہا تھا وہ بڑا شکیل و خوبصورت تہا اوسکے حسن و جمال کا شہرہ دور و نزدیک پہونچ گیا تھا۔ معرکہ کربلا کے بعد اوسکی صورت ایسی بگڑی کہ کوئی اوسکے چہوٹے پیر نہ کہاتا تھا اور رنگت اوسکے توے کو شرماتی تہی۔ لوگون نے اوس سے پوچہا کہ تیرا کیا حال ہے۔ اوسنے بیان کیا کہ ہر روز دو شخص آکے مجہے پکڑ لیجاتے ہین اور آگ پر اوندہا لٹکا دیتے ہین اور پہر یہان چہوڑ جاتے ہین چنانچہ وہ کمبخت اسی عذاب مین گہل گہل کر مر گیا۔

واقدی سے روایت ہے کہ ایک بڈہا معرکہ کربلا مین شامل تھا۔ بعد شہادت امام ہمام کے اندہا ہوگیا۔ اوس سے جو اسکا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اوسنے ایک دن آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکہا کہ حضور آستین چڑہائے اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے تشریف لائے ہین اور سامنے ایک چمڑا بچھا ہے جسپر دس قاتلان حسین ذبح پڑے ہین۔ جب حضور کی نظر اس شخص پر پڑی تو اوسکو نہایت لعنت ملامت کی اور ایک سلائی مقتولون کے خون کی اوسکی آنکھون مین پہیر دی وہ اندہا ہوگیا۔

روایت ہے کہ شام مین قاتلانِ حسین مین سے ایک شخص کا منہ سوئر کا سا ہوگیا تھا۔ لوگ اوسے دیکہتے تھے اور عبرت کرتے تہے۔

روایت ہے کہ حسین ظالم بیرحم نے جناب علی اصغر کے حلق مبارک پر تیر مارا تھا اوسے ایسا عجیب وغریب مرض ہوا کہ پیٹ کی طرف حد سے زیادہ حرارت اور پیٹھہ کی جانب کمال سردی تھی آگے پنکھا جھلتے تھے اور پیچھے آگ مشتعل رہتی تھی مگر اسپر بھی تسکین نہین ہوتی تھی برابر یکسان واویلا مچاے چلا جاتا تھا۔ اس بلا کی پیاس اوسے تھی کہ مشکین کی مشکین چڑہا جاتا تھا مگر پیاس نہ بجھتی تھی۔ آخرش ایک دن اوسکا پیٹ پھٹا اور واصلِ جہنم ہوگیا یہان تک تو اختصار کے ساتھہ آپنے عام لشکریون کا حال سنا جو قتل امام عالیمقام مین شریک تھے۔ زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اونمین سے کوئی متنفس دنیا ہی مین سزا سے نہ بچا۔ اب تھوڑا سا حال خواص کا بھی سُن لیجیے۔

پہلے یزید کو لو۔ وہ جب قتل امام حسین سے فارغ ہوا تو جامہ مین پھولا نہین سماتا تھا۔ علاوہ سخت ترین امراض جسمانی کے اوس سے اور اور افعال شنیعہ بھی ایسے سرزد ہوئے جن سے کتے کوّے بھی گھن کھاتے تھے۔ یعنی سب سے پہلے اوسنے مدینہ منورہ کے خراب اور تباہ کرنے کا قصد کیا۔ یہان تک کہ تین دن کامل مدینہ دھڑی دھڑی کر کے لوٹا گیا حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر ملیامیٹ کر دیا گیا۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ اون ظالمان بیحیا نے ذرا اس بات کا پاس نہین کیا کہ یہ خانۂ مبارک جناب ختم المرسلین کا ہے۔ خاص مدینہ کے اندر سات سو صحابہ کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا اور جو جو حرکات ناشائستہ یزید کے لشکر نے مسجد نبوی اور روضہ رسول مقبول کے سامنے کین اونکا بیان کرنا بھی کسی بیحیا ہی کا کام ہے۔ اون اشقیا کو مسلمان ہوکے اتنا خیال نہ آیا کہ یہ فرشتون کے نازل ہونے کا مقام ہے۔ غرضکہ اس ظلم اور بے شرمی کے باعث تین دن متواتر مسجد نبوی مین نماز نہو سکی۔

اسکے بعد شامیون نے مکہ معظمہ کی طرف رخ کیا اور کعبہ شریف کی ہتک مین بھی کوئی بات

اوٹھا نہ رکھی - اتنے پتھر پہاڑون پر چڑھ چڑھکے منجنیقون سے کعبہ مین پھینکے کہ سارا صحن اٹ گیا اور کعبہ کے ستون ٹوٹ گئے - لباس کعبہ جلادیا اور دروازون کے پردے تنورون مین جہونکے کھانے پکاے - کئی دن تک کعبہ بے لباس رہا اور تمام اہل مکہ کو کھانا پینا نہ ملا اور نہایت ہی اذیت رہی - زنا - اغلام - شراب خواری - بہن کا نکاح بھائی سے اور اسی طرح کی اور خلاف شریعت باتین وہان اور تمام یزید کی عملداری مین مباح اور حلال کر دی گئی تہین جنکا ثبوت تاریخون سے بخوبی ہو سکتا ہے -

غرضکہ جب پیمانہ اوسکے ظلمون کا لبالب ہو کے چھلکنے لگا تو خاص اوسی دن جسدن کہ اوسکے لشکر نے خانۂ کعبہ کے ساتھہ ایسی انہونیان کی تہین یعنی ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ ہجری کو تین برس سات مہینے کی سلطنت کے بعد مقام حمص مین منتقم حقیقی جل جلالہ نے زنجیر نکبت یزید کے گلے مین ڈالکے اوس جگہہ مین ڈالدیا جو اوسکے لایق تہی فاعتبروا یا اولی الابصار خداوند حقیقی سب مسلمانون کو اپنی ہدایت اور نگہبانی مین رکھے -

یزید بہی اپنے بیٹے معاویہ کو اپنے حین حیات مین ولی عہد کر چکا تھا - لوگون نے اوسے تخت سلطنت پر بٹھادیا - معاویہ نے منبر پر جاکے خطبہ پڑہا اور حمد خداے برتر اور نعت سید البشر کے بعد بیان کیا - ایہا الناس - خلافت ایک بڑا بھاری بوجھہ ہے جو ہر ایک سے نہین اوٹھہ سکتا یہ کام خلفاے باصدق وصفا ہی کا تھا جو بڑی خوبصورتی اور خوش اسلوبی سے اسے کر گئے -

میرے دادا معاویہ بن ابی سفیان ناحق علی مرتضی سے لڑے - اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ علی ابن ابی طالب بہر صورت خلافت حقہ کے مستحق اور لایق تھے - اسیطرح میرا باپ یزید جو ہرگز ہرگز اہلیت اور کسی طرح کا استحقاق نہین رکہتا تھا تخت سلطنت پر متمکن ہوگیا اور اپنی حکومت کے استحکام کے لئے امام حسین فرزند رسول الثقلین کو شہید کیا اور اہلبیت اطہار کو ذلت

اور تکلیف دی آخر اپنے کئے کو پہونچا اور جوان اس جہان سے گیا۔ مین خوب جانتا ہون کہ حسین کو قتل کرنا بہت بری بات تہی اور اسکا مواخذہ میرے باپ سے ضرور ہوگا۔ نیز اوسنے مدینہ منورہ کو لوٹا۔ کعبہ کے ساتھہ بے ادبیان کین۔ منہیات شرعی کو مباح کردیا۔ جب سلطنت کی خاطر ایسی ایسی بے اعتدالیان ہوجاتی ہین تو مین ایسی چیز کو کبھی قبول نہ کرونگا۔ آل ابوسفیان مین سے جو چاہے اسے لیلے۔ مین نے اپنی بیعت سے سب مسلمانون کو آزاد کردیا یہ کہکے معاویہ منبر سے اوترآیا اور گوشہ نشین ہوکے عبادت الٰہی مین مشغول رہا۔ پھر کیسکو اپنا منہ نہ دکہلایا اور مرتے دم تک گھر سے باہر نہ نکلا۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۔ اللہ اکبر۔ باپ ویسا بیٹا ایسا۔ کیسکا اسمین کیا اجارہ ہے۔

روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد جنگ مین مختار بن عبید ثقفی کے ساتھہ لڑکے بہزار ذلت وخواری مارا گیا۔ جب مختار نے کوفہ پر قبضہ حاصل کیا تو حکم عام دیدیا کہ جو لوگ شریک قتل امام تھے اونہین چن چن کے اور ڈہونڈہ ڈہونڈ کے لاؤ چنانچہ کئی سو آدمی لائے گئے اور قتل ہوکے اپنے کئے کو پہونچے۔ جب ابن سعد کا پتا نہ لگا تو اپنے خاص آدمیون کو حکم دیا کہ جہان سے بنے اوسے پیدا کرو۔ اونہون نے اوسکے بیٹے حفص کو لا موجود کیا۔

مختار۔ تیرا باپ کہان ہے۔

حفص۔ خانہ نشین ہوگیا ہے۔

مختار۔ کیا خوب! یہ رے کی حکومت اب اوس سے کیسے چہوٹی جسکی خاطر اوسنے حسین کے گلے پر چہری پہیری تہی۔ اگر پہلے سے خانہ نشین ہوجاتا تو یہ آخرت کا وبال اوسکی گردن پر کیون پڑتا۔

آخرش ابن سعد اور شمر دونون تلاش کرکے لائے گئے۔ اونہین بڑی تکالیف کے ساتھہ

اس دنیا سے آزاد کردیا- اونکے ساتھہ حفص بیٹا ابن سعد کا بھی مقتول ہوا اور اونکے سر محمد
حنیفہ کے پاس روانہ کردئیے گئے۔

بعدازاں حکم عام دیدیا کہ معرکۂ کربلا مین جو لوگ ابن سعد کے ممد و مددگار اور شریک و یار تھے
اونھین جہان پاؤ بلا تکلف مار ڈالو- جب مختار کا یہ حکم چارون طرف مشہور ہوگیا تو مجرم کوفہ سے
بصرے کی طرف بھاگنے لگے- مختار کے لشکر نے بھی اونکا پیچھا کیا- جہان کسیکو پایا مار ڈالا- اوسکے
گھر کو جلا دیا اور لوٹ لیا-

جب خولی ملعون جس نے امام حسین کا سر مبارک اپنے ہاتھہ سے جدا کیا تھا قید ہوکے
آیا تو مختار نے پہلے اوسکے دونون ہاتھہ کٹوائے پھر دونون پیر جدا کرائے بعدازان جلا دیا
اور کسی مجرم کا نام تک نہ چھوڑا-

روایت ہے کہ مختار نے اپنے لشکر کے سپہ سالار ابراہیم بن مالک اشتر کو ابن زیاد کے قتل
اور گرفتاری کو بھیجا تھا- ابراہیم کا لشکر جب شہر موصل کی حد مین پہونچا ہے تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد
دریا کے کنارہ موصل سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر اپنا لشکر لئیے پڑا ہے- دوسرے دن
صبح سے شام تک برابر سخت لڑائی ہوئی- شام کو لشکر ابراہیم فتحمند ہوا- ابن زیاد نے تو دم بھاگا-
ابراہیم نے حکم دیدیا کہ مخالفین کا تعاقب کرو اور جو ملے مار ڈالو- المختصر بہت سی فوج ابن زیاد کی
ماری گئی اور وہ خود بھی قتل ہوا- لوگ ابن زیاد کا سر ابراہیم کے پاس لائے اوسنے اوسے مختار
کے پاس کوفہ بھیجدیا- مختار نے تمام اہل کوفہ کو جمع کرکے وہ سر دکھایا اور کہا- اے لوگو دیکھو
اور عبرت پکڑو کہ آخر خون حسین نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا اور اس درجہ کو پہونچا دیا-

روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور اوسکے سردارون کے سر کوفہ مین مختار کے سامنے رکھے
گئے تو ناگہان ایک بڑا سانپ نمودار ہوا- وہ اون سب سرون مین ہوکر ابن زیاد کی ناک مین

گہس گیا اور منہ سے نکل آیا۔ ذرا ٹہیر کے پہر گہسا اور نکل آیا اسی طرح تین بار اوسنے کیا پہر غائب ہوگیا۔

غرضکہ ابن زیاد وابن سعد۔ شمر ذی الجوشن۔ ابن الحجاج۔ قیس بن اشعث کندی۔ حکم بن طفیل اور زید بن مالک وغیرہ تمام اشقیا معہ اپنے ساتہیوں کے جو یزید کے اعوان و انصار تھے ہزاروں خرابیوں کے ساتہہ قتل کیئے گئے۔ قاتلوں نے اونکی لاشوں پر گہوڑے دوڑا کے اونہیں سرمہ سا کردیا۔ اللهم احفظنا من كل بلاء۔

مفتاح النجاۃ سے روایت ہے کہ یہ واقعہ ١٠ محرم ٦٧ھ کا ہے اسمین ستر ہزار آدمی شام کے لشکر مختار کے ہاتہہ سے خاک مین ملگئے اور اپنے کیئے کو پہونچے۔ مصرع

کانٹا کسی کو مت لگا گو مثل گل پہولا ہے تو

روایت ہے کہ جب مختار کا قبضہ کوفہ اور اوسکے گرد و نواح پر ہوگیا تو اوسنے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو مختار کے مقابلہ کو بہیجا۔ مصعب بن زبیر بصرے سے روانہ ہوکر مختار سے لڑے۔ اوسپر غالب آے اور مختار مارا گیا۔

بعد ازان عبد الملک نے صاحب حکومت و ثروت ہو کے مصعب کو مغلوب کیا۔ مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر مارے گئے۔

ابن عمرو لیثی سے روایت ہے کہ مین نے کوفہ کی دار الامارۃ مین امام حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے۔ ابن زیاد کا سر مختار کے پیش نظر۔ مختار کا سر مصعب کے آگے اور مصعب بن زبیر کا سر عبد الملک کے روبرو دیکہا تھا۔ مین نے یہ بات عبد الملک کے سامنے بیان کی۔ اوسنے اوسیوقت دار الامارۃ کو کہدوا کے پہنکوا دیا کہ یہ مکان بڑا منحوس ہے۔ غرضکہ جس مکان مین امام حسین کا سر آیا تھا اور ابن زیاد نے بیٹہکے اوسمین حکومت کی تہی اوسکا نام و نشان بہی نرہا۔

بالکل لاپتا ہوگیا - فاعتبروا یا اولی الابصار -

حضرت عبداللہ بن زبیر اوس زمانہ مین مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے - عبدالملک نے اون سے لڑنا چاہا لیکن اوسکی فوج صاف انکار کرگئی کہ ہم لوگ مکہ مین ہرگز خونریزی نکرینگے اسلئے عبدالملک خاموش ہورہا - ایک دن حجاج نے آکر اوس سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین ابن زبیر کا سر کاٹ لیا ہے - یہ سنکر عبدالملک سمجھگیا کہ حجاج اون سے لڑنیکو راضی ہے پس اوس نے اپنی فوج ساتھہ کرکے حجاج کو مکہ روانہ کیا - طائف اوسکا وطن تھا وہان سے اوسنے اور بہت سے آدمی اپنے ہمراہ لیلئے اور ابن زبیر پر چڑھائی کردی - اس معرکہ مین بھی کعبہ کی بہت بے حرمتی ہوئی اور تمام حرم محترم شہیدون کے خون سے لال ہوگیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

اب شام و عراق و حجاز و دیگر ممالک مین مروانیون کی حکومت قائم ہوئی اور بنی امیہ کی سلطنت ہزار مہینے رہکے غارت ہوگئی - جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آیہ کریمہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر مین حکومت بنی امیہ کے ہزار مہینے کی طرف اشارہ ہے -

روایت ہے کہ حضرت ہارون کی وفات کے بعد جناب موسیٰ علیہما السلام نے دعا کی تھی - یا الٰہی میرے بھائی ہارون نے انتقال کیا اوسے اپنی رحمت کاملہ سے بخشدے - وحی آئی کہ اے موسیٰ - تیری دعا سے مین اولین و آخرین سبکو بخش سکتا ہون بجز قاتل حسین ابن علی کے کہ مین خود اوس سے انتقام لونگا - پس کشندہ حسین آگ کے صندوق مین آتشین زنجیرون سے جکڑا ہوا عقوبات بیحساب مین گرفتار ہے اور قیامت تک یونہی رہیگا -

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور درخواست کی کہ مجھے مسائل شرعیہ تعلیم کیجئے - مجھے اوس سے کمال نفرت تھی کیونکہ باتین کرنے کیوقت

اوسکے منہ سے ایسی بدبو آتی تہی کہ میری قوت شامہ کو طاقت اوسکی برداشت کی نہ تہی۔ اوسکا سبب
پوچہنے مین بہی مجہے شرم آتی تہی۔ آخر ایک روز مجہسے نہ رہا گیا پوچہا کہ اس تعفن کا کیا باعث ہے۔ وہ
نہایت منفعل اور خجل ہوکر بولا کہ مین اپنا حال زار آپسے تو بیان کرتا ہون مگر براے خدا اوسکا
اظہار کسی اور سے نہ کرنا۔ مین عاشورہ محرم کے دن اون لوگون مین تہا جو دریاے فرات پر اسلئے
متعین تہے کہ لشکر حسین مین پانی نہ جانے پاے۔ جو کوئی پانی کی طرف آتا تہا ہم اوسے
روکتے تہے اور پانی نہین لینے دیتے تہے۔ واقعہ کربلا کے بعد مین نے آنحضرت صلعم کو خواب
مین دیکہا اور یہ معلوم ہوا کہ گویا قیامت قایم ہے اور مجہے ایسی پیاس لگی ہے کہ تڑپا جاتا ہون
جدہر دیکہتا ہون اور دوڑ دہوپ کرتا ہون پانی کا نشان نہین ملتا۔ اسی تلاش و جستجو مین دیکہا کہ
آنحضرت و علی و فاطمہ و حسن و حسین ایک حوض کے کنارہ تشریف فرما ہین اور پانی پلارہے ہین
مین آنحضرت صلعم کے سامنے گر پڑا اور پانی مانگا۔ حکم ہوا کہ اسے بہی سیراب کرو۔ کسی نے پانی
نہ دیا۔ مین نے پہر عرض کی۔ کچہہ نتیجہ نہ نکلا۔ اسی طرح تین دفعہ ہوا۔ جب چوتہی بار مین نے استغاثہ
کیا تو جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اس غریب کو پانی کیون نہین ملتا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ
یہ اون شخصون مین ہے جو لب فرات پر تشنگان لشکر حسین کو پانی کے پاس نہین پہٹکنے دیتے
تہے۔ ارشاد نبوی ہوا اسقوہ قطرانا پس قطران مجہے پلا دیا گیا۔ جب مین جاگا تو یہ بدبو
مجہہ مین تہی۔ امام حسن بصری فرماتے ہین کہ یہ حال سنکے میرے رونگٹے کہڑے ہوگئے مین نے
اوسے منع کردیا کہ اب میرے پاس ہرگز ہرگز نہ آنا۔ اسکے تہوڑے ہی دن بعد وہ شخص کُتے کی موت مر گیا
ابو المفاخر سے روایت ہے کہ ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے طواف خانہ کعبہ مین مشغول تہا
کہتا تہا کہ یا الٰہی میرا قصور معاف کردے گو مین خوب جانتا ہون کہ تو ہرگز نہین بخشیگا۔ سادات
و مشائخ حرم نے جمع ہو کے اوس سے کہا کہ اے عزیز۔ رحمت خدا سے نا امید ہونا کفر ہے۔

چاہے گناہون کا پشتارہ کتنا ہی بڑا کیون نہو بندہ جب درگاہ حق جل وعلا کی طرف توبہ کرکے رجوع
ہوتا ہے خدا تعالےٰ اوسے بخش دیتا ہے۔ یہ سنکر وہ آدمی زار و قطار رونے لگا اور بولا کہ اے لوگو۔ میرا
گناہ ناامیدی ہی کے قابل ہے کیونکہ مین اون لوگون مین سے ہون جو حسین کے ساتھہ لڑے
تھے اور بعد اونکی شہادت کے اوس گروہ کے ساتھہ ہوگیا جو سرہاے شہداے کربلا کو شام لیگئے
تھے۔ ہم لوگ منزل پر پہونچکے سرون کے گرد حلقہ کرکے بیٹھہ جاتے تھے۔ خوب شرابین پیتے تے
اور جو جیمین آتا وہ کرتے تے ایکدن اورسب تو شرابین پی پی کے سورہے مین اکیلا جاگتا رہا۔ کیا دیکھتا ہون
کہ دروازہ آسمان کا کھلا اور ایک خیمہ نور کا آکے حسین کے سر کے پاس ہوا مین ایستادہ ہوگیا۔
تین نورانی شکلون نے آکے سر امام کی زیارت کی۔ دیکھتا کیا ہون کہ ایک بزرگ جامہ سبز زیب بدن اور
عمامہ سفید نورانی سر پر کیے میرے اوپر کھڑے ہین مین نے کمال ادب سے دریافت کیا کہ حضور یہ
تینون بزرگوار کون ہین۔ کہا۔ اے ملعون۔ یہ مقربان درگاہ صمدیت جناب جبرئیل امین ومیکائیل
واسرافیل ہین۔ ہم یہ بات تمام نہین کر چکے تھے کہ جناب جبریل نے خیمہ کے نیچے جاکر آواز دی
انزل یا صفی اللہ جناب آدم وشیث وادریس نے تشریف لاکے سر مبارک کی زیارت کی۔ پھر جناب
روح الامین نے فرمایا انزل یا نجی اللہ حضرت نوح وسام رونق افروز ہوئے۔ پھر آواز دی انزل یا خلیل
اللہ حضرت ابراہیم واسمعیل واسحاق جلوہ فرما ہوئے دگر بارہ کہا انزل یا کلیم اللہ جناب موسیٰ وہارون
نے نزول اجلال فرمایا۔ اسکے بعد ندا کی انزل یا روح اللہ حضرت مسیح وشمعون تشریف فرما ہوئے
جو پیغمبر آتا تھا سر مبارک کی زیارت کرتا جاتا تھا۔ آخرش جناب جبریل امین نے فرمایا انزل یا حبیب اللہ
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی وحسن وحمزہ وجعفر طیار کے ساتھہ قدم رنجہ فرمایا۔ سر حسین نے
نانا کے قدم پر گرکے فریاد کی۔ اے نانا جان۔ ملاحظہ ہو کہ ان ستمگاران بیوفا اور ناہکاران پرجور
وجفا نے میرے ننھے ننھے بچون پر کیسے کیسے ظلم کئے ہین۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سر مبارک کو قدموں سے اوٹھا کے کلیجہ سے لگالیا۔ خوب روے اور فرمایا۔ بیٹا یہ سب اپنے کرتوتوں کا فرا چکھینگے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے گریہ وزاری مین حضور کا ساتھہ دیا۔ اسوقت جناب جبریل سامنے آے اور کہا کہ اے رسول اللہ۔ اگر حکم ہو تو اس گروہ نابکار کے ساتھہ وہ کرون جو قوم لوط کے ساتھہ کیا تھا۔ حکم ہوا کہ صبر کرو۔ اسکے بعد حضرت روح الامین بولے۔ حضورا اسوقت اور فرشتے بھی آے ہین اور کہتے ہین کہ ان پچاس آدمیون کو جو سرون کے گرد بدست پڑے ہین۔ مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے۔ جناب سید الثقلین نے فرمایا کہ اگر فرمان ایزدی یہی ہے تو تعمیل کرو۔ فرشتون نے گرز آتشین لئے۔ جسکے مارتے تہے وہ راکھہ تو دہ ہو جاتا تھا۔ جب میری نوبت آئی تو مین نے آنحضرت سے پناہ مانگی اور معافی چاہی۔ حضور نے فرمایا لا غفر اللہ لک یعنی اللہ تجھے کبھی نہ بخشیگا۔ اے اہل حرم۔ آنحضرت کی زبان مقدس سے یہ بات سُنکے مجھے ناامیدی ہو گئی ہے اور نکے فرمانیکے خلاف میری مغفرت نہوگی۔ اہل حرم نے دریافت کیا کہ یہ نقاب تو نے اپنے منہ پر کیون ڈال رکھا ہے۔ اوسنے نقاب جو اوٹھایا تو صورت اوسکی بالکل سوٗر کی سی تہی اور دانت باہر نکل آے تھے۔ مشائخین وسادات حرم نے اوسے باہر نکلوا دیا کہ کہین اسکے وبال مین ہم نہ گرفتار ہو جائین ابہی وہ حد حرم سے باہر ہو کے دس قدم ہی آگے نہ بڑہا تھا کہ یکایک اوس پر بجلی گری اور وہ آگ کا ڈہیر ہو کے رہگیا۔

کنز الغرائب مین ہے کہ شاہزادہ کونین جناب امام حسین کی شہادت کے بعد جابر بن یزید نے حضور کا عمامہ اپنے سر پر رکھہ لیا تھا۔ معاً دیوانہ ہو گیا۔ لوگون نے اوسے آہنی زنجیرون سے جکڑا۔ اوسی قید وسلاسل مین اپنی بوٹیان کاٹ کاٹ کے مر گیا۔ جعونہ حضرمی نے قمیص مطہر اوتار کے پہن لی تہی وہ مبروص ہو گیا۔ اوس کرتہ پاک مین ایکسو ستر سوراخ تہے جن سے معلوم ہوا کہ اتنے زخم حضور کے جسم نازنین پر لگے تھے۔ بعضے کہتے ہین کہ حضور کی قمیص عبد الرحمن ابن حصین

نے پہنی تھی وہ لعین مبروص ہو گیا اور سر اور ڈاڑھی کے بال گر کے ایسی صورت ہو گئی کہ لوگونکو عبرت ہوتی تھی۔ اسود بن خنظلہ نے ایک تلوار آپکی لیلی۔ اوسکو جذام ہو گیا اور تمام اعضا گلنے لگے۔ بڑی تکلیف سے موت واقع ہوئی۔ مالک بن یسار نے شاہزادہ عالم کا جوشن لیا تھا۔ اوسکی عقل جاتی رہی اور یاوہ گو بنگیا۔ کوچہ و بازار مین آدمی اوس سے دل لگی کرتے تھے اور لڑکے اینٹین پتھر پھینکتے تھے۔ آخر الامر کسی نے دل لگی مین ایسا پتھر مارا کہ سر اوسکا پھٹگیا اور وہ مر گیا۔ شواہد مین روایت ہے کہ شمر ذی الجوشن نے کچھہ اشرفیان حضور کے اسباب مین پائین۔ چند اون مین سے اپنی بیٹی کو دین کہ انکا زیور اپنے لیئے گڑھوالے۔ زرگر نے جسوقت اونہین آگ مین رکھا فوراً غائب ہو گئین۔ جب شمر کو اس بات کی خبر ہوئی تو زرگر کو بلا کے باقی اشرفیاں او سے دین اور کہا کہ انکو بھی گلا دے۔ چنانچہ اوسکی آنکھون کے سامنے وہ بھی اوسیطرح غائب ہو گئین

جناب امام عالی مقام کے ہمراہ چند اونٹ بھی تھے۔ بدبختون نے اونکو ذبح کر کے جب پکایا تو وہ ایسے تلخ ہو گئے کہ کوئی ایک نوالہ بھی منہ مین نہین رکھہ سکتا تھا۔

نوحہ کرنا جنات کا امام حسین کے غم مین

حبیب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے کانون سے اچھی طرح سنا کہ ایک جنیہ غم حسین مین روتی تھی اور یہ اشعار پڑھتی تھی۔

مسح النبی جبینہ ولہ بریق فی الخدود	ابواہ من علیا قریش وجدہ خیر الجدود

جنکا اردو ترجمہ یہ ہے۔

تھا بوسہ گاہ رسول کریم منہ اوسکا تھے والدین شریف اوسکے قوم ہاشم سے اور اوسکا جد بھی ہے بہہ جدود عالم سے	وہ تھا جمال سنو رسے اپنے ماہ لقا قریش مین تھا بلند اوسکا جاہ اور رتبا محمد عربی ہاشمی رسول خدا۔

روایت کی ابونعیم نے عبداللہ بن لہیعہ سے اور اونہون نے ابی قبیل سے کہ جب کربلا سے چلکر پہلی منزل پر قیام کرکے لوگ کھانے پینے مین مشغول ہوگئے تو ایک آہنی قلم عجیب سے نمودار ہوا۔ اور یہ اشعار خون سے زمین پر لکھکر غائب ہوگیا جنکا ترجمہ یہ ہے۔

اے جاہل و بے خرد قاتلان حسین مین تمکو عذاب دوزخ اور سجین کی قید کا مژدہ سناتا ہون۔

امید رکھتے ہین وہ لوگ جن لعینون نے	حسین بیکس و مظلوم کو شہید کیا
کہ روز حشر شفاعت نبی کی حاصل ہو	چھٹین عذاب الٰہی سے وہ بروز جزا
جو یہ خیال اونہین ہو تو زعم باطل ہے	کہ اون سے ناخوش و ناراض ہین رسول خدا

روایت کی ابونعیم نے مزیدہ بن جابر سے اور اونسنے اپنی مان سے کہ ایک جن غم حسین مین روتا تھا اور کہتا تھا

خبر حسین کے مرنیکی مین سناتا ہون	اور اپنا چاک جگر بھی تمھین دکھاتا ہون
بیان حسین کا مین کیا کرون ہر ایک کمال	غرض حسین تھا اک کوہ صبر و استقلال

روایت کی ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے اور اونہون نے جناب ام سلمہ سے کہ جب سے آنحضرت نے وفات پائی ہین نے نوحہ جن پھر نہین سنا مگر ایک شب مینے جنیہ کو روتی سنا جب لونڈی کو بھیجا تو اوسنے آکے کہا کہ وہ یون کہہ رہی ہے

خوب رو اے چشم محزون زار زار	کر غم حسنین سے دل کو فگار
کون رویگا شہیدون پر بھلا	کربلا مین جنکا ہے لاشہ پڑا
عہد مین میرے ہوا یہ اونکا حال	کیون نہ مجھکو اس الم سے ہو ملال

اہل عارضہ نے کربلا مین شہدا کی لاشون پر جنیہ کو نوحہ کرتے سنا ہے جنمین سے ایک شعر یہ ہے۔

نساء الجن یسعدن نساء الهاشمیات	بنات المصطفی احمد امام للبریات

یعنی زنان جن ماتم و نوحہ گری مین زنان بنی ہاشم کا ساتھ دیتی ہین جو زنان برگزیدہ احمد مختار و سید ابرار ہین۔

یا اللہ العالمین خون ناحق حسین کے واسطے اور شہیدان کربلا کے طفیل سے مسلمانون کو سوا غم حسین کے اور کوئی رنج و غم نہو۔ آمین ثم آمین۔